بہاراں ھے

سیما مناف

"بہاراں ہے"

میں جب یہ ناولٹ لکھنے جا رہی تھی تو اس کے پیچھے ایک لفظ پوشیدہ تھا۔ "توکل" اس ایک لفظ میں انسان کی بقا ہے۔ اگر ہماری زندگی کا ہر لمحہ صرف اللہ پر بھروسے پر مبنی ہے تو زندگی ہمیں ایک ایک کر کے ہر شے سے نوازتی چلی جاتی ہے، اور ہمیں وہاں سے ملتا ہے جہاں ہماری سوچ پہنچ بھی نہیں سکتی۔

میرے اس ناولٹ کے دو مرکزی کردار بھی اسی ایک لفظ کے گرد گھومتے ہیں۔ ایک وہ جسے اس کے مالک نے ہر شے سے نوازہ ہے۔ لیکن وہ خود کو اس کا حقدار سمجھتی ہے اور کبھی اپنے رب کی شکرگزار نہیں ہوتی، اور یہی ناشکراپن اس سے وہ ہر نعمت چھین لیتا ہے۔

دوسرا کردار وہ جو ہر محرومی پر اسے منجانب اللہ کہہ کر خوشی خوشی قبول کر لیتی ہے، اور اللہ پر بھروسے کی بدولت بالآخر ایک دن دنیا کی ہر خوشی کو پالیتی ہے۔

میں اور آپ بھی اگر اس ایک لفظ کو اپنی زندگی کی اساس بنالیں تو زندگی کے ہر موڑ پر کامیابی ہماری منتظر ہوگی۔

یہ میرا یقین ہے۔

میرے اس ناول کو آپ لوگوں نے پڑھا، اسے سراہا...... اس کے کرداروں پر کھل کر اظہار رائے کیا۔ اسی لیے آج میں اسے ایک کتابی شکل میں آپ تک پہنچا رہی ہوں۔

پلیز اس ناولٹ کو لکھنے کے بنیادی مقصد پر ضرور غور کیجیے گا...... اسی میں ہم سب کی نجات ہے۔

سیما مناف

بہاراں ہے......!

کیا خبر تھی خزاں ہوگی مقدر اپنا
ہم نے ماحول بنایا تھا بہاروں کے لئے

کتنا برا ہوتا اگر وہ اس دن نازش کی بات نہ مانتی۔ اس کا بالکل بھی آمنہ کے بھائی کی مہندی میں جانے کو دل نہ چاہ رہا تھا لیکن نازش بضد رہی ''بُری بات ہے ماہا! آمنہ بہت بُرا مانے گی اگر ہم نہیں گئے تو۔''

''مانتی رہے'' وہ بے پروائی سے بولی تھی ''شادی میں چلے چلیں گے یا ولیمے میں۔''

''پہلے تو بہت بڑھ چڑھ کر اس کے ساتھ مہندی میں ہنگامے کرنے کے پروگرام بنا رہی تھیں۔''

''اس وقت جی چاہ رہا تھا'' اس نے اطمینان سے کہا تو نازش سلگ کر رہ گئی۔

''بھاڑ میں گیا تمہارا دل، صرف اپنی مرضی کی کرتا ہے۔''

''تمہارا دل چاہ رہا ہے کیا؟''

''یہاں بات دل کی نہیں وعدے کی ہے۔ہم نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ ہم مہندی میں ضرور آئیں گے اور اب نہ جائیں؟''

''کوئی بھی بہانہ کر دیں گے۔''

''میں جھوٹ نہیں بول سکتی۔ نہ جانا چاہو، مت جاؤ۔ میں تو ضرور جاؤں گی۔'' وہ چڑ کر وہاں سے اٹھنے لگی تو جانے وہ کیسے مان گئی۔

''اچھا بابا اب تم خفا مت ہو، چلے چلیں گے۔''

''فخرے کرنا تو پرانی عادت ہے تمہاری'' نازش نے سکون کا سانس لیا۔ یوں وہ لوگ آمنہ کے بھائی کی مہندی میں موجود تھیں۔

ماہا کو بخوبی احساس تھا کہ وہ تمام لوگوں کی توجہ کا مرکز ہے۔

اس کی گردن احساس تفاخر سے تھوڑی تن سی گئی تھی۔ اس کا حسن تھا ہی ایسی توجہ کے قابل۔ قدرت نے اسے حسن کی دولت بخشنے میں بے حد فیاضی سے کام لیا تھا۔ ڈھونڈے سے بھی کوئی خامی یا کمی نظر نہیں آتی تھی۔

وہ جہاں جاتی، لوگوں کی نظروں کا مرکز بن جاتی۔ ابھی وہ بی اے کی طالبہ تھی اور بے شمار رشتے اس کے گھر کی چوکھٹ کو پکڑے ہوئے تھے لیکن اسے جانے کس کا انتظار تھا۔ وہ، جو اس کی طرح ہر لحاظ سے مکمل ہو۔ ساتھ ساتھ بے پناہ امیر بھی تاکہ وہ اپنی ان خواہشات کو مکمل کر سکے جو اس کے دل میں چھپی ہوئی تھیں۔

مہندی میں بھی جب لوگ اسے دیکھ کر ٹھٹک جاتے تو اسے بڑا مزہ آتا۔

ہنسی اس کے نرم تراشیدہ لبوں سے پھوٹ رہی تھی۔ نازش کو احساس تھا کہ ماہا بہت خوش ہے۔ لوگوں کی توجہ کا مرکز بن کر وہ ہمیشہ یونہی خوش ہوا کرتی تھی۔ اس سے اسے اپنے عام سے ہونے پر احساس کمتری ہونے لگتا۔ یوں تو وہ کوئی بہت عام بھی نہ تھی۔ ٹھیک ٹھاک خوش شکل، قبول صورت لڑکی تھی لیکن ماہا کے سامنے وہ پیچھے، بہت پیچھے جاتی تھی۔

پہلی بار اسفند یار نے اسے اسی دن دیکھا تھا۔ ایک بار نگاہ کیا اٹھی تھی کہ تھم کر رہ گئی۔ سیاہ جارجٹ کے اسٹائلش سے سوٹ نے اس کی حسن کو اور دمکا کر رکھ دیا تھا۔ ایسا حسن پہلے کب دیکھا تھا اس نے۔ حالانکہ اس نے ساری دنیا گھوم رکھی تھی لیکن دل پہلے یوں بے قرار نہ ہوا تھا۔

''وہ لڑکی کون ہے نعمان؟'' اسفند یار نے بے چین ہو کر آمنہ کے بھائی سے پوچھا تھا۔

''کون لڑکی ......''؟ وہ انجان بن کر پوچھنے لگا تھا۔ حالانکہ اسے اچھی طرح سے احساس تھا کہ اس محفل میں ایک لڑکی سب سے نمایاں اور خاص ہے۔ اس کی شخصیت ایسی ہے کہ ہر شخص بے قرار ہو کر اس کے بارے میں پوچھنے لگتا ہے۔

''وہی جو......وہ بلیک سوٹ میں'' اسفند کی نظریں وہیں ٹکی ہوئی تھیں۔

''آمنہ کی دوست ہے ماہا۔ اس کے ساتھ کالج میں پڑھتی ہے کہو ملواؤں؟''۔

''نہیں'' اس نے نفی میں گردن ہلائی ''میں یہ کام خود انجام دے لوں گا۔'' اگلے ہی

لمحے وہ اس کے سامنے موجود تھا۔

''میں اسفند یار ہوں۔ کیا آپ میری دوست بننا پسند کریں گی؟''

ماہا کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔

''آپ کا دماغ ٹھیک نہیں ہے شاید......'' اس نے اوپر سے نیچے تک اس پر نظر ڈالی۔ انتہائی ڈیشنگ پرسنالٹی ''پراعتماد شوخ آنکھیں، خوبصورت لبوں پر کھیلتی مسکراہٹ، سب کچھ متاثر کن تھا۔

لیکن اس نے متاثر ہونا کب سیکھا تھا۔ ابھی تک تو اسے لوگوں کو متاثر کرنے کا فن آتا تھا۔

''ٹھیک کہا آپ نے۔ ابھی اچانک آپ کو دیکھتے ہی، دل و دماغ 'ہوش وحواس سب کھو چکا ہوں میں'' وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

''چلو نازش چلتے ہیں...... پتا نہیں آمنہ نے بھی کیسے کیسے لوگوں کو انوائٹ کر رکھا ہے۔'' اس کا غصہ اسفند کی صاف گوئی پر انتہا کو پہنچ چکا تھا اور وہ فوراً نازش کو لیے وہاں سے ہٹ گئی تھی۔

لیکن کچھ ہی دیر بعد وہ آمنہ کے ہمراہ پھر سے اس کے پاس چلا آیا تھا۔

آمنہ کی آنکھیں بجھی ہوئی تھیں۔ شاید وہ اسفند یار کی ماہا میں دلچسپی پر خوش نہیں تھی۔ وہ بھی تو اس قدر مکمل شخصیت کا مالک تھا کہ جسے اپنا کر کوئی بھی اچھی لڑکی اپنے نصیب پر ناز کر سکتی تھی۔

''یہ اسفند یار ہیں۔ نعمان بھائی کے دوست 'تم سے ملنا چاہتے تھے۔''

''مل چکے ہیں ہم'' ماہا نے اپنی خوبصورت سی ناک چڑھائی ''لیکن آمنہ تم اپنے مہمانوں کو بلاتے وقت یہ نہیں سوچتیں کہ ان میں سے کس کس کو محفل کے آداب آتے ہیں۔''

''مطلب؟'' آمنہ حیران رہ گئی۔

''دل کی بات کو سچائی سے لبوں پر لے آنا کوئی محفل کے آداب کے خلاف بات نہیں'' وہ دلکشی سے مسکرایا۔

نازش اس دوران میں بالکل خاموش تھی۔ ماہا کے سامنے اسے ہمیشہ ہی یونہی نظر انداز کر دیا جاتا تھا۔

''لیکن دل کو یوں ہتھیلی پر لیے پھرنا بھی تو کوئی شریفانہ حرکت نہیں'' ماہا معلوم نہیں واقعی اس سے متاثر نہیں ہوئی تھی یا پھر بن رہی تھی۔

''دل کے ہاتھوں مجبور ہیں ورنہ کیا واقعی ہم شکل سے آپ کو اتنے غیر مہذب نظر آتے ہیں؟'' اسفند یار نے اپنی نظریں ماہا پر جمائی ہوئی تھیں۔

ماہا اس کی نظروں سے کافی جز بز ہو رہی تھی۔ اس سے پہلے بھی کافی لوگ اس کی خوبصورتی کے اسیر ہو چکے تھے لیکن یوں برملا اظہار کرنے والا شاید وہی تھا۔ ”پتا نہیں حرکتیں تو خاصی غیر مہذبانہ ہیں۔“ وہ نازش کا ہاتھ تھام کر وہاں سے جانے لگی۔

”سوری، اگر آپ کو برا لگا تو...... انشاء اللہ اگلی مرتبہ مہذبانہ طریقے سے ملاقات ہوگی“ اور پھر واقعی اگلے روز اس کا پرپوزل ماہا کے لئے آ گیا۔ اس کی خالہ یہ رشتہ لے کر آئی تھیں کیونکہ اسفند کے والدین کا انتقال ہو چکا تھا اور وہ اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھا۔

ماہا کے گھر والوں کے لئے یہ رشتہ ایک نعمت سے کم نہیں تھا۔ اسفند کی شخصیت اس کی امارت، تعلیم اور اکلوتا ہونا ہر بات کشش کا باعث تھی۔ اس سے پہلے بھی ماہا کے کئی ایک بہت اچھے رشتے آ چکے تھے جنہیں وہ ٹھکرا چکی تھی لیکن اس بار جانے کیوں وہ انکار نہ کر سکی۔

اسی رات جب نازش کے پاس اس کا کھنکتے ہوئے لہجے میں فون آیا تو وہ اس کی خوش قسمتی پر ناز کرتی رہ گئی۔

”امی ابو تو بہت خوش ہیں۔ وہ خود بھی آیا تھا ساتھ۔ پہلی ہی بار میں بر دکھاوا“ وہ زور سے ہنسی ”اگلی بار اسے دیکھنے امی ابو جاتے۔ اس لئے سوچا ہوگا خود ہی چلا جاؤں وقت ضائع نہ ہو۔ بڑی جلدی ہے محترم کو...... میں تو سمجھ رہی تھی، یوں ہی فضول میں انجوائے کر رہا ہے لیکن وہ تو بڑا سیریس نکلا۔“

”کیوں تم میں کیا کمی ہے؟ تم انجوائے کرنیوالی ہستی تو نہیں۔ تمہیں پا کر کون خوش نہیں ہوگا۔“

”بس اب تم اپنی فکر کرو۔ ڈھونڈ لوا ایسا ہی کوئی“ ماہا نے چہکتے ہوئے اسے مشورہ دیا۔

”جو میری قسمت میں ہوگا، مجھے مل جائے گا۔ فی الحال تو تم مبارک باد قبول کرو“ نازش نے کہا۔

”ابھی کچھ دیر پہلے اسفند کا فون بھی آیا تھا۔ کہہ رہا تھا کہ اگر میں نے نہ کی یا میرے گھر والوں نے کوئی گڑبڑ کی تو وہ کچھ بھی کر بیٹھے گا۔ دیوانہ ہو رہا ہے وہ تو“ ماہا کی آواز میں ایک عجیب سا فخریہ احساس تھا۔ کوئی آپ کا اس درجہ طالب ہو تو شاید اپنے آپ پر یونہی غرور ہونے لگتا ہے۔

”تم ہو ہی ایسی۔ میں بھی لڑکا ہوتی تو شاید......“ نازش نے اسے سراہا تو وہ ہنس دی۔

برات والے دن تو اس کی شان ہی نرالی تھی۔ را سلک کے آف وہائٹ سوٹ پر بلیک

کلر کی گرم چادر اوڑھے وہ انتہائی شاندار لگ رہا تھا۔

''یقیناً ماہا کی زندگی کا ساتھی ایسا ہی ہونا چاہیئے تھا'' نازش نے اُسے دیکھتے ہوئے سوچا تھا۔

خود ماہا بھی آج کم نہیں لگ رہی تھی۔ ڈل گولڈن کلر کے نیٹ کے بے حد اسٹائلش سوٹ پر اس نے آج امی کے گولڈ کے جھمکے پہنے ہوئے تھے۔ خوبصورت نفیس سا میک اپ، لائٹ براؤن سلکی بال جنہیں آج اس نے کھلا چھوڑ دیا تھا۔ سب ہی اسے سراہ رہے تھے۔

دونوں کی جوڑی واقعی بہت خوبصورت تھی۔ سب کے ہی علم میں آچکا تھا کہ اسفند اور وہ دونوں ایک بندھن میں بندھنے والے ہیں۔

اسفند کے چہرے پر بڑی وارفتہ سی مسکراہٹ تھی اور اس کی دلکش اور معنی خیز گفتگو پر نازش نے پہلی بار ماہا کو یوں گھبراتے اور جھجکتے دیکھا تھا۔ ورنہ وہ بڑی خود اعتماد سی لڑکی تھی۔

''اب تو آپ کو یقین آگیا کہ ہم کوئی دل پھینک نہیں بلکہ انتہائی شریف انسان ہیں۔'' جونہی وہ کچھ دیر کو تنہا ہوئی، وہ فوراً پوچھ بیٹھا۔

نازش جان بوجھ کر دونوں کو تنہا چھوڑ کر وہاں سے کچھ دیر کے لئے چلی گئی تھی۔

''لگتا تو ایسا ہی ہے'' وہ جواباً مسکرائی۔

''ابھی بھی لگتا ہے؟'' اس کی بات پر وہ ہنس دیا ''خیر'' ابھی کیسے پتا چلے گا۔ یہ تو شادی کے بعد کھلے گا۔''

اسفند کے جملے پر وہ جھینپ کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔

''آپ کی دوست کہاں چلی گئیں؟ خاصی سمجھ دار ہیں۔'' اس کی جھجک کو محسوس کر کے اس نے موضوع تبدیل کر دیا۔

''میری بہت اچھی دوست ہے، سب دوستوں سے زیادہ۔ بہت محبت کرتی ہے مجھ سے'' ماہا نے بتایا۔

''محبت تو ہم بھی کرتے ہیں'' اسفند نے گمبھیر آواز میں کہا ''کیا ہم سے بھی زیادہ کرتی ہیں وہ؟''

اب بھلا اس کے پاس سوائے نظریں جھکانے کے اس سوال کا کیا جواب ہوتا۔

پھر جلد ہی وہ دونوں ایک ہو گئے۔

اسفند تو تھا ہی، اس کا گھر دیکھ کر سارے عزیز رشتے دار اور ماہا کی سب دوستیں انتہائی

ششدر رہ گئے تھے۔

ایسا حسین، مکمل اور قیمتی سامان سے مزین وہ گھر انہوں نے کبھی خواب میں بھی نہیں دیکھا تھا۔

وہ سب اسفند کو مہندی لگانے کی رسم ادا کرنے آئی تھیں انہیں یہ تو معلوم تھا۔ کہ اس کا تعلق انتہائی اپر کلاس سے ہے لیکن اتنا بڑا ویل ڈیکوریٹڈ گھر۔ ماہا کی تو واقعی قسمت کھل گئی تھی، یہاں کی وہ بے تاج ملکہ ہوتی کہ اسفند کے علاوہ کوئی نہیں تھا جو اسے روک ٹوک کرتا، یہ پوری راج دھانی اسی کی تھی۔

''مزے آگئے ماہا کے تو...... نہ ساس، نہ نندیں، نہ کوئی اور بچہ۔ ان لوگوں کو تو کہیں ہنی مون پر بھی جانے کی ضرورت نہیں ہے'' ماہا کے گروپ کی ایک دوست فاریہ نے رشک سے کہا۔

''ہاں یہ تو ہے'' آمنہ نے بھی سر ہلا دیا۔

اسے ابھی تک افسوس تھا کہ نہ وہ اتنا اصرار کر کے اس روز انہیں شادی میں بلواتی۔ نہ ہی اسفند اسے وہاں دیکھتا اور نہ ہی دیوانہ ہوتا۔

اس سمے وہ یہ بالکل بھول چکی تھی کہ یہ تو آسمانی فیصلے ہوتے ہیں۔ نعمان کی شادی میں نہ سہی، کہیں اور...... یا پھر دیکھے بغیر ہی۔ شادی تو ان کی ہونی ہی تھی۔ اب ساری شادیاں تو کیوپڈ کا شکار ہو کر انجام نہیں پاتیں۔

خود ماہا کو بھی پتا نہیں تھا کہ وہ کسی کے لئے اتنی اہم ہو سکتی ہے یا پھر اس کی عام سی زندگی یوں بدل سکتی ہے۔

زندگی کا اصل مزہ تو اب آیا تھا۔ بے انتہا خوبصورت' آرام دہ زندگی۔ شوہر کی بھرپور توجہ اور پیار اور وہ سب کچھ جو قدرت نے اسے بن مانگے اس کی سوچوں سے کہیں بڑھ کر دے دیا تھا۔

شادی کے دوسرے دن کی ابتدا انتہائی خوبصورت انداز سے ہوئی تھی۔ ابھی وہ سو کر بھی نہیں اٹھی تھی کہ موتیا کے پھولوں کی تیز مہک نے اسے نیند سے بیدار کر دیا۔ کچھ دیر تو اس کی سمجھ میں ہی نہیں آیا کہ وہ کہاں ہے۔

''اٹھ جائیے محترمہ! اپنے گھر میں آپ کی پہلی صبح ہو چکی ہے اور آپ کے اٹھنے کی منتظر ہے۔'' اسفند کی آواز اس کے کانوں میں اتری تو وہ پوری طرح ہوش میں آ گئی۔

سامنے ہی وہ اپنے پسندیدہ سفید کاٹن کے سوٹ میں نہایا دھویا فریش سا، لبوں پر

مسکراہٹ لئے کھڑا تھا۔ ''سوری اسفند! کیا بہت دیر ہو گئی؟''

''بالکل نہیں، ابھی تو دن کے صرف بارہ بجے ہیں۔ خالہ امی آپ کو دوبار پوچھ چکی ہیں'' اس نے اطلاع دی۔

''اوہ! یہ تو بہت بُرا ہوا'' وہ ایک دم گھبرا سی گئی۔

''اتنا بُرا بھی نہیں۔ کیونکہ سوتے ہوئے آپ کچھ زیادہ ہی اچھی لگ رہی تھیں اور میں سوچ رہا تھا کہ......'' اس کے لبوں پر شرارت کے ساتھ ساتھ جانے اور کیا تھا، وہ فوراً چھلانگ مار کر بستر سے اٹھ گئی۔

''میں بس ابھی تیار ہوتی ہوں'' اگلے ہی لمحے وہ باتھ روم میں تھی۔

اسفند مسکراتے ہوئے صوفے پر بیٹھ گیا۔ اس کے لبوں پر بہت خوبصورت مسکراہٹ اس بات کی خبر دے رہی تھی کہ وہ بہت خوش ہے۔

ماہا اسے پہلی ہی نظر میں بہت پسند آئی تھی اور اسی لمحے اس نے سوچ لیا تھا کہ اس بے حد پیاری لڑکی کو اسے اپنا بنانا ہے۔ اس سے پہلے بھی اس نے بہت حسین لڑکیاں دیکھی تھیں لیکن ماہا کا حسن ان سب سے ماورا تھا۔

کبھی کبھی تو ماہا کو بھی یقین نہ آتا کہ کوئی اسے اس حد تک چاہ سکتا ہے۔ بات اس کے دل میں ہوتی اور جانے اسفند کو کیسے خبر ہو جاتی۔ اس کے بنا کہے اس نے چیزوں کا ڈھیر لگا دیا تھا۔

وہ چِڑ بز ہوتی ''پلیز اسفند! ابھی پچھلی چیزوں کو تو استعمال کرنے دیں۔ کتنی چیزیں تو میں نے پہنی تک نہیں ہیں۔''

کوئی بات نہیں' آہستہ آہستہ کرتی رہنا لیکن اس سیٹ کو دیکھ کر مجھے فوراً ہی تمہارا خیال آیا تھا۔ جیسے یہ تمہارے لئے ہی بنایا گیا ہو'' وہ محبت کی شدتوں کے ساتھ کہتا تو وہ خاموش ہو جاتی۔

''آپ تو ہر چیز کو دیکھ کر یہی سوچتے ہیں۔''

''نہیں' ہر چیز کو دیکھ کر نہیں، خاص الخاص چیز کو دیکھ کر'' وہ اسے خود سے نزدیک کر لیتا تو ماہا خود پر ناز کرتی رہ جاتی۔

پھر وہ اسے ساری دنیا گھمانے لے گیا۔ سوئٹزرلینڈ پہنچ کر تو اسے لگا، وہ کوئی خواب دیکھ رہی ہے۔ اتنا حسن، اتنی خوبصورتی، ایسی دلکشی اس نے کہاں سوچ رکھی تھی۔

''پتا ہے اسفند، فلموں میں یہاں کے حسین نظارے دیکھ کر میں رشک سے سوچتی تھی

کہ پتا نہیں وہ کون خوش نصیب لوگ ہوتے ہیں جو یہاں آپاتے ہیں۔'' موسم کی رنگینی خود میں اتارتے ہوئے اس نے کہا۔

''ہاں'اس سے پہلے یہاں خوش نصیب لوگ ہی آتے تھے لیکن آج یہاں کی وادیاں' سڑکیں' برفیلی چوٹیاں خود پر نازاں ہیں کہ تم نے یہاں آکران کی شان بڑھادی ہے۔''

اسفند کی باتیں اسے کتنا اونچا، کس قدر بلندی پر لے جاتی تھیں۔ کبھی کبھی اسے لگتا کہ وہ کسی اور دیس کی باسی ہے۔ کہیں کی شہزادی ہے۔ تبھی تو ایک اتنا مکمل شخص اس کا دیوانہ ہے۔

وہ بے شک بے حد حسین تھی لیکن دنیا میں حسن کی کیا کمی ہے؟ ہاں'صورت کے ساتھ ساتھ اللہ نے اسے نصیب بھی اچھا دیا تھا۔

ان کی واپسی کے بعد نازش اور آمنہ جب اس سے ملنے آئیں تو اسے دیکھ کر ششدر رہ گئیں۔ کس قدر دلکشی تھی جو اس کے روم روم سے پھوٹ رہی تھی۔ آسودگی، سہولیات، محبت وارفتگی نے اسے کیا سے کیا بنادیا تھا۔

''کم بخت !تو، تو پہلے سے بھی زیادہ حسین ہو کر آئی ہے۔'' آمنہ نے دل ہی دل میں اعتراف کیا کہ واقعی وہ اس قابل تھی کہ اسفند جیسا شخص اس کی زندگی کا ساتھی بنتا۔

''اُف! کچھ مت پوچھو' کتنا انجوائے کیا ہم نے۔ دنیا کس قدر حسین ہے اور ہم یہیں اس ڈربے میں مقید ہیں۔ میرا تو واپس آنے کو جی ہی نہیں چاہ رہا تھا۔'' ماہا کی بات پر حیران ہو کر نازش نے اسے دیکھا۔

''تم اپنے ملک کو ڈربا کہہ رہی ہو؟ دنیا میں کتنا بھی حسن ہو، سکون اپنے ہی وطن میں ملتا ہے۔''

''ہاں' تم ایسا کہہ سکتی ہو کیونکہ تم نے تو آج تک کراچی کے علاوہ پاکستان کا کوئی شہر تک نہیں دیکھا۔''

اس کے لہجے کا غرور آمنہ تک کو اچھا نہیں لگا۔ نازش تو اس کی بات پر چند سیکنڈ کے لئے خاموش ہو گئی تھی پھر فوراً ہی اس نے خود کو سنبھال لیا۔

''کیا کریں بھائی !اسفند بھائی جیسا کوئی بندہ جو نہیں ملا ہمیں۔ ورنہ ہم بھی ساری دنیا گھوم لیتے'' آمنہ نے ہنستے ہوئے چوٹ کی۔

''اپنے اپنے نصیب کی بات ہے'' ماہا مسکرائی۔

''اللہ تمہارے نصیب یوں ہی اچھے رکھے'' نازش نے خلوص سے کہا۔

پتا نہیں اسے ماہا کے لہجے میں اترتے غرور سے خوف کیوں آ رہا تھا۔ خدا نے اسے ایک دم اتنا کچھ بخش دیا تھا کہ اسے سنبھالنا مشکل ہو گیا تھا۔ شادی کے ایک سال بعد ایمن اور علی نے ایک ساتھ ان کی دنیا میں جیسے انکی فیملی کو مکمل کر دیا۔

اسفند تو انہیں دیکھ دیکھ کر نہ تھکتا تھا۔ اتنے حسین اور پیارے بچے۔ ماہا کو لگتا جیسے وہ دنیا کی کوئی بہت اعلیٰ مخلوق ہے۔ بے حد ارفع، اس کے پاس کس شے کی کمی تھی؟

بے پناہ حسن سے اس کے مزاج پہلے ہی شاہانہ تھے۔ اب تو جیسے سارا زمانہ اس کی ٹھوکر میں تھا۔

اتنی زیادہ توجہ اور پذیرائی نے اسے بے حد مغرور بنا دیا تھا۔ اسفند کے ملنے جلنے والوں اور اپنے گھر والوں تک کو وہ خاطر میں نہیں لاتی تھی۔

میکے کا وہ چھوٹا سا گھر اسے اب مزید چھوٹا لگنے لگا تھا کچھ دیر کے بعد ہی اس کا دم وہاں گھٹنے لگتا۔ اس کی دونوں بھابیاں اس کے آتے ہی الرٹ ہو جاتیں۔ وہ اپنی بڑائی جتانے کے احساس سے لدی پھندی وہاں داخل ہوتی تو ایک عجیب سی ہلچل مچ جاتی۔

امی خاطر داریوں میں بچھ بچھ جاتیں۔ تنزیلہ بھابی اور عمارہ بھابی دونوں کی سمجھ میں نہیں آتا کہ اپنی اس اکلوتی نند کیلئے کیا کریں۔

''میں زیادہ دیر نہیں رکوں گی امی۔ بس آپ سے ملنے آجاتی ہوں۔'' وہ ناک بھوں چڑھا کر کہتی۔

''کیا۔ آج بھی جلدی واپس چلی جاؤ گی؟'' ماں کی آنکھیں بجھ سی جاتیں۔ ''بہت کام ہیں امی!'' اس کے جواب پر امی بے چاری پوچھ بھی نہ پاتیں کہ پورے گھر میں نوکروں کی ایک فوج ہے پھر بھلا اسے کیا کام ہے؟

''شام میں اسفند کے ساتھ ایک پارٹی میں جانا ہے۔'' وہ اطلاع دیتی۔ میکے آتے ہی یہ اس کی پسندیدہ گفتگو ہوتی تھی۔

''جہاں رہو بیٹا، خوش رہو، اللہ اپنے گھر میں آباد رکھے۔ بس بچے بہت یاد آتے ہیں۔ جلدی جلدی آجایا کرو۔ پورے ایک ماہ بعد آئی ہو اس بار'' وہ دبے دبے لہجے میں کہتیں۔

''کیا کروں امی! گھر سے نکلنا آسان ہوتا ہے کیا۔ اتنا بڑا گھر، اس کی ذمے داریاں'' اس کی آواز میں بے زاری ہوتی ''نوکروں کے بھی سر پر نہ کھڑے رہو تو ڈنڈی مار جاتے ہیں کام میں۔ اتنا ٹائٹ کر رکھا ہے پھر بھی یہ چھوٹے لوگ......''

"اچھا خیر، بتاؤ کیا کھاؤ گی؟ کوئی بھابی لاڈ سے پوچھتی تو اس کا سر نفی میں ہل جاتا۔
"بس زیادہ دیر نہیں رکوں گی بھابی! زحمت نہ کریں۔"
"تو یہ سب کچھ کیوں اٹھا لاتی ہو؟ ہمارے گھر کا تو ایک دانہ تمہیں پسند نہیں" عمارہ بھابی کچھ صاف تو نہیں اس لئے کہہ اٹھیں۔
"یہ ہمارے ہاں کا رواج ہے کسی کے گھر خالی ہاتھ جانا پسند نہیں اسفند کو۔ وہی ہدایت کرتے ہیں۔ اب تو مجھے بھی عادت سی ہوگئی ہے۔"
وہ تو ٹھیک ہے بیٹا لیکن بیٹیاں میکے میں یوں تھوڑی جاتی ہیں۔ امی کو بھی اس کا یوں ڈھیروں ڈھیر چیزیں اٹھا لانا اچھا نہیں لگتا تھا۔
"کچھ نہیں ہوتا امی! آپ بھی بس پرانے زمانے کی باتیں سوچتی ہیں۔" اور امی سوچتی رہ جاتیں کہ اب جب بھی وہ بیٹی سے ملنے اس کے گھر جائیں گی تو جواباً انہیں کیا کیا لے جانا ہوگا۔
ماں کی دیکھا دیکھی ایمن اور علی بھی کافی نخریلے بچے تھے۔ اپنے گھر کے سوا ان کا کہیں جی ہی نہ لگتا۔ کہیں جاتے تو جلدی اکتا جاتے اور گھر واپسی کی رٹ لگاتے لگتے۔
اس طرح آہستہ آہستہ وہ سب رشتے داروں اور دوستوں عزیزوں سے کٹ چکی تھی۔ اب اس کا حلقہ احباب دوسرا تھا اور اسے بھی ان ہی لوگوں میں مزہ آتا تھا۔ حالانکہ خود اسفند اس طرح کا نہیں تھا۔ اس کا رویہ سب سے ہی عام طور پر اچھا ہوتا تھا۔ وہ ملنے ملانے والا شخص تھا لیکن جب خود ماہا نہیں چاہتی تھی تو وہ اسے کس طرح مجبور کر سکتا تھا۔
اس دوران میں آمنہ اور نازش کی بھی شادیاں ہوگئی تھیں۔
آمنہ تو اپنے گھر میں خوش تھی لیکن نازش، جس کا صرف نکاح ہوا تھا اپنے شوہر کا انتظار کر رہی تھی۔ اس کا شوہر امریکا میں تھا اور رخصتی اس کی پاکستان واپسی پر ہونا تھی۔ پانچ سال گزر چکے تھے لیکن وہ تھا کہ آ ہی نہیں چکتا تھا۔ اب تو نازش کے گھر والوں کو تشویش ہونے لگی تھی لیکن اس کے سسرال والے ہمیشہ "سب ٹھیک ہے" کی راگنی الاپتے رہتے۔
اس بار جب وہ ماہا سے ملنے اس کے گھر آئی تو وہ بھی بار بار نازش سے یہی پوچھتی رہی۔
"کب آ رہے ہیں سجاد بھائی! حیرت ہے اتنے سال ہوگئے۔ ایک بار بھی انہیں خیال نہیں آیا کہ یہاں کوئی ان کا منتظر ہے۔ کیا بڈھی کریں گے تمہیں؟ تیس سال کے تو ہم لوگ ہوگئے یار، کب تک ہوگی" اس کا لہجہ ہمدردانہ سے زیادہ ظالمانہ تھا۔ نازش پہلو بدل کر رہ گئی۔

''پتا نہیں' میرا تو کوئی رابطہ بھی نہیں ان سے۔ نہ کبھی فون آیا نہ کوئی لیٹر کارڈ وغیرہ۔''

''تو کرو نہ پتا۔ تمہارے گھر والے سو رہے ہیں کیا؟ شادی کی اصل عمر تو نکل جائے گی۔ بوڑھی دلہنیں کس قدر ہولناک لگتی ہیں'' اپنی بات کا مزہ لینے کے لئے وہ زور سے خود ہی ہنسی۔

''امی کہتی ہیں' ہر بات کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے۔ انسان بہت بے اختیار ہے۔''

نازش نے ضبط کے ساتھ جواب دیا ورنہ ماہا کی باتوں اور لہجے پر اس کا دل کٹا جا رہا تھا۔

''لو تو پھر جستجو، کوشش سب بے کار چیزیں ہیں؟'' اس کا انداز استہزائیہ تھا۔

''چھوڑو یار، کوئی اور بات کرو۔ میں بے زار ہو چکی ہوں اس موضوع سے۔ جب ہونا ہوگی۔ ہو جائے گی۔ نازش واقعی بے زار لگ رہی تھی۔

لوگ ویسے بھی اس سے اس موضوع پر بات کر کر کے اسے پریشان کرتے رہتے تھے۔ اکثر تو وہ چڑ سی جاتی تھی۔ زیادہ تر خاموش رہتی۔ اس کے پاس جواب ہی کیا تھا ان سوالوں کا۔ کسی جاننے والے کی وساطت سے یہ رشتہ ہوا تھا۔ سجاد اس کا شوہر، ایک مہینے کے لئے پاکستان آیا ہوا تھا۔ جھٹ پٹ بات طے ہوئی اور اس کے جانے سے تین دن پہلے نکاح ہو گیا۔ سجاد کی امی کا کہنا تھا کہ وہ نکاح کے کاغذات ساتھ لے جائے گا تاکہ اسے وہاں بلوانے میں آسانی ہو سکے۔

وہ منتظر ہی رہی کہ جانے سے پہلے سجاد اس سے ملنے، کچھ کہنے کی کوشش کرے گا۔ وہ تو اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتی تھی لیکن دوسری مشرقی لڑکیوں کی طرح اس کا دل سجاد کے نام پر دھڑکنے لگا تھا۔ نکاح کے دو بولوں نے اس اجنبی کو شناسا بنا دیا تھا۔ لیکن وہ تو اسی طرح انجان تھا۔ نہ ملنے کی کوئی کوشش کی، نہ ہی کوئی فون آیا۔ ایسا تو اجنبی بھی نہیں کرتے۔

جس دن وہ واپس جا رہا تھا، وہ سارا دن منتظر رہی۔ فون کی گھنٹیوں پر چونکتی رہی۔ کال بیل کی آواز پر اسے یقین ہونے لگتا کہ وہی ہوگا۔

لیکن 'فون خاموش ہے اور گیٹ کی گھنٹی بے صوت، والی بات برقرار رہی۔

امی اور ابو اس سے مل کر واپس بھی آ گئے۔ امی کچھ خاموش سی تھیں۔ اس کا دل چاہا ان سے پوچھے۔ وہ ان سے کس طرح ملا، کیا اس نے اس کے لئے کچھ بھی نہیں کہا؟۔

لیکن اس کی ہمت نہ ہو سکی۔ وہ اپنی فطرت سے مجبور تھی۔ پھر امی سے وہ کب اتنی فری تھی۔ ایک حجاب ہمیشہ ان دونوں کے درمیان رہتا تھا اور دوسری لڑکیوں کی طرح وہ ان سے ہر بات نہیں کر پاتی تھی۔ کچھ ان کے گھر کا ماحول بھی تھوڑا دبا سا تھا۔

دن گزرتے گئے۔ شروع شروع تو اس نے دن بھی گنے۔ پھر اس نے حساب لگانا ہی چھوڑ دیا۔ جب دوسرے کو اس کی پروانہیں تھی، تو وہ بھی کیوں کرتی۔

بڑی حیرت کی بات تھی کہ سجاد وہاں جا کر اسے بھول ہی گیا تھا۔ نہ کبھی کوئی خط لکھا نہ کوئی کارڈ۔ نہ ہی کوئی فون۔ آخر وہ اس کی بیوی تھی۔

پھر اسے ہنسی آنے لگتی۔ بھولنے والی بات کہاں سے آ گئی۔ اس نے اسے یاد رکھا ہی کب تھا۔ اسے اتنی اہمیت دی ہی کب تھی کہ وہ سمجھتی کہ سجاد کی زندگی میں اس کی کوئی اہمیت ہے۔

کبھی کبھی تو اسے اس رشتے، اس تعلق پر حیرت ہونے لگتی تھی۔ اس نے تو کبھی اپنے ساس سسر کو بھی فون کرنے کی زحمت نہیں کی تھی۔ سجاد کی امی البتہ کبھی کبھار بھولے بھٹکے چلی آتی تھیں۔ ان کا رویہ خاموشی لیے ہوتا۔ ادھر اُدھر کی چند باتیں' کچھ سجاد کے بارے میں بتاتیں کہ وہ نازش کو وہاں بلوانے کی پوری کوشش کر رہا ہے لیکن ان کا لہجہ اور ان کے الفاظ ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہوتے پھر ان کی آنکھیں بھی ان لفظوں کا ساتھ نہیں دے رہی ہوتی تھیں۔

ان کے جانے کے بعد امی عجیب سی الجھن کا شکار ہو جاتیں "پتا نہیں کیا مسئلہ ہے؟ مجھے تو کچھ گڑبڑ لگتی ہے" ہر بار ان کے جانے کے بعد وہ ابو سے کہتیں۔

"دماغ خراب ہے تمہارا تو۔ تم عورتیں بھی ہر بات میں تشویش کا پہلو نکال لیتی ہو۔"

"تو پھر چاہتا کیا ہے وہ آخر؟ دو سال ہونے کو آئے، آج تک ایک خط تک نہیں لکھا، نہ ہی کوئی فون کیا۔ ہمیں نہ سہی، نازش کو تو کر لے۔ نہ آتا ہے، نہ بلواتا ہے پھر اور کیا سمجھوں؟ وہ چڑ جاتیں۔

"جھجک، شرم ہے اس میں۔ اب ضروری نہیں کہ امریکا میں ہے تو اپنی اقدار بھول جائے۔"

ابو ہر حال میں مطمئن رہنے والے اور روشن پہلو دیکھنے والے لوگوں میں سے تھے۔

"ہاں' ایک ان ہی کو شرم ہے۔ لڑکیاں بھی نہیں شرماتیں اتنا تو۔ بہرحال آپ کسی سے معلوم کروائیں۔ کب تک بٹھائے رکھیں لڑکی، اب تو لوگ بھی پوچھنے لگے ہیں۔"

امی کی پریشانی کسی طرح کم نہ ہوتی تھی۔

"اچھا اچھا، کرتے ہیں کچھ۔ ابھی اتنا وقت نہیں گزرا۔ تم خواہ مخواہ اتنی پریشان نہ ہوا کرو" وہ تسلی دیتے۔

اتفاق تھا کہ سجاد جس اسٹیٹ میں تھا وہاں کوئی جاننے والا دور دور تک نہ تھا۔ اب اتنی دور کے حالات کس طرح پتا چلتے۔ سو صبر اور انتظار کے سوا کوئی چارا نہ تھا۔

لیکن کب تک؟ اب تو امی اس حد تک سوچنے لگی تھیں کہ سجاد کی امی سے کھل کر بات کی جائے کہ آخر سجاد کیا چاہتا ہے؟ پانچ سال بہت وقت ہوتا ہے۔ اگر اس کی زندگی میں نازش کی کوئی گنجائش نہیں ہے تو وہ اسے آزاد کر دے تاکہ وہ اس کیلئے کہیں اور کوشش کریں۔ آخر وہ ساری زندگی تو اسے یوں بٹھا کر نہیں رکھ سکتیں۔

اور وہ......وہ خود جب بھی اپنے دل کو ٹٹولتی، اسے یہاں سے وہاں تک خاموشی کا ڈیرا نظر آتا۔ سجاد سے جب اس کا نکاح ہوا تھا تو خود بخود اس کی تمام آرزوئیں اس کے نام سے وابستہ ہوگئی تھیں لیکن سجاد کی اس حد درجہ خاموشی اور سرد رویے نے اسے واپس لوٹنے پر مجبور کر دیا تھا۔ آخر کچھ تو ہوتا اس کے پاس۔ کوئی ایک لفظ ہی، نہ سہی مل کر، نہ ہی فون پر۔ ایک کارڈ ہی لکھ کر ڈال دیتا۔ وہ تو اسی پر مطمئن ہوجاتی لیکن یوں اجنبیت......؟''

پھر امی کا اس نہج پر سوچنا بھی کچھ عجب نہیں تھا۔

اس بار وہ بے حد سنجیدگی سے سجاد کی امی سے اس موضوع پر بات کرنے آگئی تھیں کہ سجاد یا تو کوئی رابطہ کرے، نازش کو وہاں بلوائے، نہیں تو اسے طلاق دے دے۔

سجاد کی امی جانتی تھیں کہ بالآخر ایسا ہونا تھا۔ آخر کب تک یہ لوگ خاموش رہتے۔ کمزوری تو ان کی اپنی تھی۔ اس روز پہلی بار انہوں نے اعتراف کیا کہ سجاد اس شادی پر راضی نہیں تھا۔ وہیں امریکا میں کسی امریکن لڑکی سے اس کا افیئر چلا ہوا تھا اور وہ ایسا نہیں چاہتی تھیں اس لئے انہوں نے زبردستی رو دھو کر اسے اس نکاح پر راضی کر لیا تھا ان کا خیال تھا کہ نکاح کے بول، نازش کی موہنی صورت اسے اس غلط قدم سے باز رکھ سکے گی لیکن ایسا کچھ نہ ہوا۔ اس نے واپس جاتے ہی اس لڑکی سے شادی کر لی تھی اور اپنے ماں باپ کو صاف لکھ دیا تھا لیکن وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ یہ اس کا جذباتی فیصلہ ہے۔ جلد یا بدیر وہ اپنی امریکن بیوی سے اکتا کر اس سے چھٹکارا حاصل کر لے گا اور نازش کو وہاں بلا لے گا لیکن ایسا اب تک نہ ہو سکا تھا۔ اب تو اس کا بیٹا بھی دو سال کا تھا اور وہ اپنی بیوی سے مطمئن تھا۔ سجاد کی امی بے حد شرمندہ ہو رہی تھیں۔ کہ انہوں نے جان بوجھ کر سب کچھ چھپایا لیکن ان کا مقصد انہیں اس تکلیف سے بچانا تھا کہ سجاد نے وہاں شادی کر لی ہے اور وہ سوچ رہی تھیں کہ ایسی شادیاں وہاں عموماً ناکام ہوجاتی ہیں امریکن لڑکیاں کب ایک کی بن کر رہتی ہیں، اس کو طلاق دینے کے بعد وہ نازش کو اپنا ہی لیتا۔

امی ان کے اس انکشاف پر ساکت رہ گئی تھیں۔ خود غرضی کا ایسا اعلیٰ مظاہرہ......وہ بیٹے کی ماں تھیں۔ اگر نازش ان کی اپنی بیٹی ہوتی تو وہ یوں سب کچھ چھپاتیں؟ ایک لڑکی کی زندگی

کے پانچ قیمتی سال انہوں نے اپنی خودغرضانہ سوچ کی نذر کردیے تھے۔اب بھی شاید یہ خود نہ کہتیں تو وہ خاموش ہی رہتیں۔

''آپ نے اور آپ کے بیٹے نے بہت برا کیا میری بیٹی کے ساتھ۔کیا آپ کو ایک بار بھی خیال نہ آیا اس کا......؟'' امی کو یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ عورت اور ماں ہو کر اتنی خودغرض ہو سکتی ہیں۔

''آتا تھا۔یقین کریں میرا لیکن میں سمجھتی تھی کہ سجاد اس لڑکی کو چھوڑ دے گا۔یہ امریکن لڑکیاں تو اپنے جیسوں کے ساتھ نہیں رہ پاتیں، پاکستانی لڑکے کی پابندیاں کہاں برداشت کر پائے گی لیکن...... میری ہر سوچ غلط ہوگئی'' وہ واقعی شرمندہ تھیں۔

لیکن ان کے یوں شرمندہ ہونے سے کیا ہوتا تھا۔

پتا نہیں نازش کو یہ خبر سن کر حیرت کیوں نہیں ہوئی۔اسے پہلے بھی اس بات کا یقین تھا کہ کوئی ہے جو سجاد اور اس کے درمیان میں ہے۔ورنہ کوئی یوں بے حس اور پتھر نہیں ہوا کرتا۔

امی رو رہی تھیں۔ابو سے لڑ رہی تھیں کہ انہوں نے حد درجہ سستی کا مظاہرہ کیا۔کہنے کے باوجود کہیں سے معلومات نہیں کروائیں۔ہوتا تو خیر وہی لیکن اتنا وقت تو برباد نہ ہوتا۔ابو بے چارے بھی اس خبر پر ششدر رہ گئے تھے۔انہوں نے کبھی کسی کا برا نہیں سوچا تھا۔پھر ان کی بیٹی کے ساتھ ایسا کیوں ہوا؟

اور وہ خود بالکل خاموش تھی جیسے وہ پہلے سے اس خبر کی منتظر ہو۔ماہا کو جب اس بات کی خبر ہوئی تو اس سے زیادہ تو وہ ناراض ہوتی رہی۔

''بہت ہی ذلیل لوگ نکلے۔سجاد کی اماں کو تو میں ٹھیک کر کے آؤں گی۔اور وہ سجاد صاحب' چلو ماں نے چھپالیا، وہ تو بتا سکتے تھے۔ایک لڑکی کو خواہ مخواہ اتنے سال لٹکائے رکھا۔کبھی خیال نہ آیا اور سجاد کے بہن بھائی اور وہ اس کی بھابی، کوئی تو اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کر دیتا، سارے کے سارے خودغرض۔آنٹی چپ چاپ کیوں لوٹ آئیں۔خبر لیتیں ان کی۔

''کیا کرتیں، کوئی فائدہ تھا؟'' نازش نے سنجیدگی سے کہا تو وہ مزید چڑ گئی۔

''نہ ہوتا فائدہ۔کم از کم انہیں پتا تو چلتا کہ ایک لڑکی کی زندگی برباد کرنے کا کیا نتیجہ ملتا ہے؟''

''کچھ نہیں ہوتا ایک شخص کے نہ ملنے سے۔شخص بھی وہ جو آپ کے لئے یکسر اجنبی ہو۔کچھ نہیں ہوتا'' نازش کا ضبط اور حوصلہ قابل دید تھا۔

''دماغ خراب ہے تمہارا تو۔میں اس جگہ ہوتی تو ٹھیک کر دیتی ان لوگوں کو۔اور اس

سجاد کو بھی۔"

"شکر کرو کہ تم اس جگہ نہیں ہو" وہ مسکرائی "دوسرے میں اس بات پر یقین رکھتی ہوں ماہا کہ ہمیں زندگی سے وہی کچھ ملتا ہے جو ہمارے نصیب میں لکھا ہوتا ہے۔ جو ملے اس پر شکر ادا کرنا چاہیے اور جو نہ ملے اس پر واویلا نہیں۔ ہر شخص کی مجبوریاں ہوتی ہیں جن میں وہ بندھا ہوتا ہے۔ ورنہ جان بوجھ کر کوئی کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتا۔"

"شاباش ہے تم پر۔ دنیا کچھ بھی کرے تمہارے ساتھ، تمہارا صبر ساتھ نہیں چھوڑتا" ماہا کو اس کا یوں صبر و اطمینان کا مظاہرہ کرنا چڑ میں مبتلا کر رہا تھا۔

"بات صبر کی نہیں لیکن میرے چیخنے چلانے، رونے کا اور شکوہ کرنے سے کوئی فائدہ بھی تو نہیں۔ کیا سب کچھ بدل جائے گا؟ میرے گزرے ہوئے سال مجھے واپس مل جائیں گے؟"

"ٹھیک ہے ایسا کچھ نہیں ہوگا لیکن سامنے والے کو پتا تو چلنا چاہیے کہ اس نے دوسرے کے ساتھ کیا زیادتی کی ہے۔ ہم اسے احساس نہیں دلائیں گے تو اسے کیسے پتا چلے گا۔"

"چھوڑو یار، کوئی اور بات کرو۔ اس گفتگو سے کیا حاصل...... تم سناؤ اپنی کچھ۔ آمنہ کا کوئی فون آیا؟ وہ تو سچ مچ سسرال کو پیاری ہو گئی۔"

ماہا جان گئی کہ اب وہ مزید اس موضوع پر بات نہیں کرنا چاہتی، سو اس نے موضوع بدل دیا۔

کمرے کے اندر آتا ہوا اسفند جوان کی باتیں سن کر رک گیا تھا، نازش کی سوچ اور صبر و برداشت کو داد دیے بغیر نہ رہ سکا۔

رات میں جب وہ اور ماہا اکیلے تھے، وہ اس ذکر کو نکال بیٹھا "تمہاری دوست تو واقعی دنیا کی انوکھی لڑکی ہے۔ بہت صبر و برداشت ہے اس میں۔ کوئی اور لڑکی ہوتی تو بہت روتی دھوتی۔"

"دماغ خراب ہے اس کا تو۔ پہلے تو اپنی ناسمجھی میں اپنی عمر کے اتنے قیمتی سال ضائع کر دیے، اب بھی صبر کا دامن تھامے بیٹھی ہیں محترمہ!" ماہا نے ناراضگی سے کہا۔

"ہاں تو بے چاری اور کرے بھی کیا؟ امریکا تو نہیں جا سکتی اب سجاد صاحب کا گریبان پکڑنے۔"

"تو اتنے سالوں سے کیوں خاموش تھی۔ مجھے تو پہلے ہی شک تھا۔ سجاد نے کبھی ایک خط تک نہیں لکھا اسے۔ نہ کبھی فون کیا ایک بار بھی پاکستان نہیں آیا۔ کوئی عقل کا اندھا بھی سمجھ سکتا تھا اس کے رویے کو۔ یہ پتا نہیں کس خوش فہمی میں رہی اب تک شروع میں ہی طلاق لے لیتی،

بڑھاپا آ گیا۔"

"بڑھاپا!" اسفند ہنس پڑا "تمہاری ہم عمر ہے۔ تم بھی بوڑھی ہو گئیں کیا؟"

"خدا نہ کرے میری شادی تو وقت پر ہو گئی تھی۔ میرا گھر اور بچے ہیں۔ مجھے کس بات کی کمی تھی۔ طلاق یافتہ کا دھبا الگ لگ گیا ماتھے پر۔ شادی ہو جائے تو پھر بڑھتی عمر کی اتنی فکر نہیں ہوتی۔"

"یوں نہ کہو۔ کہیں تو جوڑ لکھا ہوگا اور اس کا بھی۔ تمہاری دوست ہے۔ تم کوشش کرو کہیں اس کیلئے" اسفند کو جانے کیوں اس سے ہمدردی محسوس ہو رہی تھی۔

"دماغ خراب ہے میرا جو ایسے فضول کام کرتی پھروں۔ میں نے میرج بیورو کھول رکھا ہے کیا۔ خود ہی ڈھونڈیں۔ اس کے ماں باپ کتنے ناعاقبت اندیش ہیں۔ اتنے سال آنکھیں کان بند کیے رکھے۔ سوتے رہے، اللہ پر چھوڑ دیا سب کچھ۔"

"تو پھر اللہ ہی بہتر کرے گا۔ کیا پتا اللہ نے کوئی بہتری رکھی ہو اس کے لئے اس میں؟"

"خاک بہتری ہوگی۔ آپ بھی بس......" ماہا کو مزید غصہ آ گیا۔

اور شاید وہی لمحہ تھا جب انسان تقدیر کے کرشمات کو مان لیتا ہے۔ ماہا کا خیال تھا کہ اس سارے واقعے میں اللہ نے کیا بہتری رکھی ہوگی۔ بس یہی کہہ کہہ کر ہم خود کو بہلا لیتے ہیں کہ اس میں اللہ کی بہتری ہوگی اسی لئے تو ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہتے ہیں۔ انسان اپنی تقدیر خود بناتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

اسفند نے اسے ایسا مزید کچھ کہنے سے ٹوک دیا تھا "بے کار کی باتیں مت کرو۔ اللہ کو برا لگ جائے گا۔ سب کچھ اللہ کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ ہم بندے تو کٹھ پتلیاں ہیں اس کے آگے۔ جنہیں وہ اپنی مرضی سے چلاتا ہے۔"

"ہونہہ...... فضول پرانے خیالات۔ پھر گھر میں بیٹھ کر سکون سے کیوں نہیں رہتے۔ کیوں بھاگ دوڑ کرتے ہیں اتنی۔ من و سلویٰ خود بخود اتر آئے گا آسمان سے؟" وہ طنزیہ مسکرائی تھی۔

"بری بات!" اسفند نے اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھ دی تھی "کفر کے کلمات نہیں نکالتے منہ سے۔ چلو کوئی اور بات کرو اس وقت تم جذباتی ہو رہی ہو۔"

اور اس روز جب وہ دونوں رات گئے کہیں سے کھانا کھا کر واپس آ رہے تھے اچانک حادثے نے ان کی زندگی کو یکسر بدل دیا۔ اسفند تو پہلے ہی جانتا تھا لیکن اس روز اس کا خیال یقین میں بدل گیا۔

حادثوں کو روکنا اگر ہمارے اختیار میں ہوتا تو کوئی شخص اس سے دوچار نہ ہوتا۔یقیناً سب کچھ من جانب اللہ ہوا کرتا ہے۔اور وہ چاہنے کے باوجود کچھ نہ کر سکا تھا۔وہ اس قدر ہولناک حادثہ اور ماہا کا اس میں یوں شدید زخمی ہونا۔اس کے تو بچنے کی امید بھی شاید نہیں رہی تھی۔

اور وہ اسپتال کے کاریڈور میں کھڑا اس کی زندگی کی دعائیں مانگ رہا تھا۔اسے یوں لگ رہا تھا جیسے زمین اس کے قدموں تلے سے کھنچتی جا رہی ہے۔ماہا کے بغیر، اس کے بنا کیسے رہ پائے گا وہ؟ وہ تو اس کی زندگی تھی۔اس کی شریک سفر، اس کے بچوں کی ماں۔اسے معلوم تھا کہ وہ ماہا سے محبت کرتا ہے لیکن اس قدر...... کہ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ نہ رہی تو وہ اگلی سانس بھی نہ لے پائے گا۔اس کے معصوم بچے کیسے رہ پائیں گے اس کے بنا۔ایمن اور علی تو پھر بھی بڑے تھے لیکن عمر تو ابھی بمشکل چھ ماہ کا تھا۔

اور جب ڈاکٹر نے آکر اسے ماہا کی زندگی کی نوید دی تھی لیکن کس طرح...... تو وہ سمجھ نہ پایا کہ اس کو دوسری زندگی ملنے کی خوشی منائے یا پھر اس کی معذوری کا غم کرے۔ڈاکٹرز کا کہنا تھا کہ اس حادثے میں ماہا کی ریڑھ کی ہڈی سخت متاثر ہوئی ہے اور وہ اب کبھی دوبارہ شاید ہی صحت کی طرف لوٹ سکے۔وہ چلنے پھرنے سے زندگی بھر کے لئے معذور ہو گئی تھی۔اس کا نچلا دھڑ اب ہلنے جلنے سے بھی قاصر تھا۔

اور یہ یقیناً ایک ایسا حادثہ تھا جس نے ماہا کے ساتھ ساتھ بہت سی زندگیوں کو متاثر کیا تھا۔ماہا کے گھر والے اس کی اس معذوری سے خوف زدہ ہو گئے تھے۔چلتے ہاتھ پیروں اٹھانے کی دعا ہر آدمی یونہی نہیں مانگا کرتا۔معذوری ایک بہت بڑا امتحان ہوا کرتی ہے اور اس معذوری سے صرف وہی نہیں، بہت سے لوگ منسلک ہوتے ہیں اور آخر کار تھکتے جاتے ہیں۔

کوئی کہتا "شکر کرو جان بچ گئی۔بچوں کے سر پر ماں کا سایہ تو باقی ہے۔"

دوسرے کی رائے ہوتی "کیا فائدہ ایسی زندگی سے؟ دوسروں کی محتاج۔ہر ایک کا منہ تکے گی اور ایسی زندگی سے بے زار ہو کر موت کی دعائیں مانگے گی۔"

"ایسا تو مت کہو۔اسفند بڑی محبت کرتا ہے اس سے۔پھر اسے پیسوں کی کیا کمی ہے، باہر لے جائے گا اسے۔آج کل کون سا علاج ممکن نہیں۔بس پیسا ہونا چاہیے" کوئی اور کہتا۔

"لیکن ڈاکٹرز کی رائے اور ہے۔ان کا کہنا ہے کہ اب ٹھیک ہونا ممکن نہیں۔ماہا کی ریڑھ کی ہڈی اس بری طرح متاثر ہوئی ہے کہ اس کا ٹھیک ہونا اب ممکن نہیں ہے۔"

اللہ کسی دشمن کے ساتھ بھی ایسا نہ کرے۔نظر لگ گئی اس گھرانے کو۔کس قدر مکمل فیملی

تھی۔ کسی چیز کی کمی نہیں تھی لیکن اللہ کی مصلحت اللہ جانے۔ بات وہیں پر آ کر رک جاتی۔

اسفند کے کانوں میں بھی آتے جاتے یہ مختلف باتیں پڑ جاتی تھیں لیکن وہ ان دنوں اس قدر پریشان تھا کہ دوسروں کی باتوں پر دھیان نہیں دینا چاہتا تھا۔ اس کا ایک پاؤں گھر میں ہوتا تھا تو دوسرا اسپتال میں۔ ڈاکٹروں کا ایک بورڈ بلا لیا تھا اس نے۔ سب کی مشترکہ رائے یہی تھی کہ ماہا کا باہر لے جانا بھی بے کار ہے۔ اب تو کوئی کرشمہ ہی اسے ٹھیک کر سکتا ہے اور کرشمہ تو کہیں بھی ہو سکتا ہے' اس کے لئے باہر جانے کی کیا ضرورت ہے۔ پھر بھی اس کی تسلی کیلئے انہوں نے ہر جگہ رابطہ کیا تھا۔ اس کی رپورٹس بھیجی تھیں اور ہر جگہ سے مایوس کن جواب آیا تھا۔

وہ تھک ہار کر مایوس ہو چلا تھا۔ اس کا گھر بُری طرح ڈسٹرب ہو گیا تھا۔ گھر میں کتنے ہی نوکر موجود تھے لیکن اسے ان پر اعتبار کب آتا تھا۔ حالانکہ پہلے بھی وہ دونوں بچوں کو گھر پر چھوڑ کر سارے زمانے میں گھومتے پھرتے تھے لیکن رات کو ہر حال میں گھر میں موجود ہوتے تھے۔ کہیں باہر جاتے تو بچے ضرور ساتھ ہوتے۔ نوکروں کو بھی اس بات کا احساس تھا کہ گھر کی مالکن ان کے سر پر موجود ہے لیکن اب تو پورا گھر ان کے حوالے تھا۔ ماہا کی امی کچھ عرصے کیلئے آئی تھیں لیکن ان کی طبیعت اب اس بات کی اجازت نہیں دیتی تھی کہ وہ اپنا گھر چھوڑ کر کہیں اور جا کر رہیں یا گھر اور بچوں کی دیکھ بھال کر سکیں۔

ماہا خود اسپتال میں رہتے رہتے اکتا چکی تھی۔ ڈاکٹرز کا بھی یہی خیال تھا کہ سوائے معذوری کے اب وہ صحت مند ہے۔ اب کوئی معجزہ ہی اسے ٹھیک کر سکتا تھا۔ ساری زندگی اسپتال میں تو نہیں گزاری جا سکتی۔ یوں وہ اپنے گھر لوٹ آئی۔

جب وہ یہاں سے نکلی تھی تو اپنے پیروں پر چل کر گئی تھی۔ کسے معلوم تھا کہ اس کی واپسی یوں دوسروں کے ہاتھوں پر ہوگی۔ وہ تو اپنا جسم ہلا بھی نہیں سکتی تھی اور اب اسے ساری زندگی یونہی بستر پر لیٹے لیٹے گزارنی تھی۔

اپنے کمرے میں آ کر اس کا خود کو سنبھالنا مشکل ہو گیا۔ اسفند اسے سمجھا سمجھا کر تھک گیا۔ وہ اسے اپنی محبت کا یقین دلا رہا تھا۔ "پلیز ماہا! حوصلہ کرو' میں جانتا ہوں' ایسا کرنا تمہارے لئے مشکل ہے لیکن یقین کرو' میرے لئے بھی ایسا کہنا آسان نہیں ہے۔ تم زیادہ پریشان نہ ہو۔ تم مجھ سے الگ نہیں ہو۔ میرے وجود کا حصہ ہو۔ تمہاری تکلیف میں اپنے وجود میں محسوس کر رہا ہوں۔ یقین کرو لیکن میں بے بس ہوں۔ کاش میں تمہارے سارے دکھ اور تکلیف کو دور کر سکتا۔ لیکن یقین دلا سکتا ہوں اپنی محبتوں کا' اپنے سچا ہونے کا۔ میں صرف تمہارا ہوں۔ یہ حادثہ میرے ساتھ

بھی ہوسکتا تھا لیکن ہم دونوں نے تو ہمیشہ ایک ساتھ رہنے، ہر حال میں مل جل کر دکھ سکھ سہنے کے وعدے کیے تھے اور ہم رہیں گے پلیز مایوس مت ہو۔ میں نے دنیا بھر کے بڑے بڑے ڈاکٹرز سے رابطہ کر رکھا ہے۔ جہاں بھی ہلکی سی امید بھی ہوئی، میں تمہیں وہاں لے کر جاؤں گا۔تم ٹھیک ہوجاؤ گی۔''

''مت بولو مجھ سے جھوٹ، مت یقین دلاؤ مجھے ایسی باتوں کا جو ممکن نہیں ہیں۔'' وہ چیخ پڑی

''کچھ بھی ناممکن نہیں ہے۔ اللہ چاہے تو مردے میں جان ڈال سکتا ہے۔ دعا مانگا کرو اللہ سے۔ وہ ہمارے اس امتحان کو ختم کردے۔ ہمیں اس مشکل سے نکال دے۔'' اسفند اس کے دونوں ہاتھ تھام کر اسے رسانیت سے سمجھانے لگا۔ خود اس کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے۔ وہ اسے بے انتہا عزیز تھی اور آج اسے اس حال میں دیکھ کر خود اس کا دل بیٹھا جارہا تھا۔

''کیا بُرا کیا تھا میں نے کسی کا جو اللہ نے مجھے اس حال تک پہنچا دیا۔ کیوں ہوا میرے ساتھ ایسا؟ میرے ساتھ ہی کیوں؟'' وہ اب بُری طرح چلا رہی تھی۔

''ماہا...... ماہا، پلیز! خود کو سنبھالو۔ مت کرو اس طرح، پلیز ماہا!'' اسفند کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اسے کس طرح سنبھالے۔ کیسے تسلی دے۔ اس کے ساتھ جو کچھ ہوا تھا، اس میں خود پر قابو رکھنا کتنا مشکل کام تھا۔ یہ تو وہی سمجھ سکتا تھا جس پر یہ سب بیت رہی ہو۔

لیکن وہ کر بھی کیا کرسکتا تھا سوائے صبر، دعا اور کوشش کے۔

گھر آنے کے بعد کئی دن تک ماہا کا یہی حال رہا۔ وہ ذرا سی بات پر چیخنے لگتی تھی۔ چیختے چیختے بے حال ہوجاتی تو تھک کر چپ ہوجاتی۔ کسی سے بھی ملنے سے صاف انکار کردیتی تھی۔ کوئی زبردستی اس کے پاس چلا جاتا تھا تو منہ موڑ لیتی۔ آنے والا بیٹھے بیٹھے تنگ آکر خود ہی واپس چلا جاتا۔ سوائے اپنی امی کے اس نے اپنے بھائی اور بھابیوں سے بھی ملنے سے انکار کردیا تھا۔ نازش اور آمنہ وغیرہ بھی آکر اس سے ملے بنا ہی چلی گئی تھیں۔ حالانکہ نازش کی ذات سے اسفند کو یقین تھا کہ ماہا اس سے ملنے سے انکار نہیں کرے گی کیونکہ ان دونوں کے درمیان خاصی دوستی تھی لیکن جب نازش مایوس پلٹی تو وہ کہے بغیر نہیں رہ سکا۔ ''پلیز نازش، آپ اس کی بات کا بُرا مت مانیں دراصل وہ اس حادثے سے بُری طرح سے ٹوٹ چکی ہے۔ اس حالت میں کسی بھی آدمی کا ردعمل ایسا ہی ہوسکتا ہے۔''

''میں جانتی ہوں اسفند بھائی۔ اس میں بُرا ماننے کی تو کوئی بات نہیں ہے۔ انشاء اللہ

ٹھیک ہوجائے گی وہ...... آپ فکر نہ کریں'' نازش کا خوب رونے کو دل چاہ رہا تھا لیکن وہ صبر برداشت سے کام لے رہی تھی۔ وہ ملکاؤں جیسا حسن رکھنے والی لڑکی کیسے بستر پر معذور پڑی تھی۔ وہ جو کسی کو بھی اپنے سامنے خاطر میں نہ لاتی تھی، آج لوگوں کا سامنا کرنے سے، ان کی ہمدردانہ نظروں سے گھبرا رہی تھی۔

کل تک لوگ اس پر رشک کرتے تھے لیکن آج ترس کھا رہے تھے۔
کبھی اس کی زندگی لوگوں کے لئے ایک مثال تھی اور آج قابل رحم۔

ایمن اور علی ماں کی یہ حالت دیکھ کر سہم کر رہ گئے تھے۔ ان دونوں کی عمر سات سال کے قریب تھی۔ بہت سمجھ دار نہ سہی تو نا سمجھ بھی نہ تھے۔ ماں کا یوں ہر دم بستر پر پڑے رہنا، رونا، چیخنا چلانا انہیں بھی پریشان کر دیتا تھا۔

پہلی بار انہیں اپنے سامنے پا کر وہ اس قدر پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی کہ وہ دونوں خوف زدہ سے ہوگئے تھے۔ حالانکہ اسفند نے انہیں اچھی طرح سے سمجھا دیا تھا کہ ان کی مما کچھ بیمار ہیں لیکن جلد ہی وہ ٹھیک ہو جائیں گی۔ پھر ویسی ہی چلتی پھرتی، ہنستی بولتی' ہشاش بشاش۔

عمر تو تھا ہی معصوم' اپنی آپا کو اپنی ماں سمجھنے لگا تھا۔ ویسے بھی وہ پہلے زیادہ تر دن بھر آپا کے پاس ہی رہتا تھا۔

پھر دن گزرے گئے۔ مایوسی بڑھتی گئی اور ماہا کا چڑچڑا پن عروج پر آتا گیا۔ اسفند اس صورتحال سے اکتایا نہیں تھا لیکن پریشان ضرور ہو گیا تھا۔ وہ جتنا ماہا کو سمجھانے کی کوشش کرتا وہ اتنا ہی بھرتی جاتی یا پھر بالکل خاموش ہو جاتی۔ وہ بولتے بولتے تھک کر خود ہی چپ ہو جاتا۔

ماہا کی امی جب بھی آتیں اسے سمجھاتیں لیکن خود اس پر جو بیت رہی تھی، وہ خود ہی جانتی تھی۔ ایک چلتا پھرتا، زندگی سے بھرپور وجود یوں ساکت ہو کر پڑ جائے تو اسے کیسا لگتا ہو گا۔ لوگوں کی رحم سے بھری نظریں، ہمدردی سے بھرے جملے' معذوری کا احساس، بے بسی کا خیال اسے زندگی سے دور لیے جا رہا تھا۔

اکثر تنہائی میں وہ اللہ سے شکوہ کناں ہوتی ''یا اللہ، مجھ سے کون سا گناہ سرزد ہوا تھا؟ کون سی ایسی غلطی ہوگئی تھی جس کی تو نے مجھے اتنی بڑی سزا دے دی' کاش تو نے مجھ سے میری زندگی بھی چھین لی ہوتی۔ اس روز روز کے مرنے سے تو وہ ایک بار کا مرنا بہتر ہوتا۔ اسفند بھی کب تک برداشت کریں گے میری معذوری کو۔ آخر ایک روز اکتا جائیں گے۔ ایک زندہ لاش کے ساتھ کب تک زندگی گزار سکیں گے وہ؟ میرے بچے ماں کی موجودگی میں بنا ماں کے

ہو گئے ہیں۔ میرا گھر دوسروں کے رحم و کرم پر ہے اور میں خود دوسروں کی محتاج۔ یا اللہ یا تو مجھے صحت عطا کر دے، نہیں تو مجھے اس مشکل سے آزاد کر دے۔ میں اس طرح زندہ رہنا نہیں چاہتی۔"

یوں گھٹ گھٹ کے جینا اس سے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔ ان حالات میں جو صبر برداشت اور حوصلہ چاہیے ہوتا ہے۔ وہ یقیناً ہر ایک کے پاس نہیں ہوتا اور جن کے پاس ہوتا ہے وہ یقیناً بہت انوکھے اور بہادر ہوتے ہیں۔

اس کے لئے جز وقتی ایک نرس اور ایک ملازمہ کا تقرر کر دیا گیا تھا جو اس کی تمام ضروریات کو دیکھتی تھیں۔ شکر ہے اس جانب سے اسفند کو اطمینان تھا اور وہ ان تمام اخراجات کو افورڈ کر سکتا تھا ورنہ خدانخواستہ وہ ایسا نہ کر پاتا تو مسائل یقیناً اور زیادہ ہوتے۔

کافی دن گزر جانے کے بعد نازش ایک بار پھر آئی اسفند اس روز اس کے ساتھ ماہا کے کمرے تک نہیں گیا تھا۔ وہ ہمت کر کے اندر داخل ہو گئی۔ نرس اس کا منہ ہاتھ دھلوا رہی تھی۔ اسے دیکھ کر ماہا کی آنکھوں میں درشتی ابھر آئی۔

"پلیز سسٹر! میں کسی سے ملنا نہیں چاہتی اور میری اجازت کے بنا کوئی میرے کمرے میں نہ آئے۔"

"ماہا میں نازش ہوں۔ کیا تم مجھے بھی بھول گئیں؟" اس نے تیزی سے آگے بڑھ کر اس کے دونوں ہاتھوں کو تھام لیا۔

"سسٹر" میں کیا کہہ رہی ہوں۔ مجھے تنہائی چاہیے۔

"میرے کمرے میں فالتو لوگ کیوں گھسے چلے آتے ہیں" وہ دونوں ہاتھ جھٹک کر زور زور سے چیخنے لگی۔

"پلیز، آپ کمرے سے باہر چلی جائیں۔ ان کی طبیعت خراب ہو جائے گی" سسٹر نے التجائیہ انداز میں کہا۔

"کچھ نہیں ہوگا۔ آپ کچھ دیر کے لئے باہر جائیں، میں سب سنبھال لوں گی۔ میں اسفند بھائی کی اجازت سے یہاں آئی ہوں۔ ان کی بچپن کی سہیلی ہوں۔ پلیز، کچھ دیر کے لئے۔"

نازش کے لہجے میں جانے کیا تھا کہ سسٹر کو نہ چاہتے ہوئے بھی وہاں سے باہر جانا پڑا۔

"ماہا، خدا کے لئے۔ نارمل ہونے کی کوشش کرو۔ تمہارے ایسا کرنے سے صورتحال بدل نہیں جائے گی بلکہ اس طرح تم دوسروں کو بھی پریشان کر رہی ہو۔ اپنے گھر والوں کو، اپنے شوہر کو اور اپنے بچوں کو۔ حالات کو بہادری سے فیس کرو۔ انشاء اللہ کوئی راستہ نکل آئے گا، تم ٹھیک

ہو جاؤ گی لیکن اس طرح دنیا سے منہ چھپا کر تم سب کو تکلیف پہنچا رہی ہو۔"

"جاؤ یہاں سے۔ میں کہہ رہی ہوں جاؤ" وہ پھر چیخی "مجھے کچھ نہیں سننا۔ کوئی نصیحت، کوئی مشورہ نہیں۔ میں تنہا رہنا چاہتی ہوں۔ جاؤ، جاؤ پلیز!" اسے پھر دورہ سا پڑ گیا تھا۔

"ماہا...... پلیز! میری جان! مجھے غلط مت سمجھو، سب کو غلط نہ سمجھو۔ ہم تمہارے ہیں۔ تم سے محبت کرتے ہیں۔ تمہیں پھر سے ہنستا بولتا دیکھنا چاہتے ہیں۔ زندگی کی طرف لوٹتا دیکھنا چاہتے ہیں لیکن تم کوشش تو کرو۔" نازش نے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام لیا تھا۔

"کوئی مجھ سے محبت نہیں کرتا، غلط کہتی ہو تم۔ سب رحم کھاتے ہیں مجھ پر۔ ترس آتا ہے انہیں میری بے بسی پر۔ نہیں چاہیے مجھے ہمدردی کی بھیک۔ ایسی توجہ اور پیار۔ مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔ مت آؤ میرے پاس، مجھے خود سے نفرت ہونے لگتی ہے۔ ایسی زندگی سے نفرت ہونے لگتی ہے۔ میں مرنا چاہتی ہوں۔ جینا نہیں چاہتی اس طرح۔"

وہ زور زور سے رونے لگی تھی۔ نازش کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لے لیا۔

"نہیں ماہا، پلیز...... مت روؤ اس طرح۔ پلیز، حوصلہ کرو۔ میں جانتی ہوں، کہنا آسان ہے اور عمل کرنا مشکل لیکن یوں سب سے کٹ کر تم نہیں رہ سکتیں۔"

"تم میری جگہ ہوتیں تو میں پوچھتی۔ میں جس طرح کی زندگی گزار رہی ہوں اس طرح جینا کتنا مشکل کام ہے۔"

"میں جانتی ہوں، تم غلط نہیں کہہ رہیں لیکن کوئی کسی کی جگہ نہیں لے سکتا۔ ہر ایک کو اپنی قسمت کا لکھا خود بھگتنا پڑتا ہے۔ یہ بات ایک بار پہلے بھی میں نے تمہیں سمجھائی تھی۔ ہم سب بے بس اور لاچار ہیں۔ وہ جیسے چاہے ہمیں چلاتا ہے۔ کبھی دے کر آزماتا ہے تو کبھی چھین کر۔ بس ہمیں صبر شکر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔" جانے نازش کے الفاظ زیادہ پر تاثیر تھے یا لہجہ۔ وہ آہستہ آہستہ شانت ہوتی گئی۔

"میرے ساتھ ایسا کیوں ہوا؟ میرے ساتھ ہی...... یہ معذوری کی زندگی کیسے گزاروں گی میں؟ یا تو اللہ مجھے ایسے ہی پیدا کر دیتا لیکن صحت دے کر معذور کر دیا، کیا قصور تھا میرا؟ بتاؤ نازش، میں نے ایسا کیا کیا تھا کہ اللہ نے میرا یہ حال کر دیا؟" وہ گلوگیر لہجے میں پوچھ رہی تھی۔

"نہیں ماہا، اس کی مصلحتیں وہی جانتا ہے۔ کبھی یہ صرف ایک امتحان ہوتا ہے جو وہ اپنے عزیز بندوں سے لیا کرتا ہے کہ ہم اس پر پورے اترتے بھی ہیں یا نہیں اور کبھی ہماری چھوٹی

سی بات، چھوٹی سی غلطی اس کی پکڑ میں آ جاتی ہے جس کا نتیجہ ہمیں بھگتنا پڑتا ہے۔ بس تم کسی بھی حالت میں صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو۔ اس سے مانگو وہ ضرور دے گا۔ مایوس نہیں لوٹائے گا اور اپنے کردہ اور نا کردہ گناہوں کی بخشش طلب کرتی رہو۔ میں کبھی کسی حالت میں اپنے رب سے مایوس نہیں ہوتی" نازش کا لہجہ یقین سے بھرپور تھا۔

ماہا نے پہلی بار اس کے چہرے پر نظر ڈالی اور چند لمحوں تک دیکھتی ہی رہی۔ یہ لڑکی ہمیشہ اپنے حوصلے سے اسے حیران کرتی رہی تھی۔ کسی بھی حال میں اس کے لبوں پر کوئی شکوہ نہیں آتا تھا۔ جیسے اسے اس بات کا یقین ہو کہ ہر بات اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور انسان اس معاملے انتہائی بے بس ہے۔

"میں ٹھیک ہو جاؤں گی نازش؟" ماہا کا آنسوؤں بھرا لہجہ اسے اندر تک بھگو گیا۔ وہ بڑی مشکل سے خود پر ضبط کیے ہوئے تھی۔ جانتی تھی کہ اس نے ضبط کھویا تو ماہا بھی مزید بکھر جائے گی اور وہ اسے سمیٹنا چاہتی تھی۔ زندگی کی جانب لانا چاہتی تھی۔

"انشاء اللہ۔ اللہ نا امیدی کو پسند نہیں کرتا۔ اس سے مانگو، خالی ہاتھ نہیں لوٹو گی۔"

نازش نے اس کا ماتھا چوم لیا تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

اور برابر والے کمرے میں موجود اسفند اس لڑکی کے جادو بھرے لہجے اور لفظوں کی بارش میں بھیگتا چلا گیا۔ کس طرح سمجھایا تھا اس نے ماہا کو۔ کیسے سنبھالا تھا۔ وہ اس کا دل ہی دل میں ممنون ہو رہا تھا۔

اور جب ماہا سے ملنے کے بعد وہ کمرے سے باہر آئی تو وہ اس کا شکریہ ادا کرنے کے لئے وہیں موجود تھا۔

نازش اسے دیکھ کر سنجیدگی سے مسکرائی "ماہا کو آپ کی توجہ اور محبت کی جتنی اس وقت ضرورت ہے پہلے شاید کبھی نہ تھی۔ اسے ہمدردی نہیں پیار چاہیے سب کا۔ انشاء اللہ وہ نارمل زندگی کی طرف لوٹ آئے گی۔"

"یقیناً۔ آپ یقین کریں نازش۔ ماہا میرے لئے کتنی اہم ہے، آپ نہیں جانتیں۔ اس کے لیے میرے دل میں محبت کی کوئی کمی نہیں ہوئی، نہ ہو گی۔ وہ میرے بچوں کی ماں ہے۔ یہ رتبہ سب سے اہم ہے اس کے لئے۔ میں چاہتا ہوں وہ لوگوں سے ملنے جلنے لگے۔ اس حادثے کو ذہنی طور پر قبول کر لے۔ میں کوشش کر رہا ہوں کہ اس کا علاج ہو سکے۔ جہاں بھی ایک فیصد بھی امید ہو گی، میں اسے لے کر جاؤں گا لیکن وہ مجھ سے بات تو کرے۔ وہ تو سب سے کٹ گئی

ہے۔سوائے اپنی امی کے کسی سے نہیں ملتی۔اپنے بچوں اور مجھ تک سے نہیں۔''

''ہو جائے گا ٹھیک سب کچھ۔حادثہ بھی تو کچھ کم بڑا نہیں۔وقت تو لگے گا۔ہمیں اس کے دکھ کا اندازہ خود کو اس کی جگہ رکھ کر کرنا چاہیے۔آپ فکر نہ کریں' وہ آہستہ آہستہ نارمل ہو جائے گی۔'' نازش نے اپنے مخصوص انداز میں اسے بھی سمجھایا۔

''مجھے آپ کا تعاون چاہیے نازش۔آج پہلی بار ایسا ہوا ہے کہ ماہا نے کسی کی کوئی بات سنی ہے۔ورنہ تو وہ امی کی باتوں پر بھی خاموش رہتی ہے۔'' اسفند نے تشکرانہ لہجے میں کہا۔

''ماہا میری سب سے عزیز دوست ہے اسفند بھائی۔میں اس حالت میں اسے تنہا نہیں چھوڑ سکتی۔میں پوری کوشش کروں گی کہ وہ نارمل زندگی کی جانب لوٹ آئے۔''

نازش کے جانے کے بعد جب وہ ماہا کے کمرے میں آیا تو وہ اپنا ہاتھ آنکھوں پر رکھے کچھ سوچ رہی تھی۔۔

''ماہا......کیا سوچ رہی ہو؟'' وہ اس کے نزدیک بیٹھ کر پیار سے پوچھنے لگا لیکن ماہا کے انداز میں کوئی فرق نہیں آیا۔

''ماہا۔میں نے دو چار اور ڈاکٹروں سے بات کی ہے اس سلسلے میں اور انہوں نے مجھے مایوس نہیں کیا ہے۔دیکھو ایک ہلکی سی کرن بھی گھپ اندھیرے کو کاٹ دیتی ہے۔ہمیں مایوس نہیں ہونا چاہیے لیکن اس کے لئے تمہیں حوصلہ کرنا ہوگا۔بنا تمہاری کو آپریشن کے کچھ ممکن نہیں۔ڈاکٹرز کہتے ہیں، تمہاری ول پاور اس سلسلے میں سب سے اہم ہے لیکن تم......تم مجھے مایوس کر رہی ہو۔تمہارے رویے سے میری ہمت بھی ٹوٹ رہی ہے۔

زندگی حادثات کا نام ہے لیکن یوں ہمت چھوڑ کر تو نہیں بیٹھنا چاہیے۔میں تمہیں ویسے ہی دیکھنا چاہتا ہوں۔ہنستے بولتے، چلتے پھرتے، زندگی کو مکمل طور پر انجوائے کرتے۔''

''اب یہ ممکن نہیں ہے'' وہ پھٹ پڑی تھی ''ایک معذور یہ سب نہیں کر سکتا۔میں تو اب زندہ لاش ہوں جس سے سب بیزار ہو چکے ہیں' آپ بھی، اور ایک دن آپ مجھے اٹھا کر میری ماں کے گھر چھوڑ آئیں گے لیکن اب تو وہ گھر بھی میرا نہیں۔میری بھابیوں کا ہے۔وہاں مجھے کون برداشت کرے گا۔پھر وہ لوگ مجھے ایدھی ٹرسٹ کے حوالے کر دیں گے اور میں یونہی پڑے پڑے ایک دن مر جاؤں گی۔

اسفند اس کی باتیں سن کر حیران رہ گیا۔کیا خاموش تنہا لیٹے لیٹے وہ یہ سب سوچتی رہتی تھی؟ کیا وہ مایوسی کی اس انتہا کو پہنچ چکی تھی جو اس کی سوچیں اس قدر تاریکی میں سفر کر رہی تھیں۔

شاید معذوری کے بے پناہ احساس نے اسے ہر رشتے سے متنفر کر دیا تھا۔

"ماہا، ایسا کیوں سوچا تم نے؟ میں جو تم سے اس قدر پیار کرتا ہوں۔ تم میرے لئے ایسا سوچتی ہو؟ اگر میرے ساتھ ایسا ہوتا تو کیا تم ایسا کرتیں؟ مجھے چھوڑ دیتیں؟ یا میرے علاج کی کوشش کرنے کے بجائے مجھے کسی ایسی جگہ چھوڑ آتیں؟"

اس نے انتہائی سنجیدگی سے پوچھا تو ایک لمحے کے لئے وہ خاموش ہوگئی۔

"آپ کی بات اور ہے۔ آپ مرد ہیں۔ کل مختار ہیں اس گھر کے۔ میں ایک کمزور سی عورت ہوں۔ میرے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں۔ میں تو پہلے بھی کمزور تھی۔ اب تو اس معذوری نے مجھے بالکل کمزور بنا دیا ہے۔ میں صفر ہوں۔ پھر آپ کو مجھ معذور کے ساتھ اپنی زندگی کے اچھے لمحات ضائع کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ پلیز، آپ مجھے طلاق دے دیں اور دوسری شادی کر لیں۔"

"ماہا!" اسفند سے کچھ دیر تک تو کچھ بولا ہی نہیں جا سکا "کیا اس لئے اپنایا تھا میں نے تمہیں...... کہ ذرا کوئی مشکل آئے تو میں تمہیں چھوڑ دوں؟"

"یہ ذرا سی مشکل نہیں ہے اسفند، پوری زندگی ہے اور آپ نے تو ابھی زندگی کا ایک بڑا سفر طے کرنا ہے لیکن بنا ساتھی کے......؟" وہ تلخی سے بولی۔

"بنا ساتھی کے؟" اسفند نے تیزی سے اس کی بات کاٹ دی "تم ہو میرے پاس اور رہو گی۔ خدا کے لئے ایسی باتیں مت کرو۔ میں اپنی ہمت کھونا نہیں چاہتا لیکن تمہاری باتیں میرے حوصلے کو پست کر دیتی ہیں۔ تمہارا رویہ مجھے توڑ دیتا ہے۔ خدا کے لئے ماہا مایوسی کی باتیں چھوڑ دو۔ اللہ پر یقین رکھو۔ مجھے یقین ہے کہ وہ......"

"کچھ نہیں کرے گا وہ۔ اسے کچھ کرنا ہوتا تو وہ مجھے معذور ہی کیوں کرتا؟ دوسروں کا محتاج کیوں کرتا۔ مجھے یوں بے حس کر کے بستر پر نہیں لا ڈالتا؟ اس نے میرے ساتھ بہت بُرا کیا، بہت بُرا......" وہ پھر سے اپنا حوصلہ کھو بیٹھی تھی۔

"ایسا نہیں کہتے ماہا۔ وہ چاہے تو کیا نہیں کر سکتا لیکن تم امید تو رکھو۔ مانگو تو اس سے۔"

"کچھ نہیں ہوگا اب۔ میں ایسے ہی رہوں گی۔ میں جانتی ہوں۔ میں نے سسٹر جمیلہ سے پوچھا تھا۔ وہ بھی یہی کہتی ہے کہ ایسے مریض زندگی بھر ٹھیک نہیں ہوتے۔ میری ریڑھ کی ہڈی بالکل ختم ہو چکی ہے۔ تم جھوٹ کیوں بولتے ہو سب؟ کیوں چھپاتے ہو مجھ سے؟ مجھے سب معلوم ہے" وہ چیختے چیختے رونے لگی تھی۔ اسفند اس انکشاف پر غصے میں اٹھا اور باہر چلا آیا۔

"سسٹر جمیلہ کہاں ہیں؟" پتا نہیں اس نے کس سے پوچھا تھا۔ اس وقت تو شاید وہ

سامنے ہوتیں تو وہ ہاتھ پکڑ کر گھر سے نکال باہر کرتا۔

اور اس نے یہی کیا...... "مجھے کچھ دیر بعد آپ کی شکل یہاں نظر نہ آئے۔ آدھے گھنٹے کے اندر اندر آپ اس گھر کو چھوڑ دیں۔ آپ نہیں جانتیں' آپ کی ذرا سی بے پروائی نے ایک مریض کی مایوسی میں کس قدر اضافہ کر دیا ہے کہ وہ ٹھیک ہونے کا حوصلہ تک کھو بیٹھی ہے۔ پتا نہیں آپ نے ایسا کیوں کہا اس سے۔ کیوں بتایا سب کچھ اسے۔ آپ نے بہت برا کیا، بہت برا۔"

"اس میں میرا قصور نہیں ہے سر۔ میڈم نے مجھے یسوع مسیح کی قسم دی تھی۔ میں ان کی جھوٹی قسم نہیں کھا سکتی تھی۔" وہ شرمندگی سے بولی تھی۔

"کسی کی جان بچانے کے لئے یا کسی کو زندگی کی طرف لے جانے کیلئے جھوٹ بولنا کسی بھی مذہب میں منع نہیں ہے سسٹر! لیکن سب کچھ اسے بتا کر آپ نے میرے لئے مشکلات کھڑی کر دی ہیں۔ یقین اور امید انسان کو زندہ رکھتے ہیں اور مایوسی موت کی طرف لے جاتی ہے۔ کاش، آپ سمجھ سکتیں سسٹر! وہ کہہ کر پلٹ گیا۔

پھر ماہا کے لئے ایک دوسری سسٹر کا انتظام کر دیا گیا اور اسے پہلے سے ہدایت کر دی گئی کہ وہ ماہا سے ہمیشہ امید کی باتیں کرے گی۔ اس کا کام اس کی برین واشنگ بھی کرنا ہے تا کہ وہ آہستہ آہستہ نارمل ہوتی جائے اور سسٹر پروین اس معاملے میں بہت سمجھ دار تھی لیکن خود ماہا میں تو عام معاملات میں بھی صبر و برداشت کی کمی تھی تو یہ حادثہ تو بہت بڑا تھا جس نے اس سے اس کا حوصلہ اور برداشت بالکل ہی چھین لیے تھے۔

دوسرا کام اس نے یہ کیا کہ یہ عالیشان گھر ماہا کے نام کر دیا۔ اس کے علاوہ وہ ایک بے حد معقول ماہانہ رقم زندگی بھر کے لیے اس کے لیے مخصوص کر دی جو اس کے اکاؤنٹ میں جمع کر دی جاتی۔

مکان کے کاغذات اس کے سامنے رکھتے ہوئے وہ بہت محبت سے بولا "یہ گھر اب تمہارا ہے ماہا۔ چاہو تو مجھے اور بچوں تک کو تم یہاں سے نکال سکتی ہو اور ایک مخصوص رقم تمہارے اکاؤنٹ میں جمع ہوتی رہے گی۔ تمہیں کسی سے کچھ کہنے کی ضرورت زندگی بھر نہیں پڑے گی۔"

"اور اس سب کے بدلے تم مجھ سے کیا چاہو گے۔ دوسری شادی کی اجازت؟" وہ طنزیہ مسکرائی تو وہ مارے دکھ کے صرف اسے دیکھ کر رہ گیا۔

"اور میں نے کب منع کیا ہے تمہیں ایسا کرنے کو؟ ظاہر ہے تم ایک معذور بیوی کے ساتھ کب تک زندگی گزار سکتے ہو۔ گھر میں، گھر سے باہر ہر جگہ تمہیں ایک بیوی کی ضرورت ہو گی

اور میں، اب تمہارے کسی کام کی نہیں۔ نہ تمہارے ساتھ باہر پارٹیز میں جاسکتی ہوں، نہ گھومنے، نہ ہی اب تمہاری خلوت کی ساتھی بن سکتی ہوں۔ ایک مفلوج، اپاہج تمہاری کسی ضرورت کو پورا نہیں کرسکتی۔

''ماہا......'' دکھ کی شدت نے اسفند کے پورے وجود کو گھیر لیا تھا ''اتنا ہی جان پائی ہو تم مجھے حالانکہ ہم نے بہت سا وقت ساتھ گزارا ہے۔ یہ گھر، یہ رقم تو محض تمہاری سیکیورٹی کیلئے ہیں۔ خدانخواستہ کل مجھے کچھ ہوجائے تو ہزاروں طرح کے لوگ آجائیں گے۔ میرے بچے ابھی چھوٹے ہیں اور تم......''

''اور میں مفلوج، معذور، اپاہج۔ جو خود سے اپنے وجود کو ہلا تک نہیں سکتی۔ اپنی ہر ضرورت کیلئے دوسروں کی محتاج۔ اپنے بچوں اور گھر کو کیا سنبھال پاؤں گی۔ خوب دُور کی سوچی تم نے......'' اس کے لہجے میں زہر ہی زہر بھرا ہوا تھا۔ اسفند سوائے دکھ اور افسوس کے کیا کرسکتا تھا۔

''ایسا کچھ نہیں ہے ماہا لیکن تم نیگیٹو ہی سوچتی رہتی ہو۔ یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ میں تمہارے لئے فکر مند رہتا ہوں۔ تمہیں چاہتا ہوں، تم سے محبت کرتا ہوں۔ ویسے تو سب کچھ تمہارا ہے۔ مجھ سمیت لیکن...... میں نے تو سمجھا تھا کہ...... خیر......'' جانے وہ کیا، کیا کہنا چاہتا تھا لیکن کچھ سوچ کر بات ادھوری چھوڑ کر چپ ہوجاتا تھا۔

''کہہ دو جو کہنا چاہتے ہو۔ میں ہر بات کے لئے تیار ہوں'' ماہا کی آواز میں انتہائی مایوسی اور تاریکی تھی۔

اس نے زندگی میں پایا ہی پایا تھا۔ خوبصورتی، ذہانت، ماں باپ اور بھائیوں کا بے انتہا پیار، پھر شوہر کی محبت نے تو اسے عرش پر ہی پہنچا دیا تھا۔ اولاد اور دولت کی فراوانی نے تو جیسے اس کے ذہن میں یہ بٹھا دیا تھا کہ وہ دنیا کی کوئی انوکھی اور اہم ہستی ہے جسے بنا مانگے دنیا کی ہر نعمت مل گئی ہے۔ اس لئے اب جب اس سے صحت کی بڑی دولت چھن گئی تھی تو وہ اپنے اندر حوصلہ نہیں پارہی تھی کہ وہ سب کچھ برداشت کرسکے۔ شاید عام آدمی بھی ایسی معذوری کی زندگی آسانی سے برداشت نہ کرسکتا ہو اور وہ تو اپنی نظر میں بڑی خاص تھی، اس سے یہ اتنا بڑا حادثہ کس طرح برداشت ہوسکتا تھا۔

''میں کچھ کہنا نہیں چاہتا، سوائے اس کے کہ مایوسی گناہ ہے۔ سوائے اللہ کے کوئی تمہاری اس مشکل میں مدد نہیں کرسکتا۔ بڑے سے بڑا ڈاکٹر بھی نہیں۔ بس اس سے رجوع کرو، اسی سے مانگو۔'' اسفند نے اس کی ان فضول باتوں پر بھی برداشت کا دامن نہیں چھوڑا تھا۔

...... ہے۔ جب میرا ٹھیک ہونا ممکن ہی نہیں تو میں فضول میں کیوں......"

"پلیز ماہا! چپ ہو جاؤ۔ اچھا میں چلتا ہوں، کچھ کام ہے رات تک آؤں گا۔ تم کھانا کھا لینا۔" وہ ایک دم کھڑا ہو گیا۔

"ہاں، میں جانتی ہوں۔ مجھے اب تنہا ہی کھانا کھانا ہے زندگی بھر۔ تمہاری باہر کی دلچسپیوں میں تمہارا ساتھ جو نہیں دے سکتی اب" ماہا کے آنسو اس کے گالوں پر بہنے لگے تو وہ پھر سے بیٹھ گیا۔

"ماہا ایسا کیوں سوچتی ہو تم؟ میں تمہیں کس طرح یقین دلاؤں۔ کیسے سمجھاؤں کہ میں وہی اسفند ہوں۔ پلیز مت روؤ" اس نے اپنے ہاتھوں سے اس کے آنسوؤں کو صاف کیا پھر اپنا سر اس کے ماتھے پر رکھ کر پہلی بار آنسوؤں بھرے لہجے میں بولا "تم نہیں جانتیں ماہا، اس طرح تم مجھے کتنا دکھ پہنچا رہی ہو۔ تمہارے آنسو میرے دل پر گرتے ہیں۔ کیا میں نہیں چاہتا کہ تم پھر سے ایسی ہی بن جاؤ۔ بچوں کو دیکھو کیسے ہم سے کٹ گئے ہیں۔ پلیز کسی اور کے لئے نہ سہی ان کے لئے اپنے آپ کو سنبھالو"

ماہا چپ ہو کر خاموش ہو گئی تھی۔

ایمن اور علی خود سے اس کے پاس نہیں آتے تھے۔ ماں کا رویہ انہیں خوف زدہ کر دیتا تھا۔ وہ اسفند کے ساتھ اس کے کمرے میں آتے اور اس سے مل کے چپ چاپ چلے جاتے۔ ماہا کا رونا، چیخنا چلانا، زور زور سے بولنا انہیں سہما دیتا تھا۔ کتنے مہینوں سے وہ اس کی یہی حالت دیکھ رہے تھے۔ اسفند حالانکہ انہیں سمجھاتا رہتا تھا لیکن ماہا کا رویہ انہیں اس سے دور کر رہا تھا۔

"اور اس روز جب ماہا نے سسٹر پروین سے کہہ کر انہیں بلوایا تو وہ خوف زدہ سے ہو گئے۔"

"کیا کام ہے مما کو سسٹر؟ پاپا گھر پر نہیں ہیں۔ ہم ابھی مما کے پاس نہیں جائیں گے۔ وہ چیختی ہیں، ڈانٹتی ہیں۔ زور زور سے روتی ہیں" ایمن نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں بے بی۔ وہ اب بالکل ٹھیک ہیں۔ آپ لوگوں کو بلا رہی ہیں۔ وہ آپ کی مما ہیں۔ آپ دونوں کو ان کے پاس جانا چاہیے۔ ان سے باتیں کرنی چاہئیں۔ ایسا نہیں کرتے بچو" سسٹر پروین نے انہیں پیار سے سمجھایا تو علی بولا۔

"آپ کو نہیں پتا سسٹر! مما بہت غصے والی ہو گئی ہیں۔ ہر وقت چیختی رہتی ہیں۔ مجھے تو ان سے بہت ڈر لگتا ہے۔"

"بُری بات ہے بیٹا۔ کچھ بھی ہو، وہ آپ کی مما ہیں۔ آپ لوگ بھی تو بیماری میں چڑچڑے ہو جاتے ہو۔ کتنی ضدیں کرتے ہو۔ مما بھی بیمار ہیں اس لئے تھوڑی چڑچڑی ہو گئی ہیں۔ آپ لوگ دعا کیا کرو۔ جب وہ ٹھیک ہو جائیں گی تو پھر پہلے کی طرح ہنسا بولا کریں گی۔"

"مما کب ٹھیک ہوں گی سسٹر! سب لوگ تو کہتے ہیں وہ اب کبھی ٹھیک نہیں ہوں گی، اسی طرح رہیں گی؟" ایمن کی آواز میں تشویش تھی۔ سسٹر کو دونوں پر بے انتہا ترس آیا۔ بے چارے معصوم بچے ماں کی بیماری سے کس بُری طرح ڈرے ہوئے تھے۔

"نہیں میرے بچو۔ غلط کہتے ہیں سب وہ ضرور ٹھیک ہو جائیں گی۔" اس نے دونوں کو ایک دم سینے سے لگا لیا۔

"دونوں بچوں کو میڈم بلا رہی ہیں اور تم انہیں یہاں لئے بیٹھی ہو، وہ خفا ہو رہی ہیں۔" ملازمہ نے آکر کہا تو وہ چونکی۔

"ہاں تم چلو ہم آ رہے ہیں۔" اس نے دونوں کے چہروں پر نظر ڈالی جہاں خوف نے پھر سے ڈیرا جما لیا تھا۔ اور جب وہ ان دونوں کو لئے وہاں پہنچی تو ماہا کا غصہ سوا نیزے پر تھا۔

"کب کہا تھا میں نے تمہیں ان دونوں کو لانے کو، کہاں رہ گئی تھیں آخر؟ تم سب مل کر میرے بچوں کو مجھ سے دور کر رہے ہو اور تم دونوں...... کیوں نہیں آتے میرے پاس۔ آخر کیوں نہیں؟"

"مما، وہ......" ایمن کے منہ سے تو الفاظ تک نہیں نکل رہے تھے۔ ماں کا غصہ ور چہرہ اسے خوف زدہ کرنے کے لئے کافی تھا۔

"کیا ہوا، کیا میں مر گئی ہوں جو تم دونوں دو دو دن مجھے شکل نہیں دکھاتے۔ عمر بھی میرے پاس نہیں آتا۔ اسفند بھی مجھ سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ میں یہاں تنہا اکیلی گھنٹوں پڑی رہتی ہوں لیکن کسی کو توفیق نہیں ہوتی کہ میرے پاس آ جائے کچھ دیر کیلئے میں تمہاری ماں ہوں۔ تم لوگ بھی مجھ سے بھاگتے ہو۔ میرے پاس نہیں آتے" وہ پھر سے چیخنے اور چلانے لگی تھی۔

"میڈم پلیز' مت روئیں۔ آپ کی طبیعت خراب ہو جائے گی۔ بچے دراصل باہر تھے اس لئے دیر ہو گئی" سسٹر پروین ہمت کر کے آگے بڑھی اور ماہا کو سمجھانے لگی۔

"جانتی ہوں میں سب کچھ۔ تم سب مل کر میرے بچوں کو مجھ سے دور کر رہے ہو۔"

"نہیں میڈم! بچے آپ سے بہت پیار کرتے ہیں۔ آپ ان کی ماں ہیں اور ماں کی جگہ ساری زندگی کوئی دوسرا نہیں لے سکتا۔ بس آپ ان سے پیار کیا کریں۔ بچے صرف پیار کی زبان سمجھتے ہیں۔ پیار کے بھوکے ہوتے ہیں۔ آپ ہر وقت ان سے ناراض رہیں گی تو یہ خوف

زدہ ہو جائیں گے۔ان کی شخصیت ٹوٹ پھوٹ جائے گی" پروین اپنی عادت سے مجبور ہو کر صاف گوئی سے اسے حقیقت کا سامنا کروا رہی تھی۔

"تم......تم جاہل عورت مجھے سمجھاؤ گی۔ مجھے...... ماہا کو...... تمہاری اوقات کیا ہے۔ آج میں معذور کیا ہو گئی تم خود کو طرم خان سمجھنے لگیں؟" ماہا غضب ناک انداز میں اسے گھورنے لگی۔

"نہیں میڈم، ایسی کوئی بات نہیں اور اپنی حیثیت اور اوقات میں خوب اچھی طرح جانتی ہوں۔ میں بچوں کیلئے فکر مند رہتی ہوں۔ آپ کو اپنا رویہ کم از کم بچوں سے تبدیل کر لینا چاہیے کیونکہ باقی سب تو سمجھ دار ہیں لیکن بچے ابھی نا سمجھ ہیں" اس کا لہجہ انتہائی سنجیدہ تھا۔

"نکل جاؤ یہاں سے فوراً دو کوڑی کی عورت ہو تم اور مجھے سمجھا رہی ہو۔ اپنی اوقات میں رہو اور دوبارہ مجھے اپنی شکل مت دکھانا۔" وہ حسب سابق بری طرح چلانے لگی تو بچے گھبرا کر وہاں سے نکل گئے۔ پروین بھی پیچھے پیچھے باہر نکل آئی۔ اسفند سامنے ہی بیٹھا تھا۔ یقیناً اس نے سب کچھ سن لیا تھا۔

"کیا ہوا تھا سسٹر؟" وہ اسے دیکھ کر سنجیدگی سے پوچھنے لگا۔

"کچھ نہیں سر۔ کوئی بات نہیں" وہ متانت سے جواب دے کر وہاں سے جانے لگی۔

"کیا آپ یہاں سے چلی جائیں گی سسٹر؟" اسفند کے لہجے میں جانے کیا تھا' وہ وہیں رک گئی۔

"نہیں سر۔ میں اتنی جلد گھبرانے والی نہیں ہوں۔ ہمیں ہمیشہ صبر و برداشت کی ٹریننگ دی جاتی ہے۔ میڈم کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے وہ کم نہیں ہے۔ اس لئے ان کا رویہ ایسا ہو گیا ہے لیکن وہ ٹھیک ہو جائیں گی، آپ فکر مند نہ ہوں۔ جب تک آپ لوگوں کو میری ضرورت ہے میں یہاں سے نہیں جاؤں گی۔ ہاں اگر آپ نہیں چاہیں گے تو......"

"نہیں سسٹر! میں جانتا ہوں، آپ مجھ سے، میرے بچوں سے، ماہا سے، اس گھر سے، سب سے مخلص ہیں۔ ہمیں آپ کی ضرورت ہے۔ سمجھیں تو یہ آپ کے بھائی کا گھر ہے۔"

اسفند کا آخری جملہ اسے سرشار کر گیا "تو پھر آپ جان لیں سر کہ آپ کی سب مشکلات میری اپنی ہیں۔ میں پوری کوشش کروں گی کہ ہر طرح سے آپ کے کام آسکوں۔"

اب کی بار نازش ماہا سے ملنے آئی تو اس نے بُری طرح محسوس کیا کہ ماہا مزید چڑچڑی ہوتی جا رہی ہے۔ اس کا رویہ دوسروں کے ساتھ بے انتہا تکلیف دہ تھا۔ اسفند تو چلو کسی نہ کسی طرح برداشت کر ہی لیتا تھا لیکن بچے۔ وہ تو ماں سے بہت متنفر لگ رہے تھے اور یہ ٹھیک نہیں

تھا۔ عمر تو ماں کو پہچانتا ہی نہ تھا۔ ایمن اور علی بھی ماں سے بھاگتے تھے۔ گھر کا ماحول سہا ہوا تھا۔ نوکر بظاہر ماہا سے ڈرتے تھے لیکن اندر ہی اندر اپنی من مانی کرتے تھے۔ ظاہر ہے وہ اٹھ کر ان کی نگرانی نہیں کر سکتی تھی۔ گھر میں ایک عجیب سی ابتری تھی۔ وہ کسی بہانے کچن میں گئی تو وہاں کا حال دیکھ کر حیران رہ گئی۔ پورا کچن جنگ پلاسی کا نمونہ پیش کر رہا تھا۔ خانساماں اور اس کا ہیلپر لڑکا اپنی مرضی سے جانے کیا پکا رہے تھے۔ اسے دیکھ کر تھوڑا چونکے پھر بے نیازی سے اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔ یعنی انہیں پرواہ ہی نہیں تھی کہ وہاں کون اور کس لیے آیا ہے۔

''کیا ماہا کے سامنے بھی یہ لوگ اسی طرح کرتے ہوں گے'' اس نے سوچا اور پلٹ آئی پھر جانے کیا سوچ کر وہ پورے گھر کا جائزہ لیتی رہی۔ گھر کا ایک ایک کونا اپنی ناقدری کا رونا رو رہا تھا۔

''حیرت ہے۔ ماہا نہیں، تو اسفند بھائی تو دیکھ سکتے ہیں۔ سب کچھ۔ کیا انہیں بھی کچھ نظر نہیں آرہا'' وہ سوچتے سوچتے باہر لان میں نکل آئی۔ صرف لان ہی ایک ایسا حصہ تھا جہاں ابھی تک بہار تھی ورنہ ہر جگہ سوائے خزاں کے کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔

''مالی بابا! آپ کتنی محنت کرتے ہیں۔ کتنے خوشنما پھول ہیں یہاں اور گھاس پر تو بہت ہی محنت کی ہے آپ نے۔ کہیں بھی مٹی نظر نہیں آرہی۔ صفائی، قرینہ، خوشنمائی، پورا لان مہک رہا ہے'' اس نے جان بوجھ کر تعریف کی۔ ویسے بھی وہ لان تعریف کے قابل نظر آرہا تھا۔

''ہاں بیٹا۔ اپنی اولاد کی طرح سمجھا ہے ان پھول پودوں کو اور آپ بڑے عرصے بعد نظر آئیں'' مالی بابا اسے اچھی طرح پہچانتے تھے۔ اسے دیکھ کر خوش ہو گئے۔

''بس بابا، کچھ مصروفیات رہیں۔ ایک بات تو بتائیں بابا، ماہا کے ایکسیڈنٹ کے بعد گھر کی جو حالت ہے، کیا آپ کو اسے دیکھ کر دکھ نہیں ہوتا؟'' نازش اپنے مطلب پر آگئی۔

''کیوں نہیں ہوتا بیٹا۔ مالکن کے زمانے میں......'' مالی بابا کی بات نازش نے کاٹ دی۔ ''اب بھی ان ہی کا زمانہ ہے بابا، اللہ انہیں حیات رکھے۔''

معاف کرنا بیٹا! میرا مطلب دوسرا تھا۔ دراصل وہ پہلے خود دیکھ بھال کرتی تھیں۔ ہر بات کا خیال رکھتی تھیں۔ لیکن اب...... اب وہ دوسروں کی محتاج ہیں اس لئے ہر شخص من مانی کر رہا ہے۔ کوئی پوچھنے والا جو نہیں'' مالی بابا کے لہجے میں دکھ تھا۔

''آپ کیوں نہیں سمجھاتے سب کو؟ آپ یہاں کافی پرانے ملازم ہیں۔ بزرگ ہیں۔''

''نہیں بیٹا۔ میں کیا، میری اوقات کیا۔ میری کب سنیں گے وہ۔ کہہ دیں گے تمہیں

اس سے کیا۔ اپنے کام سے کام رکھو۔ یہ سب کچھ تو صاحب کو کہنا چاہیے۔ دوسرے مالکن کو کہنا چاہیے۔ بستر پر ہیں تو کیا ہوا، گھر میں موجود تو ہیں۔ ان کے کہنے کا زیادہ اثر ہوگا سب پر۔"

"ٹھیک کہا آپ نے، میں ماہا کو سمجھاؤں گی" وہ واپس پلٹ آئی۔

ماہا! اسے دیکھ کر اب پہلے کی طرح ناراض نہیں ہوئی تھی۔ نازش کچھ دیر تک اس سے ادھر اُدھر کی باتیں کرتی رہی۔ پھر اصل موضوع پر آ گئی۔

"ماہا، تم نے سب کچھ چھوڑ کر ٹھیک نہیں کیا۔ گھر کی حالت نوکروں نے کیا کر دی ہے۔ پہلے جس گھر کا کونہ کونہ شیشے کی طرح چمکتا تھا، اب وہاں سوائے ابتری کے کچھ نہیں اور وہ اس لئے کہ تم نے ان سب کو ان کے حال پر چھوڑ دیا ہے۔"

لیکن میں، میں کیا کر سکتی ہوں۔ میں تو اٹھ کر بیٹھ تک نہیں سکتی۔ میں کیسے دیکھوں یہ سب؟" اپنی بے بسی کے احساس سے اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

"تو کیا ہوا؟ کیا تم ان سب کو بلا کر ڈانٹ نہیں سکتیں۔ کہو ان سب سے کہ اپنے کام ایمانداری اور خوش اسلوبی سے انجام دیں۔ اسفند بھائی سے کہو، وہ خیال رکھیں۔"

"وہ اب گھر میں رہتے کب ہیں۔ رات گئے گھر میں گھستے ہیں۔ وہ کیا کہیں گے؟" اس کا لہجہ تلخ ہو گیا۔

"تم انہیں بتا تو سکتی ہو۔ کیا انہیں گھر کی حالت نظر نہیں آتی۔ جو شے جہاں پڑی ہے، وہیں ہے یا پھر یہاں کسی ایک کو انچارج بنا دیں سب باتوں کا۔ وہی خیال رکھے۔"

"کوئی دوسرا کتنا خیال رکھ سکتا ہے نازش؟ نوکر، نوکر ہی ہوتا ہے۔ اسے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔ آج اس حادثے کو سال ہونے کو آ رہا ہے۔ میرے تو اپنے بچے تک مجھ سے دور ہو گئے ہیں اور اسفند، ان کی تو شکل ہی اتنی کم نظر آتی ہے۔ پھر گھر میں رک کر کریں بھی کیا۔ یہاں کون سی دلچسپی کا سامان ہے ان کے لئے۔ سوائے ایک معذور بیوی کے۔"

"ایک بات کہوں ماہا، اس میں کچھ قصور تمہارا بھی ہے۔ تمہیں اپنا رویہ تبدیل کرنا چاہیے۔ وہ گھبرا کر گھر سے باہر پناہ لینے پر مجبور ہو گئے ہیں۔" نازش نے ڈرتے ڈرتے کہہ ہی دیا۔ وہ اس کا غصہ کئی بار دیکھ چکی تھی۔ اللہ اللہ کر کے تو اس نے نازش کا ملنا اور آنا قبول کیا تھا۔

"کیا کروں میں؟" وہ بے بسی سے رونے لگی "میں اب ان کے کسی کام کی نہیں رہی، باہر پتا نہیں کیا کرتے ہیں۔ ظاہر ہے، مجھ سے کچھ نہیں ملے گا تو ادھر ادھر تو جائیں گے۔"

"بری بات ماہا! تم اسفند بھائی کے لیے ایسا سوچتی ہو، وہ انتہائی شریف آدمی

ہیں۔دوسرا وہ تم سے اتنی محبت کرتے ہیں، وہ خیانت نہیں کر سکتے۔"

"کچھ بھی ہو، مرد تو ہیں اور ایک مرد کب تک...... تم نہیں جانتیں، آج نہیں تو کل انہیں ایک صحت مند بیوی کی ضرورت پڑے گی۔ یہ معذور بیوی تو ان کے لئے ایک بوجھ ہے۔"

"اور اگر ان کے ساتھ ایسا ہو جاتا تو......؟"

"عورت میں برداشت ہوتی ہے۔ وہ مرد کی سب کمزوریاں برداشت کر لیتی ہے اُف تک نہیں کرتی لیکن مرد...... اس سے تو بانجھ عورت تک برداشت نہیں ہوتی۔ صرف بیٹیاں پیدا ہو جائیں تو بہانہ بنا کر دوسری شادی کر لیتا ہے۔"

"ایسا مت سوچو ماہا۔ اسفند بھائی ایسے نہیں ہیں"

"کوئی مرد ساری عمر تنہا زندگی نہیں گزار سکتا۔ آج نہیں تو کل اسفند کو احساس ہوگا۔ پھر وہ دوسری شادی ضرور کریں گے۔ میں جانتی ہوں۔ مجھے یقین ہے اچھی طرح" اس کا لہجہ مکمل یقین سے بھرپور تھا۔

نازش خاموشی سے اس کے چہرے کو دیکھتی رہی۔ کیا اس قدر مکمل حسن کی مالک عورت بھی اپنے شوہر کے چھن جانے کے خیال سے خوف زدہ ہو سکتی تھی۔ ہاں، لیکن اب جن حالات سے وہ دوچار تھی، اس میں وہ ایسا سوچ سکتی تھی۔

"نازش...... نازش!" وہ جانے کیا کہنے والی تھی۔ کچھ لمحے کو رکی "نازش...... کیا تم اسفند سے شادی کر سکتی ہو؟"

"کیا......؟" نازش تو اپنی جگہ سے اچھل پڑی تھی۔

"دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا" نازش کو ماہا کی بات پر بہت غصہ آ رہا تھا۔

"دیکھو نازش! میں معذور ہو چکی ہوں، آج نہیں تو کل اسفند دوسری شادی ضرور کریں گے۔ گناہ سے بچنے کے لئے انہیں نکاح کر لینا چاہیے۔ وہ ساری زندگی اسی طرح نہیں گزار سکتے۔ دوسرے اس گھر کو ایک ایسی عورت کی ضرورت ہے جو اسے سنبھال سکے ورنہ یہ نوکر اسے بالکل برباد کر دیں گے۔ اسفند کہتے ہیں ہماری شادی سے پہلے اور ان کی والدہ کے انتقال کے بعد جو ڈیڑھ سال کا وقفہ آیا اس میں بھی گھر کا یہی حال ہو گیا تھا۔ پھر میں نے آ کر اسے سنبھالا۔ گھر میں ایک عورت کا ہونا بہت ضروری ہوتا ہے چاہے کئی نوکر موجود ہوں اور سب سے بڑھ کر میرے بچے، وہ نگلیکٹ ہو رہے ہیں۔ میں جانتی ہوں، تم بہت اچھے دل کی مالک ہو، سب کچھ سنبھال لوگی۔ کوئی اور عورت آ گئی اس گھر میں تو میری اور میرے بچوں کی کوئی گنجائش نہیں

نکلے گی یہاں ماما بہت تفصیل سے اسے سمجھا رہی تھی۔ نازش کو اس کی باتوں پر حیرت ہو رہی تھی۔ ایک عورت کا اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے گھر، بچوں اور شوہر کو کسی دوسری عورت کے حوالے کر دینا بڑے اچنبھے کی بات تھی پھر ماما تو مزاجاً بڑی مختلف تھی، خود کو بہت اہمیت دیتی تھی لیکن آج قدرت نے اسے کن حالوں میں پہنچا دیا تھا۔

"لیکن ماما، تمہیں اس سلسلے میں فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اسفند بھائی نے یہ گھر تمہارے نام کر دیا ہے ان کی آمدنی کا ایک اہم حصہ تمہارے اکاؤنٹ میں جمع ہو جاتا ہے تمہیں کسی اور عورت سے ڈرنے کی کیا ضرورت ہے پھر اسفند بھائی بھی ایسے نہیں ہیں، وہ کبھی دوسری شادی نہیں کریں گے۔ تم خواہ مخواہ اپنے دل میں وہم مت لاؤ۔"

"لیکن ایسا سوچنے کی صرف ایک ہی تو وجہ نہیں ہے۔ مجھے بچوں اور اسفند کا بھی خیال ہے۔" ماما نے احتجاج کیا۔

"اس کے لیے تم صرف اپنا رویہ تبدیل کر لو اتنا کافی ہے۔ تمہارا تلخ رویہ انہیں تم سے دور کر رہا ہے ورنہ وہ سب تمہیں آج بھی بے انتہا چاہتے ہیں" نازش نے اسے سمجھایا۔

"نازش......" ماما کے لہجے میں تھکن تھی "پلیز" نازش مان جاؤ، تمہیں کہیں نہ کہیں تو شادی کرنی ہے۔ اسفند ایک اچھے آدمی ہیں، تمہیں خوش رکھیں گے۔ کیا تم میرے لئے اتنا نہیں کر سکتیں......؟"

"اتنا......؟" نازش کو اس کی بات پر حیرت ہوئی "یہ اتنی سی بات نہیں ہے ماما، اسفند بھائی کو ایسی جگہ دینا میرے لئے ناممکن ہوگا۔ میں ایسا نہیں کر سکتی" نہ ہی امی اور ابو اس بات کے لئے راضی ہوں گے دیکھو ماما......!"

"پلیز......!" ماما نے تیزی سے اس کی بات کاٹ دی "یہ دل بہلانے والی بات نہیں ہے۔ تم نہ چاہو تو اور بات ہے پھر سوچو، تمہاری شادی کی عمر نکل چکی ہے، تم طلاق یافتہ ہو۔ کیا کوئی اور اچھا رشتہ ہے؟ اور اسفند جیسا شخص...... "وہ رکی" تمہارے امی اور ابو تو خوابوں میں بھی ایسا نہیں سوچ سکتے۔"

اس کا لہجہ اور الفاظ سب دل دکھانے والے تھے۔ اتنا بڑا حادثہ ہونے کے بعد بھی وہ نہیں بدلی تھی۔ ایک دکھ کی تیز لہر نازش کے وجود میں اٹھی۔ یہ حقیقت تھی کہ اب کچھ مہینوں بعد وہ تیس سال کی ہونے والی تھی اور طلاق یافتہ کا دھبا اس کے ماتھے پر لگ جانے کے بعد اب لوگوں نے اس کی طرف اس نظر سے دیکھنا چھوڑ دیا تھا۔ عموماً لوگوں کا یہ سوال ہوتا کہ اتنے سالوں تک

نکاح رہنے کے بعد رخصتی سے پہلے اسے طلاق کیوں مل گئی؟

اس کے پاس ایسا کچھ نہیں تھا اب کہ لوگ اس میں دلچسپی لیتے عمر، شکل وصورت اور پیسہ، یہ تین چیزیں لڑکی کے لئے بہت اہم ہوتی ہیں لیکن اس میں سے کچھ بھی اب اس کے پاس نہیں تھا۔ گو شکل بری نہیں تھی لیکن ایسی خاص الخاص بھی نہیں کہ لوگ کھنچے چلے آتے۔ امی ابو اس کے سلسلے میں واقعی بہت پریشان رہتے تھے۔ امی نے تو اس کے لئے بہت لوگوں سے کہہ رکھا تھا۔

لیکن ان سب کمزوریوں کے باوجود ماہا کا ایک دوست کی حیثیت سے یوں کہنا اسے دکھ میں مبتلا کر گیا تھا۔

''آئی ایم سوری نازش! میرا مطلب تمہارا دل دکھانا نہیں تھا بلکہ تم کو حقیقت کی جانب لانا تھا۔ تم سوچنا اس پر، اپنی امی سے بھی مشورہ کر لینا'' ماہا اس کا چہرہ دیکھ کر سمجھ گئی تھی کہ اس کو دکھ پہنچا ہے۔

''میں چلتی ہوں اب!'' وہ اچانک اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

''تم سوچنا اس پر......'' اس نے پھر اپنی بات دہرائی ''میں تمہارے جواب کا انتظار کروں گی۔''

''اللہ حافظ!'' وہ مزید کچھ کہے بنا وہاں سے چلی آئی۔

اس کی سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ ماہا کے اس پروپوزل پر خوش ہو یا پریشان۔ وہ ایسی زندگی گزارنا نہیں چاہتی تھی۔ دوسری عورت بن کر رہنا کتنا مشکل کام ہے۔ یہ وہی سمجھ سکتا ہے جو اس سے گزرا ہو۔ ماہا کے مزاج کو بھی وہ اچھی طرح جانتی تھی، وہ یہ کبھی برداشت نہیں کر سکتی تھی کہ اس کے گھر پر کسی اور کا ہولڈ ہو۔ اسفند بھی اس سے بہت محبت کرتا تھا پھر وہ کیوں ایسا کرے۔ اسے وہاں سے کیا ملے گا۔ نہ ہی شوہر کی محبت اور نہ ہی اپنے گھر کا پرسکون احساس۔

وہ اسی شش وپنج میں تھی۔ امی نے اس کی الجھن کو محسوس کر کے پوچھا تو وہ چھپا نہ سکی۔

''ماہا کو ایسا نہیں کہنا چاہیے تھا امی ...... کیا میں ایسا کر سکتی ہوں، کیا وہ ایسا کر سکتی ہے کہ خود اپنے ہاتھوں سے کسی کو سوکن بنا کر اپنے گھر لے آئے۔ اپنا گھر، بچے اور شوہر اس کے حوالے کر دے۔''

''لیکن ایسا ہو گا بیٹا، آج نہ سہی کل۔ اسفند جیسا مکمل شخص ساری زندگی یوں معذور بیوی کے ساتھ نہیں گزار سکتا۔ بیوی آدمی کی ضرورت ہوتی ہے۔ بیٹا۔ گھر کے لیے، بچوں کے لئے، خود اپنے لیے اور دوسرا نکاح کرنے کا حکم تو ہمیں ہمارے مذہب نے دیا ہے ورنہ آدمی غلط

راستوں پر چل پڑتا ہے۔ ماہا غلط نہیں سوچ رہی۔ اسے معلوم ہے کوئی نہ کوئی عورت اس کی زندگی میں ضرور آئے گی اور وہ جانے کیسی ہو؟ تمہیں تو وہ جانتی ہے۔ تمہارے ٹھنڈے مزاج کو پہچانتی ہے۔ تمہارے اندر جو صبر و برداشت کی قوت ہے، وہ وصف ہر ایک کے پاس نہیں ہوتا اور اسے ایک ایسی ہی لڑکی چاہیے" امی نے انتہائی ایمانداری سے تجزیہ کیا۔

"لیکن اسی صبر و برداشت کی اس میں کمی ہے امی!"

"جانتی ہوں، اسی لیے تو اسفند کی دوسری بیوی میں صبر و برداشت کا مادہ ہونا ضروری ہے۔ ماہا نے اسی لیے تمہارے بارے میں سوچا پھر تم اس کی دوست ہو، اس کا خیال رکھو گی۔ کوئی دوسری لڑکی تھوڑی برداشت کرے گی اس کو۔"

"امی......اس کا مطلب ہے کہ آپ اس پر راضی ہیں۔ یعنی ماہا ٹھیک کہہ رہی ہے۔ وہ تو ناسمجھ ہے امی، آپ تو جہاندیدہ ہیں، خود غرضی سے نہیں سوچیں گی۔ مجھے کیا ملے گا وہاں، کیا میری زندگی میں ہمیشہ دوسری عورت بن کر جینا لکھا ہے؟" نازش کی آواز بھیگ چلی تھی۔ امی نے بڑھ کر اسے سینے سے لگالیا۔

"نہیں بیٹا، کوئی ماں اپنی بیٹی کا بُرا نہیں سوچ سکتی۔ میں بھی تمہارا بھلا ہی چاہوں گی۔ اسفند کے پاس وہ سب کچھ ہے جو کسی لڑکی کی خواہش ہوتی ہے۔ میں اس سے جب بھی ملی ہوں، مجھے ایک خوش گوار احساس ہوا ہے۔ اس میں کسی چیز کی کمی نہیں۔ سوائے اس کے کہ وہ شادی شدہ اور بچوں کا باپ ہے لیکن اب اس کا شادی شدہ ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ ماہا تمہاری زندگی میں دخل نہیں دے پائے گی۔ رہے بچے تو وہ معصوم ہیں، جس طرف موڑنا چاہو گی' مڑ جائیں گے۔ اسفند کا دل جیتنا بھی مشکل نہیں۔ تم ماہا کے مقابلے میں بہت اچھے مزاج کی مالک ہو۔ وہ تمہارے گن دیکھ کر خود تمہاری طرف جھک جائے گا۔ شادی سے پہلے لڑکے خوبصورتی پر مرتے ہیں لیکن شادی کے بعد انہیں اچھی طرح احساس ہو جاتا ہے کہ ایک پُرسکون زندگی گزارنے کے لئے صرف خوبصورتی کا نہیں بیوی کا اچھے مزاج کا ہونا، سُگھڑ ہونا زیادہ ضروری ہوتا ہے کیونکہ گھر اچھی شکلیں نہیں اچھے مزاج بنایا کرتے ہیں۔"

"امی، میرے لیے ایسا سوچنا بہت مشکل کام ہے۔" آنسو' جنہیں اب تک اس نے آنکھوں میں چھپا رکھا تھا، ضبط کے باوجود اس کے گالوں پر بہنے لگے۔

"کوئی بات نہیں بیٹا، میں تم پر زبردستی نہیں کررہی۔ تمہارے نصیب میں جو شخص لکھا ہوگا، تمہیں مل جائے گا۔ تم پریشان مت ہو" امی نے اسے گلے سے لگالیا۔

وہ اب مزید اس موضوع پر سوچنا نہیں چاہتی تھی لیکن اسی دوران میں ماہا کا فون آ گیا۔
"نازش، وہ سب باتیں ایک طرف، میں تمہاری دوست بھی تو ہوں۔ کیا تم مجھ سے کوئی تعلق بھی نہیں رکھو گی؟"

"ایسی کوئی بات نہیں ماہا، میں آؤں گی تم سے ملنے۔ دراصل میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے" اس نے بہانہ بنایا۔

"میں انتظار کروں گی" اس نے مزید کچھ کہے سنے بنا فون رکھ دیا۔ شاید وہ اسے مزید سوچنے کا موقع دینا چاہتی تھی اور اس کو یقین تھا کہ جواب اس کے حسب توقع ہوگا۔

اسفند سے اس سلسلے میں اس نے اب تک کوئی بات نہیں کی تھی بلکہ اس سے پہلے اس نے اپنی امی کو اس بارے میں آگاہ کر دیا تھا۔ وہ اس کی باتوں پر ششدر رہ گئیں۔

"تمہارا دماغ خراب ہے ماہا، خود اپنے ہاتھوں اپنا گھر کسی اور کے حوالے کر دو گی۔"

"کیا اسفند نے ایسا کرنے کو کہا ہے؟"

"نہیں، انہیں اس بارے میں کچھ علم نہیں لیکن امی، وہ اتنے اچھے اور مکمل شخص ہیں کہ کوئی اچھی سے اچھی لڑکی اب بھی انہیں اپنانے کو اپنی خوش قسمتی سمجھے گی اور اسفند کب تک اس طرح کی زندگی گزار سکیں گے۔ اگر کسی ایسی ویسی لڑکی سے انہوں نے شادی کر لی تو میں اور میرے بچے رُل جائیں گے" اس کی آواز میں جو کچھ تھا اس پر وہ تڑپ کر رہ گئیں۔ بیٹی کی اس مجبوری نے انہیں اندر تک دکھی کر دیا تھا۔ بیٹی بھی وہ جو اپنے سامنے کسی کو گردانتی تک نہ تھی۔ آج خود اپنے ہاتھوں سے اپنے شوہر کو دوسری عورت کے ہاتھوں میں سونپنے کا سوچ رہی تھی۔ شاید اسی کو کہتے ہیں تقدیر کے فیصلے۔

"میری بچی!" وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں "کاش، اللہ کوئی معجزہ دکھا دے۔ میری بچی کا گھر بچ جائے، میرے مالک!"

"امی! خدا کے لئے، مجھے یوں رو کر پریشان نہ کریں۔ میں نے بڑی مشکل سے سمجھایا ہے خود کو پھر نازش میں ایسی کوئی بات نہیں کہ وہ مجھ سے میرا گھر اور شوہر چھین سکے۔ یہ گھر تو پہلے ہی اسفند نے میرے نام کر دیا ہے۔ اسفند مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں۔ نازش کی شکل وصورت تو میرے مقابلے میں صفر ہے۔ اسفند کی آنکھوں کو ایسی عام شکل کہاں بھا سکتی ہے۔ اسی لئے تو میں نے اس کا انتخاب کیا ہے پھر اس میں صبر بہت ہے۔ دل کی بھی بری نہیں، وہ مجھ سے دب کر رہے گی۔ میرے گھر پر قبضہ کرنے کا تو وہ سوچ بھی نہیں سکتی" اتنے بڑے حادثے کے بعد بھی

اس کی خودغرضی نے اس کا ساتھ نہیں چھوڑا تھا۔

اورامی یہ بھی نہ کہہ سکیں کہ وہ غلط سوچ رہی ہے۔ عورت کا صبر، برداشت، محبت اور خدمت کا جذبہ اتنی صلاحیت رکھتا ہے کہ مرد کا دل جیت سکے پھر وہ شکل وصورت کی بھی بری نہیں۔ معقول حد تک اچھی شخصیت کی مالک ہے۔

لیکن ماہا کی دوسری بات نے انہیں خاموش ہونے پر مجبور کردیا تھا کہ کوئی اورلڑکی آگئی تو جانے وہ ماہااور بچوں کے لئے کیسی ثابت ہو۔

اسفند سے جب اس نے اس بارے میں بات کی تو اسے شدید غصہ آ گیا۔

''پاگل ہوگئی ہو ماہا، تم نے ایسا سوچا بھی کیوں...... تمہیں میرے کس رویے سے ایسا لگا کہ میں ایسا چاہتا ہوں؟''

''میں نے ایسا کب کہا؟ لیکن دیکھیں، اس گھر کوایسی عورت کی ضرورت ہے جو سب کوسنبھال سکے۔ میں تو خود کو سنبھال نہیں سکتی، سب کی ضرورت کیسے پوری کرسکتی ہوں'' اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

''کئی نوکر ہیں گھر میں، سب کچھ خوش اسلوبی سے چل رہا ہے۔ میری تم فکرمت کرو، بچے بھی ٹھیک ہیں۔''

''سب ٹھیک نہیں ہے، آپ ساری زندگی یوں نہیں گزار سکتے۔ اپنی خواہشات سے منہ نہیں موڑ سکتے۔ میں تو اب بے کار ہوں، کسی کے کام کی نہیں۔ پلیز، سمجھیں یہ سب آج نہیں تو کل ایسا ہونا ہے تو پھر ہم اپنے گھر کے سکون کو بچانے کیلئے، اپنے بچوں کے لیے ایک ایسی لڑکی کا انتخاب کریں جو ہمیں یہاں آکر مسائل سے دوچار نہ کرے۔ آپ تو جانتے ہیں اسے، کتنا صبر وبرداشت ہے اس میں، بہت محبت کرنے والی لڑکی ہے وہ، وہ سب کوسنبھال لے گی، مجھے بھی۔ آپ کو کیا معلوم آپ سارا سارا دن گھر سے غائب ہوجاتے ہیں۔ یہاں نوکر کیا من مانیاں کرتے ہیں، کوئی دیکھنے والا جو نہیں'' وہ تیزی سے بول رہی تھی۔ اسفند نے ٹھنڈی سی سانس بھری۔

''ابھی جو خوبیاں تمہیں نازش میں نظر آرہی ہیں، بعد میں اس کی خامیاں بن جائیں گی۔ گھر کا سکون برباد ہوجائے گا۔ دو کشتیوں میں سوار ہوکر آدمی کبھی سکون سے نہیں رہ سکتا۔''

''دو کشتیاں کہاں، پہلی کشتی تو ٹوٹ پھوٹ چکی ہے۔ ختم ہوچکی ہے۔ اس پر سوار رہ کر آدمی کے ڈوبنے کا خدشہ ہے اور میں آپ کو اس سے بچانا چاہتی ہوں۔''

کہتے کہتے وہ رونے لگی تو اسفند بے تاب ہوکر اس کی جانب بڑھ آیا۔

''تم خواہ مخواہ وہموں کا شکار ہو رہی ہو ماہا، میں صرف تمہارا ہوں۔ یقین کرو، میں اب بھی مایوس نہیں ہوں۔ کہیں نہ کہیں، تو اس کا علاج ہوگا۔ آج نہیں تو کچھ عرصے بعد۔ پلیز مایوس مت ہو'' میں مایوس نہیں ہوں لیکن سب جان چکی ہوں۔ پلیز مان جاؤ اسفند۔ پلیز، یہ نیکی بھی تو ہوگی۔ اس کی بھی تو کہیں شادی نہیں ہو رہی۔ آپ اسے اپنا لیں گے تو کسی کا بھلا ہو جائے گا۔''

''نیکی کے لیے کسی کو گلے کا ہار بنا لینے کی ہمت مجھ میں نہیں ہے۔ میں تمہارے علاوہ کسی کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ کسی کو تمہاری جگہ دینا میرے لئے ممکن نہیں ہے۔ میرے پاس کچھ نہیں ہے جو میں اسے دے سکوں اور یہ ایک لڑکی کے ساتھ زیادتی ہوگی۔''

''نہیں ہوگی، آپ جیسا شخص پا کر تو وہ خوشی سے پھولے نہیں سمائے گی اور اب اس کو طلاق کے بعد کوئی کنوارا اچھا شخص تو اپنا نہیں سکتا اور آپ میں تو کوئی خامی بھی نہیں۔ دوسرے آپ اسے اس لئے تھوڑی اپنا رہے ہیں کہ اس پر اپنی رفاقت اور محبت لٹائیں۔ وہ تو ہمیں اس کی ضرورت ہے۔''

''یہ خود غرضی ہوگی ماہا!'' اسفند نے پھر سے اسے سمجھانا چاہا لیکن وہ سننے کے لئے تیار ہی کب تھی۔

''کبھی کبھار اپنی خوشیوں کے لئے خود غرض بنا جا سکتا ہے اسفند......پلیز، ہاں کہہ دیں......'' اسے نہ چاہتے ہوئے بھی وہ سب ماننا پڑا۔

خود نازش ایسا نہیں چاہتی تھی لیکن امی ابو کی آنکھوں میں اطمینان کی جھلک دیکھ کر وہ ایسا کرنے پر مجبور تھی اور اس نے ماہا سے کہا تھا۔

''ماہا، میں یہ سب صرف تمہاری وجہ سے مان رہی ہوں۔ پلیز...... بعد میں رشتوں کے بدل جانے پر مجھے غلط مت کہنا۔ میں پہلے تمہاری دوست ہوں اس کے بعد کچھ اور......اور میں اپنی دوستی کو کھونا نہیں چاہتی۔''

''ایسا کچھ نہیں ہوگا نازش، ہماری دوستی انشاءاللہ برقرار رہے گی'' ماہا کو اس کے مان جانے پر خوشی تھی پھر بھی ایک دل چیر دینے والا احساس اسے لپیٹ میں لے رہا تھا۔

یہ وہی جانتی تھی کہ اپنے جان سے زیادہ عزیز شوہر کو کسی دوسری لڑکی کے حوالے کر دینا اس کے لئے کتنا کٹھن کام تھا لیکن وہ یہ بھی جانتی تھی کہ اسفند میں اتنی خوبیاں ہیں کہ اس کے اردگرد لڑکیاں مکھیوں کی طرح منڈلاتی ہیں اور جو اگر اسفند ان میں سے کسی لڑکی سے متاثر ہو گیا تو اس کا کیا بنے گا۔ پتا نہیں وہ لڑکی کس مزاج کی ہو۔ بے شک اسفند نے یہ گھر اس کے نام

کر دیا تھا لیکن اس کے لئے ایسے گھروں کی کیا کمی تھی وہ بہ آسانی ایک اور ایسا ہی گھر خرید سکتا تھا پھر وہ اسے اپنے ساتھ لے جاتی تو...... اس کے بچے، خود وہ، کتنے تنہا رہ جاتے پھر وہ لڑکی اس سے دب کر کیوں رہتی۔ ۔ نازش تو ہمیشہ اس سے دبتی آئی تھی، اس کی خوبصورتی سے متاثر رہی تھی۔ اسے قابو میں کرنا شاید اتنا مشکل نہ ہوتا پھر کچھ بھی ہو سکتا تھا۔ رسک تو یہاں بھی تھا لیکن دوسروں کے مقابلے میں کم...... اور اسی لیے وہ اتنا بڑا قدم اٹھا رہی تھی۔

اس شب نازش سونے کے لیے اپنے کمرے میں جا رہی تھی کہ لاؤنج میں موجود ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔ دوسری جانب اسفند کی آواز سن کر لمحے بھر کو وہ سن سی رہ گئی۔

"نازش، میں آپ سے کچھ باتیں کرنا چاہتا تھا۔ اس لیے نامناسب وقت آپ کو فون کیا، اس کے لیے معذرت چاہتا ہوں۔"

"میں بھی آپ سے کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن یہ وقت مناسب نہیں ہے۔" نازش نے آہستہ سے کہا۔

"ٹھیک ہے تو پھر کل شام آپ گھر آجائیں یا میں آجاتا ہوں، جو آپ مناسب سمجھیں۔"

"جی ٹھیک ہے، میں کل شام پانچ بجے تک آپ کے گھر آجاؤں گی۔" نازش نے کہہ کر فوراً فون رکھ دیا۔

وہ عجیب کشمکش و پیچ کا شکار تھی۔ ماہا، خود اس کے امی ابو اسے اسفند کو اپنا لینے کے لیے اصرار کر رہے تھے لیکن اس کے دل کا کوئی کونا بھی اس کے لیے راضی نہ تھا۔ بے شک اسفند میں کئی خوبیاں تھیں۔ ہر معاملے میں اس سے بہتر تھا لیکن پہلے سے شادی شدہ تھا، تین بچوں کا باپ تھا اور پھر وہ ماہا کے مزاج کو اچھی طرح سمجھتی تھی۔ ابھی تو وہ جانے کس سوچ کے تحت جذباتی ہو رہی تھی لیکن بعد میں کیا وہ اتنی آسانی سے اس صورت حال کو قبول کر لے گی؟ یہی سوچ سوچ کر اس کا دماغ دکھ جاتا تھا۔ خود اسفند اسے دل سے قبول کر لے گا، ماہا کے بچے اسے دوسری ماں کے روپ میں قبول کر لیں گے؟

کیا اس کے لیے مسائل کے انبار کھڑے نہیں ہو جائیں گے؟

اسے خود پر تو یقین تھا کہ وہ خود کو حالات کے مطابق ڈھال لے گی لیکن دوسرے...... وہ اگر اس کے ساتھ تعاون نہیں کریں گے تو شاید صورت حال مختلف اور مشکل ہو جائے۔ اسی لیے وہ اسفند سے ملنا چاہتی تھی۔

اسے ایک ایک کر کے شروع سے آخر تک سارے مناظر یاد آرہے تھے۔ اسفند کا

آمنہ کے بھائی نعمان کی شادی میں ماہا کو پسند کرتا، اس کی وارفتگیاں، شدتیں اور محبتیں لٹاتا۔ اس نے اس تمام عرصے میں ماہا کو بے انتہا خوشیاں دی تھیں۔ ماہا کے منہ سے ہمیشہ اس کے لیے اچھے الفاظ سننے کو ملتے تھے۔ وہ ایک انتہائی اچھا شوہر ثابت ہوا تھا، اب بھی یہ خواہش اس کی نہیں بلکہ ماہا کی ضد تھی۔

لیکن کیا اس طرح یہ ثابت نہیں ہوتا تھا کہ اسفند اسے اپنی مرضی سے نہیں بلکہ ماہا کی ضد پر مجبوری سے اپنا رہا تھا۔

اس کے ذہن میں بہت سی گرہیں تھیں جنہیں وہ کھولنا چاہتی تھی لیکن جب وہ دوسرے دن اسفند سے ملی تو چاہنے کے باوجود کچھ نہ بول سکی۔ وہ اس سے پہلی بار نہیں ملی تھی لیکن ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ اس سے پہلی بار مل رہی ہو۔

اسفند نے اس کی جھجک محسوس کرلی تھی اس لیے وہ اس سے کچھ دیر دوستانہ ماحول میں اِدھر اُدھر کی باتیں کرتا رہا اور جب تھوڑی دیر بعد اس کی جھجک دور ہوگئی تو وہ اچانک پوچھ بیٹھا۔ ”نازش، آپ کے ساتھ کوئی زبردستی، کوئی زیادتی تو نہیں ہو رہی ہے؟ میں نہیں چاہتا کہ ایسا ہو، ماہا کی ضد نے سب کو پریشان کردیا ہے۔ آپ اس کی سب سے اچھی دوست ہیں۔ جانتی ہیں وہ کس قدر ضدی ہے۔ پتا نہیں کون کون سے وہم پال لیے ہیں اس نے۔ خیر، وہ بات تو ایک طرف، بات اب آپ کی ہے۔ آپ بخوشی راضی ہوئی ہیں ناں، دیکھیے میں اپنی کمزوریاں بخوبی جانتا ہوں۔ کوئی بھی لڑکی ایک شادی شدہ مرد سے شادی کرنے پر خوشی خوشی راضی نہیں ہوتی ناکہ اس کے تین بچے ہوں، بیوی موجود ہو۔“

نازش جو خاموش بیٹھی اپنے ہاتھوں کو تکے جا رہی تھی، اس کے آخری جملوں پر چونکی۔

”کمزوریاں تو مجھ میں بھی کم نہیں ہیں۔ ایک طلاق یافتہ تیس سالہ لڑکی جسے لڑکی کہنا شاید مناسب نہ ہو اور جو کوئی خاص شخصیت کی مالک بھی نہ ہو۔ اس کے لیے آپ جیسے شخص کا رشتہ آنا، ایک نعمت سے کم نہیں۔“

نازش کا لہجہ کچھ تلخی لیے ہوئے تھا۔ اس کی اتنی صاف گوئی پر اسفند بے انتہا سنجیدہ ہوگیا۔

”دیکھیے نازش، ابھی وقت ہمارے ہاتھ میں ہے۔ آپ پر کوئی زبردستی نہیں، اگر آپ ماہا یا اپنے امی ابو کی وجہ سے زبردستی راضی ہوئی ہیں تو کوئی بات نہیں، میں انہیں سمجھا لوں گا لیکن آپ کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہوگی۔ دوسرے خود کو اتنا انڈر اسٹیمیٹ کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ نہ تو آپ کی عمر زیادہ ہوئی ہے نہ ہی شخصیت بُری ہے۔ طلاق یافتہ ہونا نہ ہونا بھی برابر ہے۔ میں تو

ایسی شادیوں کو شادی تک نہیں مانتا نہ ہی آپ کا اس میں کوئی قصور ہے۔ میں نے تو آپ کو بس یہ کہنے کے لیے بلایا تھا کہ یہاں آپ کو وہ سب کچھ فوراً نہیں ملے گا جو ایک نئی شادی شدہ دلہن ایکسپیکٹ کرتی ہے۔ میں آپ کو انتہائی ایمانداری سے بتا رہا ہوں۔ ماہا میرے لیے بہت اہم ہے، مجھے اس سے کتنی محبت ہے شاید اس کی حدیں میں نہیں جانتا۔ مجھے اپنے بچوں سے بھی بہت محبت ہے اس لیے شاید آپ میری بات سمجھ رہی ہیں نا؟ شاید میں آپ کی ایکسپیکٹیشن پر پورا نہ اتر سکوں۔ ہو سکتا ہے وقت کے ساتھ ساتھ سب ٹھیک ہو جائے لیکن یہ ایک بہت بڑی آزمائش ہو گی آپ کے لیے۔ اور آپ کے شکوے مجھے پریشان اور افسردہ کر دیں گے۔"

"میں خود نہیں سمجھ پا رہی ہوں کہ مجھے کیا کرنا چاہیے؟ اس لیے نہیں کہ آپ کے پاس میرے لیے کچھ نہیں ہوگا۔ وہ تو جیسا اور جتنا میرے نصیب میں لکھا ہے، مجھے مل جائے گا۔ ہو سکتا ہے، کوئی دوسرا شخص جس کے بارے میں، میں کچھ نہیں جانتی ہوں۔ جب میرا نصیب اس سے وابستہ کیا جائے تو اس کے پاس بھی کچھ نہ ہو میرے لیے۔ ہم اپنے نصیب سے لڑ نہیں سکتے۔ ہاں، دعا ضرور کر سکتے ہیں اللہ سے اپنی بھلائی کے لیے" وہ سر جھکائے کہہ رہی تھی اور اسفند ہمیشہ کی طرح حیران اس کی باتیں سن رہا تھا۔

"میں تو بس یہ چاہتی ہوں کہ کبھی بھی، کسی موڑ پر میری سچائیوں اور میری نیت پر شبہ نہ کیا جائے۔ خاص کر ماہا اور بچوں کے سلسلے میں کیونکہ میں ایک نازک رشتے کے ساتھ اس گھر میں آؤں گی۔ اگر ہر لمحہ مجھ پر شک کیا جائے گا تو میرا خود اپنی ذات پر سے بھروسا ختم ہو جائے گا۔ میں خود پر یقین نہیں کر سکوں گی اور اپنا اعتماد کھو دوں گی اور میرے پاس سوائے اپنی ذات پر اعتماد اور خدا پر بھروسے کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔"

"ایسا کچھ نہیں ہوگا نازش، مجھے خوشی ہے کہ ماہا نے آپ جیسی سمجھدار لڑکی کا انتخاب کیا ہے۔ اس گھر کو آپ جیسی لڑکی کی ہی ضرورت ہے" جانے کیوں پہلی بار اسفند کو اطمینان سا محسوس ہو رہا تھا۔ نازش کی باتوں نے اسے بہت سی فکروں سے آزاد کر دیا تھا۔ اس کی بات پر نازش کے چہرے پر چھایا ہوا اضطراب بھی کم ہو گیا اور اگلے ہی لمحے وہ وہاں سے چلی آئی۔

اسفند جب اندر آیا تو ماہا کے چہرے پر عجیب سا تناؤ تھا۔

"چلی گئی نازش؟" لہجہ بھی تیکھا تھا۔ اسفند کو اس کے سوال پر حیرت ہوئی۔ پتا نہیں اسے کس نے اور کس انداز میں بتایا تھا۔

"ہاں، ابھی کچھ دیر پہلے، میں نے اسے بلایا تھا" وہ عام سے انداز میں بولا۔

''اور اس نے مجھ سے ملنا بھی گوارا نہیں کیا۔''

''بہت رات ہوگئی تھی، اس نے کہا ہے کہ وہ کل ملنے آئے گی تم سے۔ دراصل میں شادی سے پہلے سب کچھ اس پر واضح کر دینا چاہتا تھا تاکہ بعد میں اسے کوئی شکایت نہ ہو۔ یہاں اسے وہ کچھ نہیں ملے گا جو ایک نئی شادی شدہ لڑکی اپنے دل میں توقع رکھتی ہے۔'' اسفند نے وضاحت کی، وہ ماہا کے چہرے پر ابھرتے ناگواری کے تاثرات پڑھ چکا تھا۔

''اس کے باوجود اسے کوئی اعتراض نہیں'' وہ طنزیہ مسکرائی ''ہوگا بھی کیسے، آپ جیسے شخص کو پانے کا خواب تو اس نے کبھی دیکھا تک نہیں ہوگا۔ میری ساری دوستیں رشک کرتی تھیں مجھ پر..... پتا نہیں کس کی نظر لگ گئی۔ شاید اس نازش کی ہی.....'' اس کی آنکھیں چھلک پڑیں۔

''کسی کی نیت پر شبہ نہ کرو ماہا!'' اسفند نے آگے بڑھ کر اس کے آنسو صاف کیے۔

''میں اب بھی تمہارا ہوں، یہ بھی تمہاری ضد ہے جس کی وجہ سے میں مجبور ہوگیا ہوں لیکن میں نے صاف لفظوں میں اس پر واضح کر دیا ہے کہ میرے پاس اس کے لیے کچھ نہیں ہوگا۔ اس لیے وہ مجھ سے زیادہ توقعات نہ رکھے اور یہ کہ وہ اس گھر میں صرف تمہاری ضد کی بنا پر آرہی ہے۔''

اسفند کے الفاظ اس کے دکھے ہوئے دل پر مرہم کا پھاہا بن کر لگنے لگے۔

''کیا واقعی اسفند! آپ اس سے شادی کے بعد مجھے نظر انداز نہیں کریں گے، مجھے بھول نہیں جائیں گے؟'' اس نے گلوگیر آواز میں اسفند سے پوچھا تو وہ تڑپ کر رہ گیا۔

''میرا یقین کرو ماہا، میری جان! میں صرف تمہارا ہوں، مکمل طور پر تمہارا۔''

بے بسی کی انتہا تھی۔ وہ اپنے جان سے پیارے شوہر کے لفظوں پر اعتبار نہ کرتے ہوئے بھی اعتبار کرنے پر مجبور تھی اور رہی نازش تو اس کے بارے میں جانے اسے کیوں یقین تھا کہ وہ ہمیشہ اس سے دب کر رہے گی۔

ماہا اور اسفند کی شادی جتنی دھوم دھام سے ہوئی تھی، یہ شادی اتنی ہی سادگی سے انجام پائی۔ ماہا کی چند سہیلیاں، کچھ قریبی رشتے دار، اسفند کے چیدہ چیدہ دوست اور ملنے جلنے والے، رشتے دار تو اس کے ویسے ہی دور کے اور چند تھے۔

دلہن بنی نازش کو دیکھ کر سب ہی کو ماہا کا وہ روپ یاد آرہا تھا جب ان کو دلہن بنے دیکھ کر ہر ایک مبہوت رہ گیا تھا۔ ایسی حسین دلہنیں شاذ و نادر ہی نظر آیا کرتی ہیں۔ بلاشبہ چاند سورج کی جوڑی تھی جسے جانے کس کی نظر لگ گئی تھی اور اب نازش اسفند کے پاس بیٹھی تھی۔ اسفند تو ویسا ہی شاندار تھا لیکن نازش، شاید وہ اتنے حسین و جمیل دولہا کے ساتھ نہ بیٹھی ہوتی تو اتنی عام نہ

لگتی۔دوسرے اس کے چہرے پر دلہنوں کا وہ روپ اور آنکھوں میں وہ چمک نہ تھی جو ایک دلہن کے چہرے کا خاصہ ہوا کرتی ہے۔اس کا چہرہ سپاٹ اور آنکھیں بجھی سی تھیں۔

اس شادی میں اور لوگوں کے ساتھ ماہا کے گھر والے بھی شریک ہوئے تھے۔ماہا کی امی ایک سلجھی ہوئی خاتون تھیں۔اس کے باوجود ان کے چہرے پر افسردگی نظر آ رہی تھی جبکہ ماہا کی بھابیاں اور بھائی وغیرہ کچھ اکھڑے اکھڑے سے تھے۔ماہا کی دونوں بھابیوں کے چہروں پر استہزائیہ سی مسکراہٹ تھی جیسے کہہ رہی ہوں۔دوسروں کی زمین پر اپنا تاج محل کھڑا کرنا انتہائی بے وقوفی کی علامت ہوتی ہے پھر ماہا جیسی لڑکی کے ساتھ شوہر کو بانٹنا...... یقیناً تمہیں دن میں تارے نظر آ جائیں گے۔

آمنہ شادی سے پہلے اس سے ملنے گھر آئی تھی تو وہ بھی اسے اس عمل سے باز رہنے کی تاکید کرتی رہی تھی۔ ''تم بہت غلط کر رہی ہو نازش، اسفند بھائی ماہا سے بہت محبت کرتے ہیں، اب بھی اس کی معذوری کے باوجود پھر ماہا کے مزاج کا تمہیں پتا ہے۔اس کی زبان کے آگے خندق ہے، کسی کو معاف نہیں کرتی۔اب تو اور بد مزاج اور چڑچڑی ہوگئی ہے، تمہاری زندگی عذاب کر دے گی۔پورے گھر پر، ہر شخص پر اس کا ہولڈ ہے، بے شک وہ معذور سہی لیکن چلے گی اسی کی اس گھر پر۔تم کڑھتی رہو گی ہر پل، تمہیں بھی میں بہت اچھی طرح جانتی ہوں۔کسی کو ایک لفظ نہیں کہہ سکتیں، نہ اپنے حق کے لیے لڑ سکتی ہو۔صبر، صبر، صبر۔کیا یہی کچھ ہے تمہاری زندگی میں...... خدا کے لیے نازش اب بھی سوچ لو۔اسفند بھائی میں لاکھ خوبیاں سہی، یہ خامی کیا کم ہے کہ وہ ماہا کے شوہر ہیں۔ابھی تو اس نے خود تمہیں اس کے لیے راضی کیا ہے لیکن کچھ دن بعد جینا عذاب کر دے گی تمہارا۔گھر بھی اسی کے نام ہے۔کم از کم صرف ایک گھر ہی اپنے نام لکھوا لیتیں۔ماہا کی طرح ایک ماہانہ رقم یا اپنے اکاؤنٹ میں کچھ رقم جمع کروانے کی شرط وغیرہ۔مجھے معلوم ہے، تم نے کچھ نہیں کیا ہوگا، نہ کرو گی'' وہ بولی تو بولتی چلی گئی'' نازش اس کی باتیں خاموشی سے سنتی رہی۔اس کے چپ ہونے پر افسردگی سے مسکرائی۔

''کیا تمہیں یقین ہے آمنہ کہ یہ سب چیزیں مجھے وہ سب خوشیاں دے سکیں گی جن کی تمنا ایک لڑکی کرتی ہے؟''

''نہ سہی، کم از کم کچھ تو سیکیورٹی کے لیے ہونا چاہیے۔ماہا کا کیا بھروسا؟ جیسے ابھی اسے اس بات کی ضد ہو رہی ہے۔کل اسے یہ سب برا لگنے لگے، حماقت لگنے لگے پھر تمہارا کیا ہوگا۔کیا پھر وہ اسفند بھائی کو اس بات کے لیے مجبور کرے گی کہ تمہیں چھوڑ دیں؟''

نازش کا چہرہ پھیکا پڑ گیا لیکن اگلے ہی لمحے اس نے خود کو سنبھال لیا "میری قسمت، میرے نصیب میں اگر ایسا لکھا ہوگا تو میں اسے روک نہیں سکوں گی۔"

"ہر بات صرف نصیب نہیں ہوتی نازش! دعا اور عمل ہمارے نصیب کو بدل دینے پر قادر ہوتے ہیں ورنہ ہر شخص ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھا رہے" آمنہ نے اسے سمجھایا۔

"دعا اور عمل کی اہمیت اور سچائی سے مجھے انکار نہیں ہے آمنہ لیکن میں اپنے اللہ سے مایوس نہیں ہوں۔ پہلے سے یہ سب کروں تو اس کا مطلب ہے میں اس کی رحمت سے انکار کر رہی ہوں۔ اپنے آنے والے کل کے خوف سے میں اللہ کو اس کی رحمت کو نہیں بھلا سکتی۔ وہ رحیم ہے، کریم ہے، قادر مطلق ہے۔ جب چاہے، جو چاہے نواز دے۔ سب کچھ اسی کے ہاتھ میں ہے، پھر میں بندوں سے کیوں مانگوں، کیوں چاہوں" اس سے اس کے چہرے پر خدا کی وحدانیت، سچائی اور اس پر مکمل یقین کرنے کی وجہ سے اتنا نور تھا کہ آمنہ کی نظریں اس کی چہرے پر جم کر رہ گئیں۔ وہ دل ہی دل میں شرمندہ ہونے لگی تھی۔

"آئی ایم سوری نازش! یہاں آ کر میں تمہاری سوچوں کے آگے شرمندہ ہو جاتی ہوں۔ خدا تمہارے اس یقین کو قائم رکھے اور تمہیں اتنی خوشیاں دے کہ تم سنبھالتے سنبھالتے تھک جاؤ" آمنہ نے پورے خلوص کے ساتھ اسے دعائیں دیں تو وہ مسکراتے ہوئے بولی تھی۔

"تمہاری ان ہی دعاؤں کی مجھے ضرورت ہے آمنہ!"

اور آج دلہن بنی ہوئی وہ آتے جاتے چہروں کو خاموشی سے دیکھ رہی تھی۔ ہر چہرہ ایک مختلف کیفیت سے دوچار تھا۔ کسی چہرے پر محبت تھی، کسی پر دعائیں، کسی پر طنز، کسی پر مذاق اڑاتی کیفیت تو کوئی رحم بھری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

آگے اس کے ساتھ کیا ہونا تھا۔ یہ ابھی اسے بھی پتا نہیں تھا۔ امتحان تو ابھی شروع ہوا تھا اور اس نے ٹھان لیا تھا کہ وہ اس پر پورا اترنے کی کوشش کرے گی۔

اسفند نے اس دوران میں ایک بار بھی اسے مخاطب کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ وہ مستقل سب سے باتوں میں مصروف تھا۔ صرف دو ایک بار تصویریں اترواتے اس کے پاس آ کر بیٹھا تھا۔ تب بھی اس کی طرف دیکھا تک نہیں تھا جیسے وہ اس قدر تک سک سے تیار اس کی دلہن نہ ہو، کوئی اجنبی ہستی ہو۔

کسی دوست نے مذاق کرنے کی کوشش بھی کی تو اس نے انتہائی سنجیدگی سے جواب دے کر اسے خاموش کرا دیا تھا۔

وہ ان سب باتوں کے لیے تیار تھی پھر بھی جانے کیوں دل دکھا جا رہا تھا۔ اپنی اہمیت واضح ہو کر سامنے آرہی تھی۔ اس نے بمشکل ایک نظر اسفند پر ڈالی تھی، وہ بھی اس وقت جب وہ کہیں اور متوجہ تھا۔ کس قدر شاندار لگ رہا تھا وہ۔ پہلی بار احساس کمتری نے اس کے دل میں کچھ دیر کے لیے جگہ بنائی پھر اگلے ہی لمحے اس نے خود پر نفرین بھیجی۔ ظاہری شخصیت کا کوئی بھی کمال اپنے ہاتھ میں نہیں ہوتا۔ اس پر کیسا اترانا یا کیسا شرمندہ ہونا۔ یہ سب تو اللہ کے ہاتھ میں ہے، کوئی خوبصورت ہے تو اللہ کا کمال، کوئی بدصورت ہے تو اللہ کی مصلحت۔ وہ ہمیشہ ایسا ہی سوچتی تھی۔

پھر اسفند کو دیکھ کر یہ احساس کمتری کا خیال دل میں کیوں ابھرا تھا؟

کیا وہ خود سے اس قدر ڈیشنگ پرسنالٹی کا مالک بن گیا تھا؟

اس میں اگر باطنی طور پر کوئی وصف تھا تو وہ قابل تعریف تھا ورنہ تو کچھ نہیں، وہ یہ سوچ کر مطمئن سی ہو گئی۔

رخصت ہو کر وہ گھر آئی تو اسفند اسے سب سے پہلے ماہا کے کمرے میں لے گیا۔ ماہا کی آنکھیں سوجی ہوئی تھیں۔ شاید وہ بہت دیر سے رو رہی تھی۔ نازش کا دل دکھ گیا۔ بڑا عظیم دکھ تھا، بہت بڑا نقصان جو اس نے اٹھایا تھا۔ اپنی صحت، اپنا گھر اور اپنے شوہر کی محبت کو کھو اور بانٹ کر یقیناً اسے اسی طرح دکھی ہونا تھا۔

"ماہا......!" اس کی یہ حالت دیکھ کر اسفند بے قرار ہو کر آگے بڑھ آیا۔ اسے سامنے پا کر وہ اور زور زور سے رونے لگی۔

"ماہا...... پلیز، اس طرح مت روؤ، دیکھو، مجھے بہت تکلیف ہو رہی ہے۔ پلیز، میں نے وہی کیا جو تم نے کہا...... تمہاری ہی ضد تھی یہ ورنہ میں ایسا کبھی نہیں کرتا۔ اب یوں رو کر مجھے پریشان مت کرو۔ تمہیں معلوم ہے، میں تمہاری آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتا۔" وہ اس سے نازش کی موجودگی کو مکمل طور پر نظر انداز کر چکا تھا۔

نازش نے ماہا کو سنبھالنے اور تسلی دینے کے لیے آگے بڑھنا چاہا تو اسفند نے اسے ہاتھ اٹھا کر روک دیا "پلیز، آپ اپنے کمرے میں جائیں اور آرام کریں۔ سیدھے ہاتھ پر تیسرا کمرا آپ کا ہے۔ نہ پتا چلے تو کسی ملازم سے پوچھ لیں۔"

وہ چند لمحوں کے لیے سکتے میں رہ گئی اور اگلے ہی لمحے تیزی سے پلٹ کر باہر نکل آئی۔

اس کی آنکھوں سے آنسو اُبلے چلے آرہے تھے۔

ابھی تو ابتدا تھی۔ اس گھر میں اس کی پہلی رات، اور کتنا خوبصورت سواگت ہوا تھا اس

کا۔ پہلے دن کی دلہن کو اس کے کمرے تک پہنچانے والا بھی کوئی نہ تھا۔ وہ بہت سی باتوں کے لیے ذہنی طور پر تیار ہو کر آئی تھی لیکن پہلے دن ایسا استقبال اس کے تصور میں بھی نہ تھا۔

کمرے سے باہر نکل کر اس نے اِدھر اُدھر دیکھا ''سیدھے ہاتھ پر تیسرا کمرا'' اس نے دل میں دہرایا۔ ابھی وہ اندر داخل ہونا چاہتی تھی کہ پیچھے سے سسٹر پروین کا چہرہ ابھرا۔

''آیئے میڈم! میں آپ کو کمرے میں لے چلتی ہوں۔''

نازش نے کئی بار اسے یہاں دیکھا تھا۔ وہ اچھی اور مخلص عورت تھی۔ اس سے ایک دو بار گفتگو کے بعد ہی نازش کو اندازہ ہو گیا تھا۔

''شکریہ، میں چلی جاؤں گی'' اس نے تمام آنسو اندر اتار کر نرمی سے جواب دیا۔

''کوئی بات نہیں، میں ابھی فارغ ہوں'' وہ اس کا بازو تھام کر اسے اس کے کمرے میں لے آئی۔

''بچے کہاں ہیں؟'' اس نے طویل و عریض سجے سجائے کمرے کے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''وہ سو چکے ہیں، جلدی سونے کے عادی ہیں۔ آپ کچھ لیں گی، آپ نے کھانا کھایا تھا؟''

سسٹر پروین میزبانی کے حقوق نبھانے کی کوشش کر رہی تھی، اسے معلوم تھا یہاں اور کوئی نہیں ہے جو اس سے ایسے سوالات کر سکے۔ اسفند کی رشتے کی وہ خالہ جو ماہا کے گھر اس کا رشتہ لے کر گئی تھیں، ان کا کئی سال پہلے انتقال ہو گیا تھا۔ ان کے بچوں کو اسفند خود زیادہ لفٹ نہیں کراتا تھا۔ سارے رشتے دار دور کے تھے اور زیادہ تر اس کی دولت بٹورنے کے چکر میں رہتے تھے۔ اس لیے اسفند نے ان سے تعلق کم ہی رکھا تھا۔ کچھ دوست اور ان کی بیویاں اس وقت کام آ سکتی تھیں لیکن اس موقع پر انہیں گھر لانا خود اسفند نے مناسب نہیں سمجھا تھا۔ اسے ماہا کے موڈ اور مزاج سے ہر قسم کی توقع تھی اور وہ شرمندہ ہونا نہیں چاہتا تھا۔ اس لیے اس کے سارے دوست وہیں ہوٹل سے ہی رخصت ہو گئے تھے۔ اور وہ دونوں ڈرائیور کے ساتھ تنہا ہی آئے تھے۔ یقیناً یہ بڑی انوکھی رخصتی تھی جہاں دلہن کا استقبال کرنے کے لیے کوئی موجود نہ تھا۔ نہ ہی برات کا کوئی تصور تھا۔

''مجھے بھوک نہیں ہے، میں بالکل ٹھیک ہوں۔ آپ بھی آرام کریں، میری وجہ سے آپ بھی......''

''کوئی بات نہیں میڈم، میں ذرا دیر سے ہی سوتی ہوں پھر یہاں یہ آپ کا پہلا دن

ہے۔آپ یقیناً تنہائی محسوس کریں گی۔کہیں تو میں کسی ملازمہ کو بھیج دوں۔وہ آپ کی مدد کردے گی۔ویسے تو یہاں ضرورت کی ہر چیز موجود ہے۔ڈریسنگ روم میں آپ کے سب لباس ٹنگے ہیں اور اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو یہ بیل بجا دیجئے گا، ملازمہ آجائے گی۔''

''آپ میرے لیے پریشان نہ ہوں سسٹر! میں بالکل آرام سے ہوں'' نازش کو معلوم تھا کہ اس کا خیال رکھنا اس کی ڈیوٹی نہیں ہے، وہ صرف ماہا کے کاموں کے لیے رکھی گئی تھی۔ماہا کے فالتو اور دوسرے کام اور دوسری ملازمہ کرتی تھی۔وہ صرف رواداری نبھا رہی تھی۔

''ٹھیک ہے پھر میں چلتی ہوں۔اس گھر میں پہلا دن آپ کو مبارک ہو'' وہ مسکرائی اور وہاں سے چلی گئی۔

نازش نے صوفے کے بیک سے کمر ٹکائی اور کمرے پر طائرانہ نظریں ڈالنے لگی۔

قیمتی بیڈروم سیٹ سے سجا طویل وعریض کمرا، بیش قیمت قالین، پردے اور سجاوٹ کی چیزیں یقیناً اس کے تصور سے بھی باہر تھیں۔ماہا کا بیڈروم بھی اسی طرح سجا ہوا تھا اور اس نے سوچا بھی نہ تھا کہ کبھی وہ بھی ایسے ہی سجے ہوئے کمرے میں رہے گی۔اسفند نے جہیز میں کچھ بھی لینے سے صاف انکار کر دیا تھا۔

اور شاید ٹھیک ہی تھا۔ایسے خوبصورت گھر کے مطابق اس کے ماں باپ اسے جہیز کہاں دے پاتے لیکن اتنے خوب صورت گھر کے اس شاندار کمرے میں جو تنہائی اس کے نصیب میں لکھ دی گئی تھی، وہ یقیناً اس کی سوچ سے بھی بڑھ کر تھی۔

پوری رات اسفند اس کے کمرے میں نہیں آیا۔وہ بھی اس کے انتظار کو فضول ہی سمجھ رہی تھی اس لیے ہر تکلیف دہ احساس کو ذہن سے جھٹک کر کاٹن کا ایک سوٹ نکال کر پہن کر اطمینان سے سوگئی صبح جانے کب تک وہ سوئی رہتی۔جب ملازمہ اسے جگانے آئی اس وقت دن کے گیارہ بج رہے تھے۔

''اوہ!'' اسے اپنے اتنی دیر تک سوئے رہنے پر حیرت اور شرمندگی سی ہوئی۔

''آپ کیا پہنیں گی، مجھے نکال دیں تو میں پریس کر دوں اور آپ ناشتے میں کیا لیتی ہیں؟'' رٹا رٹایا انداز تھا۔

''میں خود نکال لوں گی، تم جاؤ۔ناشتا میں بہت سادہ کرتی ہوں، صرف ایک کپ چائے اور ایک سادہ توس۔میں آدھے گھنٹے میں آرہی ہوں'' وہ نرمی سے اسے کہہ کر ڈریسنگ روم میں گھس گئی۔

ملازمہ آنکھوں میں حیرت اور الجھن لیے پلٹ گئی تھی۔

نازش نے اپنے سوٹ کیس میں سے ایک جارجٹ کا پرنٹڈ سوٹ نکالا۔نہا کر ہونٹوں پر ہلکی سی لپ اسٹک لگائی اور بالوں کو برش کر کے کھلا چھوڑا۔دوپٹا سر پر لیا اور کمرے سے باہر آ گئی۔

ملازمہ نے اسے لاؤنج کی جانب جانے کا اشارہ کیا

''صاحب لاؤنج میں ہیں،آپ کو وہیں بلا رہے ہیں۔''

''اچھا!'' وہ تو سمجھ رہی تھی کہ وہ یا تو ماہا کے پاس ہوگا یا پھر آفس جا چکا ہوگا۔

وہیں لاؤنج میں بیٹھا اخبار دیکھ رہا تھا۔ٹرالی اس کے آگے رکھی تھی۔شاید وہ اسی کا انتظار کر رہا تھا۔اسے دیکھ کر چونکا،ایک سرسری سی نظر اس پر ڈالی پھر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

''آیئے،ناشتا کر لیں'' عام سے لہجے میں اس نے یوں کہا جیسے یہ روز کا معمول ہو۔

''وہیں ماہا کے کمرے میں چلیں،اس نے ناشتا کر لیا؟'' نازش نے بیٹھنے کے بجائے کہا تو اسفند نے پہلی بار غور سے اس کو دیکھا۔

''آپ طنز کر رہی ہیں؟''

''طنز کیوں......'' وہ حیران رہ گئی ''میں نے سوچا کہ......''

''پلیز'' آپ کچھ نہ سوچیں،وہ تنہا ناشتا وغیرہ کرتی ہے۔سسٹر اسے کرا دیتی ہیں۔دوسروں کے سامنے وہ ایزی فیل نہیں کرتی'' اس نے خشک لہجے میں کہا اور اپنے کپ میں چائے نکالنے لگا۔

''اوہ،آئی ایم سوری۔دراصل میں پہلے کبھی اس کے کھانے کے اوقات میں نہیں آئی۔اس لیے میرے علم میں نہیں تھا کہ......'' نازش نے جلدی سے صفائی پیش کی۔

''کوئی بات نہیں،آپ ناشتا کریں'' وہ مزید کچھ سننے کے موڈ میں شاید نہیں تھا۔

وہ چپ چاپ اپنے کپ میں چائے نکالنے لگی۔

چائے کے ساتھ اس نے کچھ نہیں لیا،نہ ہی اسفند نے کوئی اصرار کیا۔اس کا مطلب یہ تھا کہ یہاں تمہارے نخرے اٹھانے والا کوئی نہیں ہے۔کھانا ہے کھاؤ ورنہ عیش کرو۔

''آپ اپنا یہ لباس تبدیل کر لیں،آپ کے گھر والے آپ کو لینے آتے ہی ہوں گے۔شام میں اگر مجھے فرصت نہ مل سکی تو میں ڈرائیور کو بھیج دوں گا۔'' گویا اسے پہلے ہی باور کرا دیا تھا کہ اس کے لینے آنے کی زیادہ امید نہ رکھی جائے۔

''جی اچھا!'' وہ سنجیدگی سے کہہ کر وہاں سے چلی آئی۔

گھر والوں کی نظر میں اس کی اتنی سادگی یقیناً اچنبھے کا باعث ہو سکتی تھی اس لیے اس نے رسٹ کلر کے ایک ایسے سوٹ کا انتخاب کیا جو بہت بھڑکیلا بھی نہیں تھا تو بے حد سادہ بھی نہیں۔ سونے کی چوڑیوں کے ساتھ اس نے جھمکوں کا انتخاب کیا۔ گلے میں دو چینیں ڈال لیں تو کچھ دلہن کی چھب نظر آنے لگی۔ میک اپ بھی پہلے کی نسبتاً گہرا کر لیا پھر مطمئن ہو کر باہر نکل آئی۔

''پتا نہیں مجھے اس حالت میں ماہا کے پاس جانا بھی چاہیے یا نہیں'' وہ فیصلہ نہیں کر پا رہی تھی۔۔

اس لمحے سامنے سے اسفند نکل آیا، لمحہ بھر کو ٹھٹکا پھر سنجیدگی سے بولا'' کچھ دن آپ ماہا کے پاس مت جایئے گا۔''

''کیوں؟'' وہ پوچھنا چاہتی تھی لیکن کچھ سوچ کر خاموش رہی۔

''جی اچھا!'' وہ ابھی تک کھڑی تھی۔ سوچ رہی تھی کہ واپس پلٹ جائے۔

''بیٹھ جایئے، کھڑی کیوں ہیں؟'' اسفند کی آواز کانوں میں اتری تو وہ چونکی پھر وہیں ایک کونے میں ٹک گئی۔

''میں جانتا ہوں نازش، بہت کچھ آپ کی توقع کے خلاف ہوا ہے اور ہوگا لیکن یہ سب میں نے آپ پر پہلے ہی واضح کر دیا تھا۔ یقیناً آپ میری مجبوریوں کو سمجھیں گی۔''

''میں سب کچھ سمجھتی ہوں، آپ بار بار وضاحتیں نہ کریں'' وہ آہستگی سے بولی۔

''میں نے بچوں کو بلایا ہے، عمر تو خیر معصوم ہے لیکن ایمن اور علی سمجھ دار بچے ہیں۔ انہیں اس کے لیے راضی کرنا میرے لیے مشکل کام تھا۔ وہ کچھ خفا سے بھی ہیں لیکن مجھے امید ہے کہ آپ انہیں اپنے سلوک سے راضی کر لیں گی'' وہ بتا رہا تھا کہ بچے آیا کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئے۔ یہ بچے اس کے لیے اجنبی نہیں تھے لیکن پہلے بھی وہ اس سے زیادہ فری نہیں تھے۔ لیے دیئے رہنے والے مزاج کے بچے تھے۔

''آؤ بچو! نازش آنٹی کو تو تم دونوں جانتے ہی ہو۔''

''آنٹی……'' نازش کو عجیب سا محسوس ہوا ''ہاں آنٹی ہی ہو سکتی ہوں میں،، خدا ان کی ماں کو سلامت رکھے'' اس نے دل ہی دل میں سوچا۔

وہ دونوں خاموش تھے۔

''نازش آنٹی آپ دونوں کا خیال رکھیں گی، خاص کر عمر کا۔ آپ لوگوں کو کوئی مسئلہ ہو تو آیا اماں کے علاوہ نازش آنٹی کو بھی بتا سکتے ہیں'' اسفند نے دونوں کو سمجھایا۔

ان دونوں نے ہاں میں سر کو ہلانا بھی ضروری نہیں سمجھا۔دونوں کے چہروں پر سخت بے زاری تھی جیسے وہ یہاں آنے پر مجبور ہوئے ہوں۔

وہ ان سے کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن اس سے پہلے ہی ایمن نے بے زاری سے کہا''پاپا، مجھے کچھ کام ہے اسکول کا، میں کرلوں؟''

''ہاں بیٹا،ضرور''اسفند اس کے انداز پر اسے مزید کچھ نہ کہہ سکا۔

''پاپا، میں بھی''علی بھی وہاں رکنا نہیں چاہتا تھا۔

''او کے بیٹا، رات میں کھانے پر ملاقات ہوگی۔آپ کی آنٹی اپنی امی کے گھر جارہی ہیں، شام تک آجائیں گی۔میں بھی آفس جارہا ہوں، کچھ کام ہے۔''

دونوں بچوں کو بھلا اس سے کیا غرض ہوسکتی تھی کہ ان کی نازش آنٹی یہاں رہیں یا کہیں جائیں۔اس لیے باپ کی اجازت ملتے ہی دونوں وہاں سے چلے گئے۔

''سوری نازش، یہ دونوں اس بات کے لیے تیار نہیں تھے۔اس لیے ان کا رویہ تھوڑا ٹھیک نہیں تھا لیکن ٹھیک ہوجائے گا سب کچھ......''ان کے جانے کے بعد اسفند نے کہا۔

''ہاں، ہوسکتا ہے''نازش نے دل میں سوچا''لیکن یہ سمجھ نہیں آتا کہ جب بچے راضی نہیں تھے، ماہا کو بھی دکھ ہے اس بات کا۔خود آپ نے بھی مجھے دل سے قبول نہیں کیا پھر میرے یہاں ہونے کا کیا جواز ہے؟ مجھے اس کے لیے تیار کیا گیا اور کسی کو کیوں کہوں، میں خود کیوں راضی ہوئی اس کے لیے؟''

وہ سوچتی رہی۔

''میں چلتا ہوں اب!''اسے یوں خاموشی سے سوچتے پاکر اسفند نے اٹھ جانا ہی مناسب سمجھا۔

نازش کی آنکھوں میں نمی اتر آئی۔وہ خود کو تو سمجھا سکتی تھی لیکن اپنے گھر والوں کو کیا سمجھائے گی۔کیا بتائے گی ان کو کہ وہ شادی کے دوسرے روز بھی آفس جانے سے نہ رک سکا۔اس کے پاس اپنی نئی نویلی دلہن کے لیے شادی کے دوسرے روز بھی وقت نہ تھا۔اس کے گھر والوں کی کوئی اہمیت نہیں تھی اس کے سامنے، یہاں اور کون ہے جو ان کی مہمان داری کرے گا۔

شادی تو میری ہوئی ہے، اسفند نے تو صرف مجبوری کے تحت ایک سمجھوتا کیا ہے۔یہ شادی اس کے لیے ایک ضرورت سے زیادہ نہیں تھی۔شادی تو اس نے ماہا کے ساتھ کی تھی۔اس کے ناز بھی اٹھائے ہوں گے۔میں تو سب جانتی تھی پھر یہ سب توقعات کیوں اور گھر والوں سے

کیا چھپا ہے۔ وہ بھی سب جانتے ہیں۔ ہوسکتا ہے کوئی لینے بھی نہ آئے مجھے خود ہی جانا پڑے۔

اسفند جانے کیوں جاتے جاتے رک گیا تھا۔ نازش کے چہرے پر پھیلی ہوئی سوچیں وہ بخوبی پڑھ سکتا تھا۔ اسے جانے کیوں دکھ ہونے لگا۔ وہ کسی کو دکھ دینا نہیں چاہتا تھا لیکن اس سے ایسا ہوگیا تھا۔ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی کسی کو دکھ دینے کا باعث بن گیا۔

"نازش، آپ حمیدہ بوا سے چائے وغیرہ کا کہہ دیں۔ آپ کے گھر والے آتے ہی ہوں گے۔ میں ان کے جانے کے بعد آفس جاؤں گا۔ پلیز، آپ کو زحمت کرنا پڑے گی کیونکہ یہاں کوئی اور میزبان نہیں ہے میرے علاوہ۔" اسفند کے چہرے پر پھیکی مسکراہٹ سجی ہوئی تھی۔

نازش نے ایک نظر اس کے چہرے پر ڈالی پھر خاموشی سے اٹھ کر وہاں سے باہر نکل آئی۔

اس روز اسے احساس ہوا کہ وہ اسفند کو جتنا بے حس سمجھ رہی تھی، اتنا وہ تھا نہیں۔ اس کے گھر والوں کے ساتھ اس کا رویہ خاصا اچھا اور مناسب رہا تھا۔ نازش کی دو کزنز اور رشتے کی ایک بھابی جو اسے لینے آئی تھیں، کافی متاثر نظر آرہی تھیں۔ ایک تو اس کا شاندار گھر پھر وہاں کا رکھ رکھاؤ۔ ان سب سے بڑھ کر اسفند کی شخصیت جو چھا جانے کی صلاحیت رکھتی تھی۔

تینوں کی آنکھوں میں ایک ہی احساس تھا "مزے آگئے نازش تمہارے تو۔ تم نے تو کبھی خواب میں بھی ایسے گھر اور شوہر کے بارے میں نہیں سوچا ہوگا۔"

اور وہ سوچ رہی تھی "بے شک، میرا شوہر اور گھر ایسا نہ ہوتا لیکن جیسا بھی ہوتا میرا ہوتا۔ اپنے گھر کا احساس اور اپنے شوہر کی محبت کا یقین ہر نعمت سے بڑھ کر ہوتا ہے لیکن شاید یہ بات مجھ سے بہتر کوئی نہیں سمجھ سکتا۔"

امی نے تنہائی ملتے ہی پوچھا تھا "تم ٹھیک تو رہیں بیٹا، خوش ہو؟ ماہا اور اس کے بچوں نے کیسا سلوک کیا تمہارے ساتھ...... اسفند کیسا ہے؟ ہمیں معلوم ہے بیٹا کہ ہم نے تمہیں ایک اور امتحان میں ڈال دیا ہے لیکن کوئی اور راستہ بھی تو نہ تھا۔ پہلے ہی بہت وقت برباد ہوگیا تھا۔ کچھ اور وقت سرک جاتا تو پھر بالکل کچھ نہ رہتا ہمارے پاس۔ ہوسکتا ہے، آج نہ سہی تو کل وقت تمہاری مٹھی میں ہو بس تھوڑا صبر چاہیے بیٹا......"

وہ سر جھکائے ان کی باتیں سن رہی تھی اور سوچ رہی تھی "اسی وصف نے تو ہمیشہ امتحانات لیے ہیں میرے۔"

"کیا بات ہے نازش، کیا تم خوش نہیں بیٹا؟" امی اس کی خاموشی پر تھوڑی تشویش میں مبتلا ہوگئی تھیں۔ "نہیں امی!" وہ ایک دم ہوش میں آئی "میں تو کچھ اور سوچ رہی تھی۔ آپ کے اور ابو

کے تمہارہ جانے کے بارے میں......ابھی تو یہ سب ہیں پھر کتنے تنہا ہو جائیں گے آپ دونوں۔''

''ارے بیٹا، دونوں ہیں پھر کیسی تنہائی اور بیٹیاں تو اپنے گھر میں ہی اچھی لگتی ہیں۔تم یہاں تھیں تو دل کو وہ اطمینان نہ تھا جواب تمہارے اپنے گھر کی ہو جانے پر ہے۔اچھا یہ بتاؤ، کچھ کھاؤ گی؟ مجھے معلوم ہے تم نے ڈھنگ سے ناشتا بھی نہیں کیا ہوگا'' انہوں نے مسکرا کر نظروں سے اس کی بلائیں لیں۔

''جو بھی کھلا دیں امی لیکن اپنے ہاتھ کا'' وہ بھی سب بھول کر ان کے کندھے سے لگ گئی۔

''ہاں بھئی، ہم تو سوتیلے ہیں'' اسی وقت اس کی کزن روحانہ اندر آگئی۔

پھر وہ اس سے باتوں میں لگ کر جیسے سب بھول گئی تھی۔

شام میں وہ ڈرائیور کی منتظر تھی جب اسے اسفند کی آمد کی اطلاع ملی، جانے کیوں ایک عجیب سے احساس نے اسے گھیر لیا۔

پتا نہیں یہ رحم تھا، مجبوری تھی یا وقت کی ضرورت، جو وہ اسے لینے خود آگیا تھا۔ابو کے بلوانے پر وہ ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی تو وہ سامنے ہی بیٹھا تھا۔

اس نے سلام کیا تو اس پر ایک اچٹتی ہوئی نظر ڈال کر وہ پھر سے ابو سے باتیں کرنے لگا۔نازش کی کزنز اسے چیزیں پیش کر رہی تھیں اور وہ ان کے ساتھ بھی ہلکی پھلکی سی گفتگو کر رہا تھا۔

نازش نے بمشکل چائے ختم کی ہوگی کہ وہ اس کی جانب متوجہ ہو گیا ''چلیں؟''

''جی چلئے'' وہ ایک دم اٹھ کھڑی ہوئی۔

''کھانا کھا کر جاتے بیٹا تو اچھا ہوتا'' امی نے کوئی تیسری چوتھی بار اصرار کیا۔

''انشاء اللہ پھر امی!'' اس کا لہجہ قطعی تھا۔

''کوئی بات نہیں بیٹا، اگلی بار سہی، تمہارا اپنا گھر ہے۔'' ابو نے آنکھوں ہی آنکھوں میں امی کو مزید اصرار کرنے سے روکا۔

''جی ضرور!'' اس کا انداز بہت مؤدبانہ تھا۔

امی اور ابو کے لیے یہ بات بہت اطمینان کا باعث تھی کہ اس قدر دولت مند ہونے کے باوجود اس کے انداز میں غرور نام کی کوئی بات نہ تھی۔

راستے میں وہ بالکل خاموش رہی۔وہ بھی شاید لفظوں کو جمع کر رہا تھا۔

''آپ بہت خاموش ہیں، ٹھیک تو رہیں نا آپ سارا دن؟'' آدھے راستے کے بعد اسفند نے اس خاموشی کو توڑا۔

''جی ہاں......'' وہ سر جھکائے اپنے ناخنوں کو دیکھتی رہی۔

''میں نے سوچا، آپ پہلی مرتبہ اپنے گھر گئی ہیں، اصولاً تو مجھے یا میرے گھر سے کسی کو جانا چاہیے آپ کو لینے۔ کوئی اور ہے نہیں، مجبوری ہے، اس لیے مجھے خود آنا پڑا۔''

''سوری: آپ کو زحمت ہوئی لیکن ضروری نہیں تھا کہ آپ دوسروں کے لیے خود کو مجبور کرتے۔ مجھے یا میرے گھر والوں کو کوئی اعتراض نہ ہوتا'' وہ انتہائی عام لہجے میں بولی تو وہ آہستگی سے مسکرایا۔

''آپ مجھ سے بہت نالاں لگتی ہیں، یقیناً میں آپ کی توقعات پر پورا نہیں اترا۔''

''نہیں، ایسی کوئی بات نہیں۔ میں ویسے بھی لوگوں سے زیادہ توقعات وابستہ نہیں کرتی'' نازش کا انداز بدستور تھا۔

''اچھی عادت ہے لیکن چونکہ میرا آپ کا رشتہ عام لوگوں کا نہیں بلکہ دوسرا ہے اس لیے آپ کا ایسا سوچنا کچھ غلط بھی نہ ہوگا۔ بہر حال میں کوشش کروں گا کہ میری طرف سے کوتاہی نہ ہو'' اس کا لہجہ معذرت خواہانہ تھا۔ ''پلیز، آپ اس سلسلے میں پریشان نہ ہوں۔ میرے لیے اتنا کافی ہے کہ میرے گھر والوں کے ساتھ آپ کا رویہ اچھا ہے، وہ مطمئن ہیں، اگر ایسا نہ ہوتا تو شاید...... دراصل وہ دونوں میرے لیے بہت پریشان رہتے ہیں۔ مجھے خوش دیکھنا چاہتے ہیں اور میں بھی چاہتی ہوں کہ انہیں ہلکا سا شائبہ تک نہ ہو کہ میری زندگی میں کوئی الجھن ہے۔''

''اور یہاں تو الجھن کیا الجھنیں ہیں بلکہ الجھنوں کے انبار ہیں'' اسفند نے کہا تو وہ کچھ دیر کے لیے خاموش رہی پھر آہستگی سے بولی۔

''نہیں، ایسا کوئی مسئلہ نہیں۔ آپ کے لیے مسائل کی پہلے ہی کمی نہیں ہے۔ اس لیے پلیز، آپ میری ذات کو اپنے لیے ایک اور مسئلہ نہ بنائیں۔''

''ایسی کوئی بات نہیں ہے نازش، میں واقعی یہ قدم اٹھانا نہیں چاہتا تھا لیکن ماما نے مجھے اس کے لیے مجبور کر دیا۔ پتا نہیں کیا سوچ کر لیکن اب اسے احساس ہو رہا ہے کہ شاید اس نے یہ سب کر کے کوئی غلطی کی ہے یا جلد بازی سے کام لیا ہے اس لیے کل رات میں آپ کے پاس نہ آسکا۔ وہ بہت بکھر چکی ہے، اسے سمیٹنا میرا فرض ہے۔ اس لیے نہیں کہ میں اس سے یا زمانے سے ڈرتا ہوں بلکہ اس لیے کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔''

وہ بیچ میں کچھ دیر رکا۔ ایک نظر نازش کے جھکے ہوئے سر پر ڈالی پھر بولا ''ہم نے بہت سا اچھا وقت ساتھ گزارا ہے۔ اس سے پہلے میری زندگی میں کوئی نہیں تھا۔ وہ اولین آرزو بن کر

میری زندگی میں آئی تھی اور میں اس سے سچا اور مخلص رہنا چاہتا تھا لیکن ہم جو کچھ سوچتے ہیں وہ سب ہو نہیں پاتا۔ اب جبکہ آپ میری زندگی میں شامل ہوگئی ہیں تو آپ کے حقوق اور ضروریات سے کوتاہی برتنا میرے لیے گناہ سے کم نہ ہوگا۔ بس مجھے کچھ وقت چاہیے، تھوڑا سا وقت، کیا آپ دے سکیں گی؟''

نازش کے دل میں آنسو قطرہ قطرہ گرنے لگے۔ اس نے ایسا کب سوچا تھا کہ اس کا جیون ساتھی اس سے محبت کرنے کے بجائے صرف فرض نبھانے کی کوشش کرے گا۔

''مجھے افسوس ہے نازش کہ......'' اسے اس درجہ خاموش پا کر اسفند کو بہت دکھ ہو رہا تھا لیکن اگلے ہی لمحے نازش نے خود کو سنبھال لیا تھا۔

''میری زندگی کے تمام دن اور تمام راتیں آپ ماہا کے نام کر سکتے ہیں اسفند، تھوڑے وقت کی کیا بات ہے اور پھر اس میں آپ کا کوئی قصور بھی تو نہیں۔ مجھ پر روزِ اول سے سب عیاں تھا اور میں اتنی کمزور بھی نہیں ہوں جتنا آپ سمجھ رہے ہیں۔ اس وقت ماہا کو آپ کی زیادہ ضرورت ہے۔ خود میں اس کے لیے جو کر سکی، کروں گی۔ وہ مجھے اتنی ہی عزیز ہے جتنی کہ آپ کو اور آپ مجھے اس میں ہمیشہ ثابت قدم پائیں گے۔''

اسفند کا دل تشکر کے احساس سے معمور ہو گیا۔ ہو سکتا ہے، اپنے شوہر کی دوسری شادی کروانا ماہا کی غلطی ہو لیکن اس کا انتخاب غلط نہیں تھا۔

''میں آپ کا ہمیشہ ممنون رہوں گا'' کا لہجہ تشکر سے بھرپور تھا۔

جب وہ دونوں گھر میں داخل ہوئے تو ماہا کے کمرے سے زور زور سے چلانے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ اسفند سب کچھ بھول کر وہیں دوڑا۔ نازش بھی پیچھے پیچھے چلی آئی۔

ماہا زور زور سے چیخ چیخ کر رو رہی تھی، ملازمہ اور سسٹر پروین اسے بہلانے اور چپ کروانے کی کوشش کر رہی تھیں۔

''کیا ہوا ماہا! پلیز، کیا ہوا، مجھے بتاؤ؟'' وہ اس کے نزدیک بیٹھ کر اس کے دونوں ہاتھ تھام کر پوچھنے لگا۔

''کہاں تھے تم صبح سے اب تک......رات ہونے والی ہے۔ ابھی تو ایک دن نہیں گزرا اوہ ہاں، اور تم مجھے بھول گئے۔ کل تمہاری شادی تھی۔ آج تمہاری دلہن کو تمہاری ضرورت ہوگی۔ تم اس کا دل بہلا رہے ہوگے۔ اسی لیے صبح سے میرے پاس نہیں آئے'' وہ ہسٹریائی انداز میں پوچھ رہی تھی۔

"ماہا پلیز ایسا مت کرو، میرے مسائل میں اضافہ مت کرو۔ میں صبح سے آفس میں تھا۔ تم فون کروا لیتیں۔ کام کچھ زیادہ تھا اس لیے فون کرنے کا ٹائم نہیں ملا مجھے۔" وہ جانے کیوں صفائیاں پیش کر رہا تھا۔ نازش، جو دروازے پر کھڑی سب سن رہی تھی، اسے اس پر ترس آنے لگا۔

"جھوٹ مت بولو، تم اکتا چکے ہو مجھ سے۔ ہاں، اب تمہیں میری ضرورت بھی کیا۔ ویسے بھی میں اب تمہارے کس کام کی ہوں۔ نئی دلہن کو چھوڑ کر تم بھلا میرے پاس کیوں آؤ گے؟" اس کا لہجہ انتہائی طنزیہ تھا۔ اسفند سے مزید برداشت نہ ہو سکا۔

"ماہا، تمہیں شاید یاد نہیں، کل رات میں تمہارے پاس تھا۔ یہیں سویا تھا اور پھر مجھے اس کے لیے کس نے مجبور کیا تھا، تم نے۔ میں نے تمہیں کتنا سمجھایا تھا لیکن اس وقت تو تم پر ضد سوار تھی اس لیے اب خدا کے لیے برداشت سے کام لو۔"

"پلیز اسفند!" نازش آگے بڑھی "آپ جائیے یہاں سے، میں ماہا کو سمجھا لوں گی۔"

"تم...... تم کیوں آئی ہو یہاں، میرے کمرے میں؟" ماہا سے نازش کا بنا سنورا وجود گوارا نہ ہو سکا اور وہ، جس شخص کی وجہ سے یوں سجی بنی نظر آ رہی تھی، وہ اس کا اپنا اسفند تھا۔ وہ اسفند، جس نے اسے ایک عام لڑکی سے اس خوبصورت سے گھر کی ملکہ بنا دیا تھا، جو اسے ہر پل احساس دلاتا تھا کہ وہ بڑی خاص الخاص ہستی ہے۔ کسی ملک کی ملکہ بننے کے قابل ہے۔ اس کا حسن، اس کی ذہانت غیر معمولی ہے اور وہ پورے یقین کے ساتھ اس پر ایمان لے آئی تھی۔

اپنی تعریف کسے اچھی نہیں لگتی پھر وہ تو اس کا شوہر تھا۔ جو خود بھی بڑا خاص الخاص تھا۔ ہر لحاظ سے مکمل۔ جس کے پور پور سے اس کے لیے محبت کی خوشبو پھوٹتی تھی۔

وہ بڑی مطمئن تھی، پُر اعتماد تھی کہ اسفند پورے کا پورا صرف اس کا ہے۔

لیکن پھر کیوں آج یہ دوسرا وجود ان کے درمیان حائل ہو گیا تھا۔

خود اسی نے تو ضد کر کے یہ سب کروایا تھا کیونکہ اندیشوں نے اسے پریشان کر رکھا تھا۔ کوئی دوسری لڑکی اسفند کی زندگی میں آ گئی تو...... کیا وہ اسے برداشت کر سکے گی؟

نازش تو اس کی بچپن کی دوست تھی۔ انتہائی مخلص اور صابر تھی پھر اس میں وہ بات بھی کہاں تھی جو اسفند جیسے شخص کو اسیر کر سکے۔

یہی سوچ کر اس نے اسفند کو یہ قدم اٹھانے پر مجبور کیا تھا۔

لیکن آج اسے نازش اس روپ میں زہر لگ رہی تھی۔

وہ معمولی سی لڑکی جسے اس نے زندگی کے کسی دور میں قابل اعتبار نہیں جانا تھا، وہ اس

کے بچپن کی دوست ضرور تھی لیکن وہ اس کے مقابلے میں ہمیشہ احساس برتری میں مبتلا رہی۔ آج وہی عام سی لڑکی اس کے مقابلے پر آ کھڑی ہوئی تھی۔

''ماہا، میں نازش ہوں...... تمہاری دوست'' نازش نے پیار سے اس کا ہاتھ تھامنا چاہا جسے اس نے زور سے جھٹک دیا۔

''نہیں ہو تم میری دوست، تم اسفند کو مجھ سے چھیننے آئی ہو لیکن یہ تمہاری خام خیالی ہے۔ تم کبھی بھی اسفند کو مجھ سے چھین نہیں سکو گی۔ اسفند صرف میرے ہیں۔''

نازش کے چہرے پر ایک سایہ سا آ کر گزر گیا۔ اسے شاید ماہا کے منہ سے ان لفظوں کی امید نہیں تھی۔ خود ماہا ہی نے تو اسے اس بات کے لیے مجبور کیا تھا۔

''ایسی کوئی بات نہیں ہے ماہا، اسفند صرف تمہارے ہیں۔ میں ایسا کچھ سوچ کر یہاں نہیں آئی، میں تو......''

''جھوٹ بولتی ہو تم...... تم اسفند کی شخصیت اور امارت سے مرعوب تھیں اس لیے فوراً مان گئیں ورنہ تم انکار بھی کر سکتی تھیں لیکن تم تو جیسے تیار بیٹھی تھیں۔ تمہاری اوقات کیا تھی، طلاق یافتہ، عمر رسیدہ، عام سی شکل وصورت...... تم خود سوچو، کیا تم اسفند کے قابل ہو۔''

ماہا کی زبان پر جیسے کانٹے اگ آئے تھے۔ اس سمے وہ یہ بھول گئی تھی کہ اسے اس شادی پر خود اس نے ہی مجبور کیا تھا لیکن رقابت کی آگ شاید ایسی ہی ہوتی ہے۔ جھلسا دینے والی اور ماہا تو ہمیشہ سے ہی ایسی تھی۔ اپنے آگے کسی کو نہ گردانے والی۔ ماں باپ کی اکلوتی بیٹی۔ بھائیوں کی اکلوتی لاڈلی بہن اور اسفند کے آگے پیچھے بھی تو کوئی نہ تھا۔ پورے گھر کی راجدھانی اسی کے ہاتھ میں تھی۔ اسفند بھی تو اٹھتے بیٹھتے صرف اسی کے گن گاتا تھا۔

نازش کا جی چاہ رہا تھا، وہ یہاں سے بھاگ جائے۔ اس قدر تحقیر، بے شک اسے اپنی ذات پر کوئی مان نہ تھا لیکن کسی نے اس کی کبھی یوں تذلیل نہیں کی تھی۔ بے شک وہ ماہا جیسی حسین نہ تھی لیکن ایسی بھی نہ تھی کہ کوئی اسے یوں کہے۔ وہ بھی اس شخص کے سامنے، جو اس کی زندگی کا ساتھی بنا دیا گیا تھا۔

وہ تو پہلے ہی احساس کمتری میں ڈوبی ہوئی تھی۔ اسفند کے سامنے اس کی شخصیت کیسے دب سی جاتی تھی لیکن ماہا کے اس طرح برملا طور پر کہنے سے جیسے وہ زمین میں گڑ کر رہ گئی تھی۔

پہلی بار اسفند کو ماہا پر بے حد غصہ آیا۔ پہلی بار اسے ماہا کے بدصورت رویے کا شدت سے احساس ہوا۔ اس بے حد حسین چہرے کے پیچھے کتنا بدصورت دل تھا۔

وہ اس سے اتنی محبت کرتا تھا کہ ہمیشہ اس کے غلط رویوں کو اس کا بچپنا اور ناسمجھی کہہ کر ٹال جاتا تھا۔

دوسرے اس کا خیال تھا کہ ''خدا جب حسن دیتا ہے، نزاکت آ ہی جاتی ہے۔''

لیکن ان سب میں نازش کا کیا قصور تھا۔ وہ تو اپنی مجبوریوں اور خلوص کے ہاتھوں مجبور ہو کر یہاں تک پہنچی تھی پھر بھی اس کا ضبط قابل دید تھا۔

''ماہا! پلیز، خاموش رہو۔ بہت فضول بول لیا تم نے اور بہت برداشت کر لیا میں نے۔''

ماہا کی آنکھیں حیرت سے پھٹ سی گئیں۔ وہ شخص، جو اس کی ہر بات پر آمنا صدقنا کیا کرتا تھا، آج اسے سرزنش کر رہا تھا۔ وہ بھی ایک معمولی سی لڑکی کے لیے، اس پر تو جیسے دورہ سا پڑ گیا۔ اس نے چیخ چیخ کر پورے کمرے کو سر پر اٹھا لیا۔ وہ چیخ رہی تھی، رو رہی تھی اور اپنے بال نوچ رہی تھی۔

اس کا پورا وجود بے بسی کی تفسیر بنا ہوا تھا۔ کس قدر مجبور ہوئی تھی وہ۔ قدرت نے آج اسے کس حال تک پہنچا دیا تھا ورنہ نازش، کیا آج یہاں ہوتی، اس روپ اور حیثیت میں۔

اسفند اور نازش سب کچھ بھول کر اس کی جانب دوڑے تھے اور اسے سنبھالنے میں لگ گئے تھے۔

اور پھر اسفند جو نازش کے پاس جانا چاہتا تھا، ماہا کی حالت کے پیش نظر پھر سے مجبور ہو گیا تھا۔ اس رات اس کی حالت بہت خراب ہو گئی، اس کا بلڈ پریشر خطرناک حد تک بڑھ گیا تھا۔ اسفند نے دو دو ڈاکٹر اس کے سرہانے لا کھڑے کیے، جو پل پل اسے چیک کر رہے تھے۔ اسے مسکن دواؤں کے تحت سلا دیا گیا تھا۔ سسٹر پروین اور اسفند پوری رات اس کے پاس رہے تھے۔

نازش چاہنے کے باوجود اس کے پاس نہیں جا سکی تھی کیونکہ اسفند نے اسے روک دیا تھا اور وہ پوری رات ماہا کے لیے دعا گو رہی تھی۔ روتی رہی اور سوچتی رہی کہ ابھی تو ابتدا ہے، پوری زندگی کیسے گزرے گی بھی یا نہیں یا اسے واپس لوٹنا ہوگا۔ ہو سکتا تھا کہ ماہا اسفند کو اسے چھوڑنے پر مجبور کر دے۔ اس نے اپنی ضد سے اسفند کو مجبور کیا تھا اور وہی اپنی ضد سے اسے پھر سے مجبور کر دے گی۔

یہاں آ کر اس کی سوچیں جواب دے جاتی تھیں۔ کیا اس کے ماں باپ اس عمر میں پھر سے وہی صدمہ برداشت کریں گے۔ کیا اسے پھر سے لوگوں کی سوالیہ نظروں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ دنیا اس کا جینا حرام کر دے گی، کتنا ہنسے گی اس پر۔ وہ تو بڑے خلوص کے ساتھ اس گھر

میں آئی تھی یہاں کے مسائل کو اپنے وجود سے ختم کرنے کا عزم لے کر لیکن پھر کیوں اس کے ہاتھ باندھ دیے گئے تھے۔

دوسری صبح جب اسفند سونے کے لیے اپنے کمرے میں جا رہا تھا تو اسی وقت وہ اپنے کمرے سے باہر نکل رہی تھی۔

اسفند ایک لمحے کو ٹھٹکا۔ نازش کا چہرہ کیسا ستا ہوا تھا۔ آنکھیں رات بھر کے رت جگے سے بھاری ہو رہی تھیں۔ اس کی شادی کو دو دن ہوئے تھے اور وہ انتہائی اجڑی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ دھلا ہوا چہرہ، سادہ لباس، کان، گلے اور ہاتھوں میں کوئی بھی زیور ندارد۔

کیا شادی کے دوسرے روز ماہا کا ایسا روپ تھا؟

اس کا تو پورا وجود کھلا ہوا رہتا تھا۔ وہ ہر وقت بجی سنوری رہتی تھی۔

شرمندگی کے احساس نے اسفند کے پورے وجود کو گھیرے میں لے لیا۔ کچھ بھی سہی، وہ اس کی بیوی تھی۔ بے شک اس نے ماہا کو اپنی مرضی سے اور اسے مجبوری کے تحت اپنایا تھا لیکن اب وہ اس سے منسلک ہو چکی تھی، اس کی ذمے داری تھی۔ اس کے کچھ حقوق تھے اس پر لیکن وہ ایک بھی ادا نہیں کر پا رہا تھا۔

"نازش، آپ نے ناشتا کیا ہے؟" اس نے نرمی سے پوچھا۔

"جی، میں وہی کرنے جا رہی تھی۔ آپ کریں گے؟"

اس کی پلکیں جھکی ہوئی تھیں۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کی آنکھوں کی سرخی اسفند کی نظروں میں آئے۔

"میں سونا چاہتا ہوں لیکن......" وہ کچھ سوچ کر رکا۔

"آپ ناشتا لگوائیں، میں اس کے بعد سو جاؤں گا۔"

"جی اچھا! وہ فوراً وہاں سے چلی گئی۔

اسفند نے ایک ٹھنڈی سانس بھری۔ نازش کے قدموں میں شکستگی تھی۔ ماہا کے رویے نے اس کی شخصیت کا اعتماد ختم کر دیا تھا ورنہ شادی سے پہلے جب بھی وہ یہاں آتی تھی، خاصی پُراعتماد نظر آتی تھی لیکن زندگی نے اب تک اسے جو کچھ دیا تھا وہ اس سے یہ اعتماد چھیننے کے لیے کافی تھا۔

ناشتے کی میز پر وہ انتہائی سنجیدگی سے سر جھکائے یوں چائے پینے میں مصروف تھی جیسے چائے پینا دنیا کا سب سے ضروری کام ہو۔

''لگتا ہے، آپ بھی پوری رات نہیں سوئیں؟''

اسفند نے ایک گہری سی نظر اس پر ڈالی۔

''نہیں، میں سو گئی تھی۔ اب ماہا کیسی ہے؟''

''ٹھیک ہے اب تو، سو رہی ہے۔ ڈاکٹرز کہتے ہیں وہ ذہنی طور پر بہت منتشر ہو چکی ہے۔ اس کا بلڈ پریشر بہت بڑھ گیا تھا جو اس کے لیے بہت خطرناک ہے۔ اسے نارمل رکھنا بہت ضروری ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا، اس مسئلے کا کیا حل ہو؟ بہرحال خدا بہتر کرے گا۔ ماہا کی کل کی باتوں کا مجھے بہت افسوس ہے۔ میں اس کے لیے آپ سے معذرت خواہ ہوں لیکن اس کی ذہنی حالت کے پیش نظر مجھے امید ہے کہ آپ وہ سب نظر انداز کر دیں گی......''

''میں سمجھتی ہوں، آپ پلیز، پریشان نہ ہوں اور نہ مجھ سے معذرت کیا کریں۔ میں یہاں اس لیے نہیں آئی کہ آپ کے مسائل میں اضافہ کروں یا آپ بار بار مجھ سے معذرت کریں۔ مجھے معلوم ہے وقت نے ماہا کو زبردست ضرب لگائی ہے۔ جس نے اس کی ذات میں دراڑیں ڈال دی ہیں۔ اس لیے وہ یہ سب سہہ نہیں پا رہی۔ اس وقت ہماری پہلی ترجیح اسے ذہنی طور پر اس کے لیے تیار کرنا ہے کہ اسے اس حادثے کو قبول کرنا ہوگا۔ اسے بہادر بننے کی کوشش کرنی ہوگی جو اس کے لیے بہت ضروری ہے۔ میں اس کی دوست پہلے تھی، آپ کی بیوی بعد میں بنی ہوں۔ میں خود اسے زندگی کی طرف لانا چاہتی ہوں اگر آپ اجازت دیں تو میں بھی کوشش کر دیکھوں؟'' نازش سنجیدگی سے کہہ رہی تھی۔

''ضرور، مجھے آپ کے خلوص میں ذرا شبہ نہیں لیکن جواباً آپ کو جو کچھ ملے گا وہ آپ سہہ پائیں گی؟ میرا مطلب ہے ماہا کا رویہ......'' اسفند کہتے کہتے رک گیا۔

''مجھ میں برداشت کی بڑی قوت ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سلسلے میں تہی داماں نہیں رکھا۔'' ایک پھیکی سی مسکراہٹ اس کے لبوں پر پھیل گئی۔

''ہاں......ایک بات اور......پلیز، آپ اس طرح سادہ نہ رہا کریں۔ کوئی آ جائے تو کیا سوچے گا؟'' اسفند کی بات پر دکھ کی ایک تیز لہر اس کے پورے وجود میں اٹھی۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ زمانے کے ڈر سے اسے بنے سنورے دیکھنا چاہتا تھا۔ خود اس کے دل میں ایسی کوئی خواہش نہ تھی۔

''جی، میں کوشش کروں گی'' اس کی جھکی پلکوں کے سبب آنکھوں میں اترتی نمی اسفند کی نظروں میں نہ آ سکی لیکن اس کے ہاتھوں کی ہلکی سی لرزش اس سے چھپی نہیں رہ سکی تھی۔

"خوش رہا کریں نازش، نہیں تو میں خود کو کبھی معاف نہیں کر سکوں گا۔ میری ذات کبھی کسی کے لیے دکھ کا باعث بن جائے گی، میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا۔"

اسفند کے لہجے میں جانے کیا تھا، وہ بُری طرح چونک کر اسے دیکھتی رہ گئی۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے، میں خوش ہوں۔"

"ہاں، میں جانتا ہوں آپ کتنی خوش ہیں۔ یہ شادی آپ کے لیے آزار بن گئی ہے۔" وہ بہت پشیمان نظر آ رہا تھا۔

نازش سوچنے پر مجبور ہوگئی کہ فی زمانہ دنیا میں اتنے حساس لوگ بھی موجود ہیں۔ وہ شخص اتنا با اختیار تھا کہ ماہا ہو یا نازش کوئی بھی اس کے قدموں کی زنجیر نہیں تھی لیکن وہ دونوں کو خوش رکھنے کی کوشش میں ہلکان ہوا جا رہا تھا۔ ماہا سے تو چلو اسے محبت تھی، وہ اس کے بچوں کی ماں تھی، اس سے رفاقت بھی بہت طویل اور خوشگوار یادوں پر مشتمل تھی لیکن خود وہ تو اس کی بنا کسی خواہش کے محض اس کی ضرورت اور ماہا کی ضد بن کر اس گھر میں آئی تھی۔ اس کے باوجود وہ اس کے لیے پریشان تھا۔

"ایسا نہیں ہے، آپ اپنے ذہن پر زیادہ بوجھ نہ ڈالیں۔ ایک وقت آتا ہے جب آہستہ آہستہ سب ٹھیک ہو جاتا ہے۔"

"ناشتے کے بعد آپ کچھ دیر سو لیجئے گا بلکہ بہتر ہے کہ آپ آج آفس نہ جائیں اور سونے سے پہلے اپنے موبائل اور کمرے کے ٹیلی فون کی بیل ضرور آف کر دیجئے گا پلیز"! نازش نے پچھلی رات کی ہر بات ذہن سے جھٹک کر اسے مشورہ دیا۔

"اوکے! میں ضرور آپ کی نصیحتوں پر عمل کروں گا" وہ مسکرایا۔

"یہ نصیحتیں نہیں ہیں، پُرخلوص مشورہ ہے۔" جواباً وہ بھی مسکرائی۔

اسفند کو یوں لگا جیسے ماحول پر چھائی ہوئی اداسی، تفکرات کے سائے اور ذہن کا بوجھل پن یکسر ختم ہو گیا ہو۔

"یونہی مسکراتی رہا کریں، اچھی لگتی ہیں" اس نے کہا تو نازش کے لبوں کی مسکراہٹ یکدم جیسے چھن سی گئی۔ "کیوں، میں نے کیا کچھ غلط کہہ دیا؟" اسفند کو اس کا ایک دم سنجیدہ ہو جانا اچھا نہیں لگا۔

"نہیں......لیکن......میں......چلیں چھوڑیں" وہ اپنے لیے دوسرا کپ بنانے لگی۔

"اتنی چائے نہ پیا کریں، ناشتا بھی ڈھنگ سے کیا کریں۔ اچھی صحت کے لیے

ضروری ہے۔ دوسرے اتنی چائے پئیں گی تو نیند اُڑ جائے گی اور نیند کی اس وقت آپ کو بھی ضرورت ہے۔ اچھے بچوں کی طرح ڈھنگ سے کچھ کھائیں وراس چائے کو چھوڑیں۔"

اسفند نے بھی جواباً کچھ مشورے دیے تو اس نے چائے کا کپ آگے سرکا دیا۔ پتا نہیں کیوں، اسفند کو اس کا یوں ایک دم مان جانا بہت اچھا لگا۔ اس لڑکی نے آج اسے ایک نئے احساس سے دوچار کر دیا تھا۔ ماہا کو تو صرف اپنی بات منوانا آتی تھی جبکہ اس نے بنا کسی حجت کے اس کی بات مان لی تھی۔

نازش نے یہ ضرور سوچا تھا کہ زندگی اس کے لیے اتنی آسان نہیں ہو گی لیکن یہ اس کے گمان میں بھی نہ تھا کہ زندگی اس کے لیے اس قدر مشکل بنا دی جائے گی۔

وہ ماہا، جس نے زبردستی اسے اس شادی کے لیے راضی کیا تھا، اب شاید اپنے اس قدم پر بُری طرح پچھتا رہی تھی۔ اس کی معذوری کے باوجود آج بھی اسفند اس کا اسیر تھا یا تو فطرتاً بے حد باوفا شخص تھا یا پھر اسے واقعی ماہا سے بے انتہا محبت تھی۔ اس کے بے جا رویے کے باوجود وہ اس کی ہر خوشی کو مقدم مانتا تھا۔ نازش کے ساتھ اس کا رویہ دوستانہ ضرور تھا لیکن شوہرانہ ہرگز نہیں۔ وہ اس سے کھنچا کھنچا رہتا تھا۔ کبھی اگر شرمندگی سے اس کے نزدیک بھی آنا چاہتا تو ماہا اسے ایسا نہ کرنے پر مجبور کر دیتی۔ ماہا کی طبیعت کافی دنوں تک خراب رہی۔ یوں وہ اس کی دیکھ بھال میں ایسا مگن ہوا کہ یہ بھول ہی گیا کہ اس گھر میں ایک اور ہستی بھی اس کی ذات سے منسلک ہے۔

خود نازش کی فطرت ایسی نہ تھی کہ وہ محبت بھیک میں مانگے۔ محبتیں یوں بھی بھیک میں نہیں لی جاتیں...... یہ اس کا اپنا خیال تھا۔

کچھ دن خاموشی سے تمام صورتحال کا جائزہ لینے کے بعد اس نے مناسب یہی سمجھا کہ گھر کی بگڑی ہوئی حالت کو سدھارنے کا کام کیا جائے۔ نوکر من مانی کرنے کے عادی ہو چکے تھے اس لیے انہیں ایک دم ٹھیک کرنا تو شاید مشکل کام ہوتا پھر وہ فطرتاً سخت طبیعت کی مالک بھی نہ تھی اس لیے اس نے آہستہ آہستہ نرمی سے انہیں تبدیل کرنا شروع کیا سب سے پہلے اس نے باورچی خانے کی جانب توجہ دی۔ وہاں تین افراد کام کرتے تھے۔ خانساماں، اوپر کے کام کے لیے ایک لڑکا حامد اور ایک ملازمہ حاجرہ۔ حالانکہ اس کام کے لیے تین افراد کی ضرورت نہیں تھی لیکن وہ ایک دم اس میں مداخلت نہیں کر سکتی تھی اس لیے اس نے ان تینوں کو ایک ساتھ بلا کر ان کی ذمے داریاں سمجھائیں۔ کچن کا سب سامان باہر نکلوا کر اسے دھلوایا، کیبنٹ صاف کروائے۔ چیزیں ترتیب سے رکھوائیں تو خوبصورت الٹرا اسٹائلش امریکن کچن ایک دم چمکنے لگا۔

''دیکھیے، اس کی اس حالت کو ہمیشہ اس طرح برقرار رہنا چاہیے۔ جہاں کھانے پینے کی اشیا رکھی اور پکائی جاتی ہوں، اس جگہ کو بے انتہا صاف اور ہر آلائش سے پاک ہونا چاہیے۔ ہر ہفتے اس کی اندرونی صفائی ہونی چاہیے۔ اور مہینے میں ایک بار تمام چیزیں باہر نکال کر صاف کرنا چاہیے۔ فریج ہر پندرہ دن بعد صاف ہوگا۔

میں خود آپ کی اس سلسلے میں مدد کروں گی لیکن اب اس کی حالت پہلے جیسی نہ ہو تو اچھا ہوگا۔''

اس کا لہجہ نرم اور آنکھوں میں شفقت تھی، اس کے باوجود وہ تینوں اکتاہٹ اور جھنجلاہٹ محسوس کر رہے تھے۔ ان کی پہلی مالکن سخت ضرور تھی لیکن ان کے کاموں میں اس حد تک مداخلت نہیں کرتی تھی اور یہ تو پتا نہیں کس گھر سے آئی ہے کہ سوائے صفائی اور کاموں کے اسے کسی بات سے دلچسپی نہیں تھی اس لیے کام ختم ہونے پر جب وہ خود نہانے دھونے اپنے کمرے میں چلی گئی تو وہ تینوں کافی دیر تک بڑبڑاتے رہے۔

اسی شام اسفند جب کسی کام سے کچن میں آیا تو کچن کی حالت دیکھ کر چونک گیا جو یکسر تبدیل ہو چکی تھی۔ اس نے نوکروں سے کچھ پوچھنا مناسب نہیں سمجھا لیکن وہ سمجھ گیا کہ اس میں کس کا ہاتھ ہو سکتا ہے۔ وہ چپ چاپ لوٹ آیا۔

علی اور ایمن پیزا ہٹ جانے کی ضد کر رہے تھے''پاپا، ہم کتنے دنوں سے آپ کے ساتھ کہیں باہر نہیں گئے۔ جب کہو، آپ کہہ دیتے ہیں، ڈرائیور کے ساتھ چلے جاؤ لیکن ہم آپ کے ساتھ جانا چاہتے ہیں''علی نے کہا تو اسے شدت سے احساس ہوا کہ واقعی وہ ماما کی پریشانی میں بچوں کو، ان کی خواہشات کو بھی نظر انداز کرتا رہا ہے۔

''او کے! چلتے ہیں، آپ لوگ تیاری کریں۔ اتنے میں، میں بھی چینج کرلوں اور آپ کی ماما کو بتادوں۔''اس نے ایک دم حامی بھری تو وہ دونوں خوش ہو گئے۔

''پاپا، عمر کو بھی لے چلیں گے۔ اس کو آپ سنبھال لیں گے نا، اب تو وہ بیٹھنے بھی لگا ہے۔''ایمن نے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

اسی وقت نازش لاؤنج میں داخل ہوئی۔ اسے کسی میگزین کی تلاش تھی۔ اس گھر میں وقت گزارنا بھی تو ایک مسئلہ تھا۔ ان تینوں کو ایک ساتھ پاکر وہ کچھ جھجکی پھر خاموشی سے دو میگزین اٹھا کر واپس جانے کے ارادے سے پلٹی تو جانے کیا سوچ کر اسفند اس سے پوچھ بیٹھا۔

''نازش، ہم لوگ پیزا ہٹ جا رہے ہیں، آپ بھی چلیں ہمارے ساتھ......''

''جی!'' وہ اس پیشکش پر حیران رہ گئی پھر اگلے ہی لمحے سنبھل کر سنجیدگی سے بولی
''آپ لوگ جائیں، میں کچھ دیر آرام کروں گی۔''

اس نے دونوں بچوں کے چہروں پر پھیلے ناگواری کے سائے دیکھ لیے تھے اور کسی کے ذہن پر بوجھ بننا اسے گوارا نہ تھا۔

''کوئی بات نہیں، آپ آرام کرلیں۔ ہم بھی دو اڑھائی گھنٹے بعد نکلیں گے۔ ابھی ساڑھے چھ بجے ہیں۔ ڈنر میں کافی ٹائم ہے'' اسفند پتا نہیں کرسی جتا رہا تھا یا پھر واقعی اسے لے جانا چاہتا تھا۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ جواب دیتی، علی بول اٹھا ''پاپا'' ابھی چلیں، پہلے ہم لوگ سندباد بھی جائیں گے۔''

''نہیں یار! آج میں بہت تھکا ہوا ہوں۔ کچھ دیر میں بھی آرام کروں گا تو فریش ہو جاؤں گا۔ سندباد کسی اور روز......!''

اسفند کا جواب بچوں کے لیے غیر متوقع تھا۔ وہ تو بچوں کو کبھی انکار کرنے کا قائل ہی نہ تھا۔

''ٹھیک ہے پھر ہمیں نہیں جانا۔ آپ نازش آنٹی کو لے جائیں، جن کے آرام کی وجہ سے آپ نہیں جا رہے۔'' ایمن کے منہ سے اتنی بڑی بات سن کر اسفند کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ خود نازش عجیب سی ہو گئی تھی۔

''ہمیں معلوم ہے، جب اسٹیپ مدر آجاتی ہیں تو فادر ایسے ہی ہو جاتے ہیں'' علی کی بات اس سے زیادہ حیران کن تھی۔ اتنی چھوٹی عمروں میں اتنی بڑی باتیں۔ یقیناً یہ ان کے منہ میں کسی اور کی زبان بول رہی تھی لیکن کس کی؟

''ایمن، علی! کس نے سکھائیں آپ کو یہ باتیں۔ بی ہیو یور سیلف! آئندہ میں نہ سنوں، آپ کے منہ سے یہ سب۔ سوری کریں آنٹی سے'' اسفند نے کچھ ناراضی سے کہا تو وہ جلدی سے بولی۔

''کوئی بات نہیں، بچے ہیں، نا سمجھ ہیں۔''

''ہمیں اب کہیں نہیں جانا، آپ دونوں جائیں۔''

ایمن کا جواب قطعی تھا اور جب وہ دونوں جانے کے لیے پلٹنے تو وہ لپک کر ان کے پاس آگئی۔

''ایمن، علی! آپ دونوں میری وجہ سے اپنا پروگرام خراب نہ کرو۔ بڑی مشکل سے تو

پاپا ہاتھ لگے ہیں۔ میرا تو ویسے بھی دل نہیں چاہ رہا۔ میں بہت تھکی ہوئی ہوں، آرام کروں گی لیکن آپ دونوں ضرور جایئے ورنہ پاپا کو افسوس ہوگا۔ آپ دونوں اچھے بچے ہیں، شاباش!'' اس کا لہجہ بے حد شفیق تھا، چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

اسفند کو اس کے ضبط پر حیرت ہو رہی تھی۔ اسے تو بچوں کے اس رویے پر ناراضی کا اظہار کرنا چاہیے تھا لیکن وہ الٹا مسکرا کر انہیں سمجھا رہی تھی۔ یہ لڑکی واقعی اس کی سمجھ سے باہر تھی۔

پھر اس نے دونوں کے گال تھپتھپائے اور وہاں سے نکل گئی۔ اسفند خاموشی سے اسے جاتا دیکھتا رہا پھر بچوں کی طرف متوجہ ہو گیا۔ دونوں کے چہروں پر قطعی کوئی شرمندگی نہیں تھی۔

''ٹھیک ہے، آپ دونوں تیار ہو جایئے، ہم چلتے ہیں'' اسفند کے کہنے پر دونوں خوش ہو گئے۔ اسفند کو افسوس ہو رہا تھا۔ اس سے تو بہتر تھا کہ وہ نازش سے چلنے کے لیے کہتا ہی نہیں لیکن جانے کیوں اسے دیکھتے ہی یہ احساس شدت سے ہونے لگا تھا کہ وہ کس قدر بے مصرف زندگی گزار رہی ہے۔ سارا دن گھر میں رہنا، جہاں ایک بھی رشتہ اس کا اپنا نہ ہو، کتنا مشکل کام تھا۔ شوہر اپنا تھا لیکن نہ ہونے کے برابر۔ کیا اس کا دل نہیں چاہتا ہوگا کہ وہ بھی اس قید تنہائی سے کچھ دیر کے لیے باہر نکلے۔ یہی سوچ کر وہ اسے آفر کر بیٹھا تھا۔

اسی رات جب وہ بچوں کے ساتھ واپس لوٹا تو جانے کیا سوچ کر نازش کے کمرے تک چلا آیا۔ وہ اپنے کمرے میں عشا کی نماز پڑھ رہی تھی۔ ماتھے تک لپٹا ہوا سفید ڈوپٹا اسے کتنا مقدس روپ دے رہا تھا۔ وہ چند لمحوں تک اسے دیکھتا رہا پھر اسی خاموشی سے پلٹ آیا۔

ماما اپنے کمرے میں لیٹی اس کا ہی انتظار کر رہی تھی۔ سسٹر پروین ابھی ابھی اسے کھانا کھلا کر فارغ ہوئی تھی۔ اسفند کو کمرے میں آتا دیکھ کر وہ سب سمیٹ کر وہاں سے باہر نکل گئی۔

''کب آئے آپ لوگ؟'' اسے دیکھتے ہی ماما نے سوال کیا۔

''بس ابھی کچھ دیر پہلے'' وہ اس کے قریب ہی بیٹھ گیا۔

''بچوں نے انجوائے کیا؟''

''ہاں بہت، خاص طور پر عمر نے۔ اس نے ذرا تنگ نہیں کیا۔''

''ہوں......'' وہ ایک دم خاموش سی ہو گئی۔ اسے یقیناً یہ احساس دکھی کر رہا تھا کہ وہ اپنی معذوری کے سبب ان سب کے ساتھ جانے سے قاصر تھی۔

''کیا ہوا ماما! کیا سوچنے لگیں؟'' اسفند نے فوراً ہی اس کی کیفیت کو جان لیا تھا۔

''کچھ نہیں، آپ نازش کو ساتھ لے جاتے، عمر کو سنبھال لیتی وہ......'' اس کا انداز

عجیب سا ہو گیا تھا۔

''میں نے کہا نا کہ اس نے تنگ نہیں کیا بالکل، بہت کم گود میں آیا۔ زیادہ تر خود چلنے کی کوشش کر رہا تھا'' اسفند نے متانت سے جواب دیا۔

''ہاں، جب سے اس نے چلنا سیکھا ہے، اس کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ چلتا رہے۔ بس مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں گر کر چوٹ وغیرہ نہ لگا لے۔ میں نے اس کی آیا کو یہی تاکید کی ہے کہ اس کا دھیان رکھے۔''

تم فکر نہ کیا کرو، اس کی آیا اچھی عورت ہے۔ خاصی سمجھ دار، میں نے بہت دیکھ بھال کر رکھا تھا اسے۔''

''فکر کیسے نہ کروں......؟ معذور ہوں تو کیا ہوا ماں تو ہوں اس کی'' ایک دم تلخ ہو گئی۔

''جانتا ہوں ماہا لیکن تمہیں اپنے ذہن پر کسی قسم کا اسٹریس نہیں لینا چاہیے۔''

''یہ ممکن نہیں ہے، یہ ٹینشن آپ نے میرے سر پر مستقل جولا کھڑی کی ہے، اس سے کیسے نکلوں باہر......''

''تم کس کی بات کر رہی ہوں؟'' اسفند اس کی بات پر حیران رہ گیا۔

''آپ اچھی طرح جانتے ہیں، میں کس کی بات کر رہی ہوں۔ وہ جو آپ کو مجھ سے دور کرنے کا سبب بن رہی ہے۔''

ماہا کی آواز میں نفرت گھلی ہوئی تھی۔ اس سمے وہ یہ بھول گئی تھی کہ یہ فیصلہ اس کا اپنا تھا اور خود اس نے اسفند کو اس کے لیے مجبور کیا تھا۔

''تم شاید نہیں بلکہ یقیناً نازش کے بارے میں بات کر رہی ہو تو ماہا، اس کے لیے تم نے ہی مجھے مجبور کیا تھا'' پہلی بار اسفند کو اس پر سخت غصہ آ گیا تھا۔

''مجھے معلوم تھا آپ یہی کہیں گے۔ میں نے کہا اور آپ مان گئے، اتنے ہی تو سیدھے اور معصوم ہیں۔'' وہ بھی غصے میں آ گئی ''آپ منع بھی تو کر سکتے تھے۔ میں تو ذہنی طور پر الجھی ہوئی تھی۔ آپ نے کیوں مانا یہ سب......آپ کو تو وہ شروع سے پسند تھی۔ بڑی ہمدردی تھی اس سے، بڑی تعریفیں کرتے تھے اس کی کہ بڑی سلجھی ہوئی لڑکی ہے۔''

''تو کسی کی فطرت اور عادات کی تعریف کرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ آپ اسے پسند کرنے لگے ہیں۔ محبت ہو گئی ہے آپ کو اس سے۔ یہ صلہ دیا تم نے میری محبتوں کا ماہا!'' دکھ کی شدت نے اسفند کے پورے وجود کو گھیرے میں لے لیا۔

"ہاں ہاں، جتائیے اپنے احسانات! آپ نے اب تک میرے جیسی لڑکی کو اپنا رکھا ہے۔ میری معذوری کے باوجود آپ نے مجھے نہیں چھوڑا، مجھے برداشت کر رہے ہیں اب تک حالانکہ آپ کی دوسری بیوی ایک صحت مند، چلتی پھرتی لڑکی ہے" وہ سب کچھ بھول بھال کر چیخنے لگی تھی اور اسفند سب کچھ بھول کر اس کے غصے کو کم کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

نازش جو کسی کام سے اپنے کمرے سے نکلی تھی اور کاریڈور میں ماہا کی تیز آواز سن کر رک گئی تھی، وہ سب سن کر اسے اسفند پر ترس آنے لگا۔

وہ ایک اچھا، سچا اور مخلص شخص تھا۔ ماہا واقعی بہت خوش قسمت تھی کہ اپنی معذوری کے باوجود وہ اب تک اس کے دل میں تھی۔ وہ اس سے بے پروا نہیں ہوا تھا۔ اس ضروریات اور خوشی کا خیال رکھتا تھا لیکن ماہا جانے کیوں اس پر سے یقین کھوتی جا رہی تھی۔ پتا نہیں وہ شروع سے ہی ایسی تھی یا اب اپنی معذوری کے احساس سے ایسی ہو گئی تھی۔۔

دوسرے دن جب اسفند آفس جا چکا تھا وہ ہمت کر کے ماہا کے کمرے تک آئی۔ سسٹر پروین، ماہا کو ناشتا کروا کر برتن لیے باہر نکل رہی تھی۔ نازش کو وہاں دیکھ کر رک گئی "آپ!" پتا نہیں وہ کیا پوچھنا چاہتی تھی مگر نہیں پوچھ سکی۔

"ہاں، میں ماہا سے کچھ باتیں کرنا چاہتی ہوں۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے سسٹر کہ کچھ دیر کوئی ہمیں ڈسٹرب نہ کرے؟" اس نے نرمی سے مسکرا کر پوچھا۔

"ہاں، کیوں نہیں لیکن...... خیر، آپ جائیے میں سنبھال لوں گی" اس کے چہرے پر بھی ایک مشفق سی مسکراہٹ تھی۔

"شکریہ!" وہ آہستہ سے کمرے میں داخل ہو گئی۔

"تم...... کیوں آئی ہو یہاں۔ میں نے سب کو منع کر دیا تھا کہ تم میرے کمرے میں نظر نہ آؤ اور یہ سسٹر...... اسے تو میں بتاؤں گی اچھی طرح" ماہا کے چہرے پر شدید ناراضی کے آثار پیدا ہو گئے تھے۔

نازش کو وہ وقت یاد آ گیا، جب وہ دونوں ہر جگہ اکٹھے جایا کرتی تھیں۔ ایک دوسرے کے بغیر چین نہیں پڑتا تھا۔ ماہا کی شادی کے بعد بھی وہ اکثر اس کے گھر آ جایا کرتی تھی۔ دونوں ایک ساتھ بہت سا وقت گزارتی تھیں حالانکہ ماہا نے شادی کے بعد اپنی دوستوں اور گھر والوں سے ملنا جلنا بہت کم کر دیا تھا۔ اب اس کا دوسرا حلقہ احباب تھا جن میں وہ خوش تھی۔ صرف ایک نازش ہی تھی جس کے ساتھ اس کی دوستی اسی طرح برقرار تھی لیکن اس نئے رشتے نے اس میں بھی

دراڑیں ڈال دی تھیں۔

''ماہا، کیا تم پچھلا سب کچھ بھول چکی ہو؟'' نازش نے آہستگی سے پوچھا۔

''ہاں، میں سب بھول چکی ہوں۔ بھول جانا چاہتی ہوں اور تم...... تم میرے سامنے مت آیا کرو۔ مجھے اپنی معذوری کا شدت سے احساس ہونے لگتا ہے تم یہی احساس دلانا چاہتی ہو نا کہ میں معذور ہو چکی ہوں اور تم ایک صحت مند لڑکی ہو اور اسفند......''

''پلیز ماہا!'' نازش نے ہاتھ اٹھا کر اسے ٹوک دیا ''اسفند کو بیچ میں مت لاؤ۔ ان سے پہلے بھی ہم دونوں میں کوئی تعلق تھا۔ شاید تمہیں یاد نہیں لیکن مجھے یاد ہے۔ میں اسی لیے نہیں مان رہی تھی کہ لیکن تم...... تم نے مجھے یقین دلایا تھا کہ ہماری دوستی میں کوئی فرق نہیں آئے گا پھر میں تو اس گھر میں پورے خلوص کے ساتھ آئی تھی۔ میں تمہاری پریشانیاں ختم کرنا چاہتی تھی۔ تمہاری مشکلات بانٹنے آئی تھی لیکن تم نے تو مجھے اس کا موقع ہی نہیں دیا۔ اتنی بدگمان ہو گئیں مجھ سے......''

''ڈراما مت کرو'' ماہا کی تلخ آواز کمرے میں گونجی ''تمہاری شروع سے اسفند پر نظر تھی، تم یہی چاہتی تھیں، اسی لیے میں آج معذور ہو کر بستر پر پڑی ہوں۔ تمہاری نظر کھا گئی مجھے...... تم ہمیشہ یہی سوچتی تھیں کہ اس دن تقریب میں اسفند نے مجھے کیوں پسند کیا، تمہیں کیوں نہیں۔ آخر تم بھی تو وہاں تھیں اسی لیے تم دل ہی دل میں جلتی رہیں۔''

ماہا کے الفاظ گویا ایٹم بم تھے جو نازش کے سر پر گرے تھے۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب ماہا نے اس کے لیے کہا ہے۔ وہ تو اسے بچپن سے جانتی تھی پھر بھی اس کے لیے ایسا سوچ رہی تھی۔

صدمے کی شدت نے جیسے اس کی گویائی چھین لی تھی کہ وہ اسے جھٹلا بھی نہ سکی۔

''سب کچھ مٹی کر دیا تم نے پل بھر میں...... میرے پاس تمہاری ان باتوں کا جواب دینے کے لیے کچھ نہیں ہے نہ ہی کوئی گواہ ہے لیکن خدا سب سے بڑا گواہ ہے۔ وقت تمہیں ان باتوں کا جواب خود دے گا پھر تم شرمندہ ہو گی۔ میں نہیں چاہتی تھی کہ زندگی کے کسی موڑ پر تم شرمندہ ہو لیکن تمہاری قسمت میں شرمندہ ہونا لکھ دیا گیا ہے۔'' ایک جھٹکے سے اٹھی اور وہاں سے چلی آئی۔

اس کا اس وقت شدت سے مر جانے کو دل چاہ رہا تھا یا کوئی ایسی پناہ گاہ جہاں چھپ کر وہ سب سے کٹ جائے، کسی کو نہ دکھے۔ کوئی پاتال سے بھی گہری جگہ، کوئی جنگلوں سے بھی زیادہ گھنی جگہ جہاں کوئی اسے نہ پا سکے، نہ دیکھ سکے۔ اسے اسفند سے کوئی توقع نہیں تھی کہ وہ کب

اس کا تھا۔ اسے ایمن اور علی سے کوئی امید نہیں تھی کہ وہ اسے ماں کب سمجھتے تھے۔ لیکن ماہا...... تو اس کی اپنی دوست تھی۔ بے شک اس کا رویہ تبدیل ہو جاتا کہ یہ ایک قدرتی امر تھا اور وہ اس بات کے لیے کچھ کچھ تیار بھی تھی لیکن ایسے الزامات۔ اگر وہ یہ کہہ دیتی کہ وہ شادی کے بعد اسفند کو چاہنے لگی ہے تو اسے کبھی بُرا نہ لگتا۔ ظاہر ہے وہ اس کا شوہر تھا اب۔ لیکن شادی سے پہلے، اپنی دوست کے شوہر کو پانے کی آرزو کرنا، اس کے لیے اپنی عزیز سہیلی کے لیے بُرا سوچنا، کیا یہ سب وہ کر سکتی تھی۔

وہ مختلف مزاج کی لڑکی تھی۔ اس نے تو کبھی دوسری دوستوں کی طرح مذاقاً اسفند کو دیکھ کر آہیں تک نہیں بھری تھیں کہ ماہا کو اتنا اچھا شوہر مل گیا تھا۔ وہ تو بڑی قناعت پسند، صابر و شاکر تھی۔ اسے معلوم تھا۔ ہر شخص کو صرف اس کے نصیب کا ملا کرتا ہے لیکن آج ماہا کے لفظوں نے اسے آسمان سے اٹھا کر زمین پر پھینک دیا تھا۔ گویا وہ بھی دوسری عام لڑکیوں کی طرح تھی۔

اس رات جب وہ کھانے کی میز پر نہیں آئی تو اسفند مسز پروین سے پوچھ بیٹھا۔ "نازش کھانا نہیں کھائیں گی؟"

"جی بلوایا تھا انہیں، انہوں نے صرف چائے منگوالی ہے اپنے کمرے میں۔ دوپہر میں بھی نہیں کھایا تھا۔ کہہ رہی ہیں طبیعت کچھ بھاری ہے، کھانے کو جی نہیں چاہ رہا" اس نے جواب دیا۔

"آپ نہیں گئیں پوچھنے؟" جانے کیوں وہ پریشان ہو اٹھا تھا۔

"شام میں گئی تھی تو وہ سو رہی تھیں۔ میں نے ڈسٹرب کرنا مناسب نہیں سمجھا پھر میں میڈم کے کاموں میں مصروف ہوگئی۔ اب انہیں کھانا وغیرہ کھلا کر فرصت ملی ہے۔ میں جانا چاہتی تھی لیکن انہوں نے کہلوا بھیجا تھا کہ انہیں ڈسٹرب نہ کیا جائے، وہ آرام کر رہی ہیں۔"

"او کے، میں دیکھتا ہوں۔ بچے سو گئے، کھانا کھایا انہوں نے؟" اسفند نے گھڑی پر نظر ڈالی جو ساڑھے دس بجا رہی تھی۔ آج اسے واپسی میں کافی دیر ہوگئی تھی۔

"جی، وہ تو آٹھ بجے ہی کھا لیتے ہیں" مسز پروین آہستہ آہستہ گھر کی فرد بنتی جا رہی تھی۔ پہلے اس کی ڈیوٹی صرف ماہا تک محدود تھی لیکن بعد میں اسفند نے اس کی کارکردگی اور خلوص کو دیکھتے ہوئے اسے تمام ملازمین کا انچارج بنا دیا تھا۔ ماہا کے کاموں سے فارغ ہو کر وہ سب کچھ آرام سے دیکھ لیا کرتی تھی۔ خاص کر جب ماہا سو رہی ہوتی یا آرام کر رہی ہوتی یا پھر اسفند اس کے پاس ہوتا تو وہ اپنی دوسری ذمے داریاں نبھا لیا کرتی تھی۔ اس سلسلے میں اسفند نے

اس کی تنخواہ میں معقول اضافہ کر دیا تھا۔

نازش کے کمرے کے دروازے کو ناک کرتے ہوئے اسے عجیب سی جھجک محسوس ہو رہی تھی حالانکہ ان کے درمیان وہ رشتہ تھا جہاں جھجک جیسا لفظ بہت بے معنی لگا کرتا ہے۔ دوسری دستک پر دروازہ کھل گیا۔ اسفند اس کا چہرہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ صبح تک تو وہ ٹھیک ٹھاک تھی۔ اس وقت وہ کس قدر مضمحل اور ملول نظر آ رہی تھی۔ یوں جیسے وہ کافی دیر تک روتی بھی رہی ہو۔

"آپ کی طبیعت زیادہ خراب تھی تو ڈاکٹر کو بلوایا ہوتا" وہ نرمی سے پوچھنے لگا۔

"نہیں، میں ٹھیک ہوں۔ بس صرف سر میں درد تھا۔ میں نے ٹیبلٹس لے لی تھیں" وہ اسفند کو یوں اچانک سامنے پا کر شرمندہ سی ہونے لگی تھی۔ شاید وہ اس کے سامنے اپنی حالت نہیں لانا چاہتی تھی۔ اسے اب لوگوں کے سوالات سے خوف آنے لگا تھا۔

"خالی پیٹ کسی بھی درد کی دوا ٹھیک نہیں ہوتی۔ مسز پروین بتا رہی تھیں کہ آپ نے صبح سے کچھ نہیں کھایا۔"

"وہ میں......" وہ ڈھنگ سے کوئی جواب نہ دے سکی۔

"آپ فریش ہو کر آیئے، میں کھانے کی ٹیبل پر آپ کا انتظار کر رہا ہوں پھر کسی ڈاکٹر کو دکھاتے ہیں آپ کو" اس کا لہجہ قطعی تھا۔

"نہیں، میں اب ٹھیک ہوں بالکل!" وہ جلدی سے بولی۔

"جانتا ہوں، آپ کتنی ٹھیک ہیں" وہ مسکرایا تو نازش کی پلکیں جھک گئیں۔ اسے واقعی بہت شرمندگی ہو رہی تھی۔ پتا نہیں شاید وہ یہ سوچ رہا ہو کہ اسے متوجہ کرنے کو وہ سارا دن بھوکی رہی، روتی رہی اور یہ حال کر لیا۔

"مجھے سخت بھوک لگ رہی ہے، دن میں بھی میں نے ٹھیک سے نہیں کھایا تھا۔ اس لیے آپ جلدی آ جائیں تو......" وہ کہتا ہوا مڑ گیا۔

اور نازش نے اس کے بھوکے ہونے کے احساس سے صرف پانچ منٹ لگائے اور جب وہ کھانے کے کمرے تک پہنچی تو کافی بہتر نظر آ رہی تھی۔ ہلکی سی لپ اسٹک نے اس کے ڈھلے ہوئے چہرے کو ایک رونق بخش دی تھی۔

"ہوں...... اب ٹھیک ہے" اسفند نے ملازم کو اشارہ کیا تو اس نے کھانا لگانا شروع کر دیا۔ "آج کا مینیو کس نے ڈیسائیڈ کیا تھا۔ سب چیزیں میری پسند کی بنی ہیں" کھانا شروع کرنے کا کہہ کر وہ اپنی پلیٹ میں کھانا نکالنے لگا۔

"سسٹر پروین نے بنوایا ہوگا یا شاید ماہا نے بتایا ہو۔"

وہ آہستگی سے بولی۔

"کیوں، آپ کس مرض کی دوا ہیں۔آپ بھی تو بتایا کریں" وہ شاید ہلکے پھلکے انداز میں باتیں کر کے اس کی جھجک کو ختم کرنا چاہتا تھا۔

"ہاں شاید میں اسی مرض کی دوا ہوں صرف۔" وہ دل ہی دل میں سوچ کر رہ گئی۔

"آپ نے ڈائٹنگ شروع کر دی ہے۔حالانکہ آپ کو اس کی ضرورت نہیں؟"

"نہیں، میں ......وہ دراصل......" اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ اس بات کے جواب میں کیا کہے۔

"مجھے معلوم ہے نازش کہ آپ کو جس صورت حال کا سامنا ہے، اس کے سامنے آپ کا یہ رویہ عجب نہیں ہے، آپ کی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو میرے لیے مسائل کے انبار کھڑے کر دیتی لیکن آپ یقیناً اوروں سے مختلف ہیں جو زبان پر شکوہ تک نہیں لاتیں لیکن ہر بات کے لیے ایک وقت درکار ہوتا ہے۔انشاء اللہ ٹھیک ہو جائے گا سب کچھ۔ بچے اور ماہا سب ٹھیک ہو جائیں گے، آپ کو خوشی سے ایکسیپٹ کر لیں گے۔"

"اور آپ؟" اس کا دل چاہا پوچھے لیکن وہ سر جھکائے آہستہ آہستہ......چاول حلق سے اتارتی رہی۔

"اور رہا میں ......" اس نے گویا اس کے دل میں ابھرتا سوال سُن لیا تھا "میں نے آپ کو بہت سوچ کے اپنایا ہے۔آپ میں وہ تمام خوبیاں ہیں جو ایک اچھی بیوی میں ہونی چاہئیں بلکہ کچھ زیادہ ہی ہیں۔بس میری کچھ الجھنیں ہیں جو میں آپ تک آتے آتے پلٹ جاتا ہوں۔کوشش کر رہا ہوں کہ ان الجھنوں کو ختم کر سکوں"

وہ پتا نہیں اپنی صفائی میں اور کیا کیا کہنا چاہتا تھا کہ وہ اچانک اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ایکسکیوز می میں اب سونا چاہتی ہوں" وہ جس طرح اچانک اٹھ کھڑی ہوئی تھی، اسی طرح فوراً کمرے سے چلی گئی۔

اور اس کے یوں ایکدم چلے جانے پر ایک لمحے کو تو وہ حیران ہوا پھر خاموش بیٹھ کر سوچنے لگا۔

"شاید میں کچھ غلط کہہ گیا تھا یا پتا نہیں ٹھیک کہہ رہا تھا لیکن جو بھی ہے، یہ حق تلفی ہے اس کے ساتھ......بے شک ماہا کو میں نے اپنی مرضی سے اپنایا تھا۔ مجھے اس سے محبت ہوگئی تھی

جبکہ نازش کو ماہا کی ضد اور کچھ گھریلو مجبوریوں کے تحت اپنایا ہے لیکن سب شادیاں محبت اور پسند پر مبنی تو نہیں ہوتیں۔ شادی تو شادی ہوتی ہے۔ دو بول پڑھتے ہی دو انسان ایک ہو جاتے ہیں اور وہ لڑکی کس قدر ضبط و صبر سے کام لے رہی ہے۔ اس کا شوہر، گھر کچھ بھی تو اس کا نہیں۔ کس قدر تنہا محسوس کرتی ہو گی وہ خود کو لیکن اس سے کچھ چھپا تو نہیں تھا، سب کچھ ظاہر تھا اس پر۔ ماہا کا مزاج، ہماری محبت کی شادی پھر بعد کے حالات۔ تو اب اسے شکوہ نہیں کرنا چاہیے۔ یوں پریشان ہو کر وہ مجھے پریشان کر رہی ہے۔'' اس رات بستر پر لیٹنے اور نیند کی وادی میں گم ہونے تک وہ یہی سب کچھ سوچتا رہا۔

دوسری صبح خاصی حیران کن تھی۔ ناشتے کی میز پر وہ یکسر مختلف نازش سے مل رہا تھا۔ رات کے برعکس وہ اس وقت خاصی فریش تھی شاید اس نے خود کو سمجھایا تھا۔

''سوری! میں کل رات کے اپنے رویے پر شرمندہ ہوں۔''

وہ کرسی کھینچ کر بیٹھ رہا تھا تب نازش نے کہا تھا۔

''کون سے رویے پر؟'' وہ انجان بن گیا۔

''میرے سر میں واقعی درد تھا۔ مجھے آپ سے یا کسی اور سے کوئی شکوہ نہیں ہے۔ زندگی نے مجھے جتنا کچھ دیا ہے وہ بھی کم نہیں ہے۔ کچھ لوگوں کو تو یہ بھی نہیں ملتا۔ میں واقعی معذرت خواہ ہوں۔ آپ میری وجہ سے پریشان ہوئے، مجھے اس پر شرمندگی ہے'' وہ ناشتے کی مختلف چیزیں اس کے سامنے رکھنے لگی۔

اسفند نے بغور اس کا چہرہ دیکھا۔ اس لڑکی کو اپنے جذبات چھپانے میں کمال حاصل تھا۔ کل بھی اگر ماہا اسے یوں نہ کہتی تو شاید اس کا ضبط کبھی نہ چھلکتا۔

''مجھے سسٹر پروین نے بتایا تھا کہ کل صبح آپ ماہا کے پاس گئی تھیں؟'' نازش کا چہرہ پھیکا پڑ گیا، کہیں اسے معلوم تو نہیں ہو گیا کہ ماہا نے اس پر کیا الزامات لگائے تھے پھر تو وہ واقعی شرمندگی سے اس سے آنکھیں نہ ملا سکے گی۔

''ابھی تک ماہا نارمل زندگی میں واپس نہیں آئی ہے اسی لیے میں نے آپ کو منع کیا تھا۔ مجھے معلوم تھا کہ اس نے آپ کو کچھ غلط کہہ دیا ہو گا جس کا آپ نے اثر لیا۔ کیا کہا تھا ماہا نے آپ سے؟''

''کچھ نہیں'' وہ گڑبڑا گئی۔

''کیا کوئی ایسی بات جو آپ مجھے بتانا نہیں چاہتیں؟''

''نہیں، ایسی تو کوئی بات نہیں۔''

''پھر کیا کہا تھا اس نے آپ کو؟''

''کچھ بھی نہیں کہا تھا۔ وہ میری دوست پہلے ہے۔ دوسرا رشتہ تو بعد میں بنا ہے اور مجھے معلوم ہے کہ اس رشتے میں کچھ تلخیاں اور ناراضیاں بھی ہوتی ہیں۔ میں ہر بات کے لیے ذہنی طور پر تیار ہو کر آئی تھی اور ماہا نے کچھ بھی نہیں کہا مجھے۔ بس وہ تو اپنے حالات سے ایسی ہو گئی ہے، تھوڑی چڑچڑی۔ شاید میں اس کی جگہ ہوتی تو اس سے زیادہ چڑچڑی ہو جاتی۔ یہ ایک قدرتی امر ہے۔ کل واقعی میرے سر میں درد تھا سارا دن۔ میری نیند پوری نہ ہو تو میرے سر میں ایسے ہی درد ہو جاتا ہے'' وہ آہستہ آہستہ کہہ رہی تھی۔

''اور آپ کی نیند پوری کیوں نہیں ہوئی؟'' اسفند نے اچانک پوچھا۔

''بس یونہی، پرسوں رات کو مجھے نیند نہیں آئی تھی، کوئی خاص وجہ نہیں تھی'' وہ انتہائی سنجیدگی سے اس سے نظریں ملائے بغیر کہہ رہی تھی۔

''ایسا ہو تو کبھی کبھار کوئی سکون کی ٹیبلیٹ لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ آپ سسٹر پروین سے لے لیا کریں۔''

''جی ٹھیک ہے'' اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

اور وہ ناشتے کے دوران میں گاہے بگاہے اس کے جھکے ہوئے سر کی لمبی سی مانگ کو دیکھتا رہا جو سیاہ بالوں میں چمک رہی تھی۔ اس کے بال انتہائی چمک دار گھنے اور سیاہ تھے اور شاید یہ اس کی شخصیت کی واحد خوبصورتی تھی لیکن آج اسے غور سے دیکھنے پر اسفند کو محسوس ہوا کہ اس کی پلکیں بھی انتہائی گھنی اور خوبصورت تھیں۔ پتا نہیں کیوں، ایک دم اس کا جی چاہنے لگا کہ وہ اپنی پلکیں اٹھائے تو وہ ان آنکھوں کی رنگت دیکھے۔ کتنی حیرت کی بات تھی کہ وہ اس کی بیوی تھی اور اسے اپنی بیوی کی آنکھوں کا رنگ تک نہیں معلوم تھا۔

اسی دم نازش نے اپنی پلکیں اٹھائیں تو اسے یوں بغور اپنا جائزہ لیتے ہوئے پا کر وہ ایک لمحے کے لیے گڑبڑا سی گئی تھی۔ اس کے یوں گھبرا اٹھنے پر وہ آہستہ سے مسکرایا اور اپنی پلیٹ پر جھک گیا۔

''آج شام میں آپ تیار رہیے گا، ایک پارٹی میں جانا ہے۔''

''میں...... لیکن......'' وہ حیران رہ گئی تھی۔

''کوئی لیکن ویکن نہیں۔ آٹھ بجے نکلنا ہے۔ کوئی اچھا سا پارٹی ڈریس تو ہوگا آپ کے

پاس۔نہیں ہے تو میں جلدی آجاؤں گا، لے آئیں گے چل کر۔''

''نہیں، میرے پاس بہت سے ڈریس ہیں لیکن میں آپ کے ساتھ جا کر کیا کروں گی۔میں تو کسی کو جانتی بھی نہیں ہوں، دوسرے ماما......'' وہ جھجک کر بولی۔

''جائیں گی تو جانیں گی نا اور ماما کچھ نہیں کہیں گی، وہ جانتی ہے، بعض تقریبات میں ضروری ہوتا ہے۔وہاں سب کپلز ہوں گے اور میں چاہتا ہوں اس طرح سب آپ سے واقف بھی ہو جائیں۔'' جواباً وہ خاموش رہی۔

شام میں وہ کب سے الماری کے سامنے کھڑی اپنے تمام ملبوسات کو دیکھ رہی تھی۔اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا پہنے۔کوئی لباس بہت بھڑکیلا محسوس ہوتا، کوئی بہت سادہ، پتا نہیں پارٹی کی نوعیت کیا تھی۔ہاں آنے والے لوگ کس طرح کے تھے، پھر وہ سب ہمیشہ سے اسفند کے ساتھ ماہا کو دیکھتے رہے تھے۔ایک بے انتہا حسین جوڑا اور اب اسفند میرے ساتھ......

جانے کیوں وہ افسردہ سی ہوگئی۔اس کا سارا اعتماد جیسے ختم ہو رہا تھا۔جھنجلا کر وہ الماری کا پٹ بند کرنے کو تھی کہ ایک ہاتھ نے روک دیا۔وہ گھبرا کر پلٹی تو اسفند سے ٹکرا گئی۔وہ اس کے کتنے نزدیک کھڑا تھا لیکن اگلے ہی پل وہ سنبھل چکی تھی۔

''کہیے، میں کوئی مدد کروں آپ کی؟'' وہ اس کے چہرے پر بکھرتی بدحواسی کو دیکھ کر محظوظ ہو رہا تھا۔

''نہیں، میں نے ایک سوٹ سلیکٹ کر لیا ہے۔''

''چلیں پھر ٹھیک ہے۔''

''لیکن آپ دیکھ لیں، یہ ٹھیک رہے گا۔'' ایمبرائیڈری کے ساتھ اپلک ورک کا وہ ایک انتہائی خوب صورت سوٹ تھا۔

''ہاں ٹھیک ہے بلکہ بہت زیادہ ٹھیک ہے'' وہ مسکرایا۔چند لمحے اس کی سیاہ بھونرے جیسی آنکھوں میں دیکھتا رہا پھر پلٹ گیا۔

نازش نے اپنی بکھری سانسیں بحال کیں۔''اُف، کتنی گہری نظریں ہیں۔آج یہ عنایت کیوں، میرے کمرے میں......وہ بھی یوں اچانک؟ شاید پوچھنے آئے ہوں اور رات کو پارٹی میں۔پتا نہیں کیسے کیسے لوگوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔وہ مجھے دیکھ کر کیا سوچیں گے؟'' وہ سوچتی رہی۔

شام سے ہی اسے جانے کی گھبراہٹ شروع ہوگئی تھی۔وہ پہلی مرتبہ اسفند کے ساتھ

کہیں جا رہی تھی۔ پتا نہیں لوگوں کا رویہ اس کے ساتھ کیسا ہوگا۔ وہ تو اسفند کے ساتھ ماہا کو دیکھنے کے عادی تھے۔ ایک شاندار شخص کے ساتھ وہ ملکوتی حسن کی مالک ہی جچ سکتی تھی اور اب جب وہ اسفند کے ساتھ ہوگی تو سب کیا سوچیں گے۔

وہ تیاری کے دوران میں مستقل ایک ہی موضوع پر سوچتی رہی تھی۔

رات میں وہ اسے بلوانے کے بجائے خود اس کے کمرے میں چلا آیا۔ بلیک کلر کے ڈنر سوٹ میں وہ ہمیشہ کی طرح بے انتہا جچ رہا تھا۔ وہ چاہنے کے باوجود دوسری نظر اس پر نہ ڈال سکی۔

''تیار ہیں آپ؟''

''جی بس ذرا بال ......'' وہ جلدی جلدی بالوں میں برش پھیرنے لگی اور جب وہ بالوں کا جوڑا باندھنے کے لیے انہیں سمیٹ رہی تھی تو وہ بے اختیار کہہ اٹھا۔

''رہنے دیں، یونہی اچھے لگ رہے ہیں۔''

''جی!'' وہ ششدر رہ گئی۔

''خواتین کے بال اگر خوبصورت ہوں اور کھلے ہوئے ہوں تو اچھے لگتے ہیں اور آپ پر تو اس معاملے میں اللہ نے خوب فیاضی سے کام لیا ہے۔ انہیں باندھ لیں گی تو ان کی خوبصورتی ختم ہو جائے گی۔''

''آج حیران ہونے کا دن تھا۔ کہاں تو وہ اس سے اس قدر اجنبی بنا رہتا تھا اور کہاں آج تعریفوں کے خزانے لٹا رہا تھا۔ پتا نہیں، یہ سچی تعریف تھی یا محض وقت کی ضرورت۔ وہ دل ہی دل میں کچھ حیران کچھ افسردہ سی سوچ رہی تھی۔

''اتنی بدگمانی اچھی نہیں ہوتی'' اسفند نے جیسے اس کی سوچیں پڑھ لی تھیں۔ ''کیا اس سے پہلے کسی نے آپ کو نہیں بتایا کہ آپ کے بال انتہائی خوبصورت ہیں......''

''میں تیار ہوں، چلیں؟'' نازش نے برش ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ دیا۔ اس نے جیسے اسفند کی بات......سنی ہی نہیں تھی۔

''ہاں چلیئے'' وہ بھی جیسے سنبھل گیا۔ خود اسے بھی اپنی جسارت پر حیرت ہو رہی تھی۔ وہ اس سے اس قدر بے تکلف کہاں تھا جو یوں کھل کر اس کی تعریف پر اتر آیا تھا لیکن واقعی نازش کے بال اتنے خوبصورت تھے کہ وہ بے ساختہ اس کی تعریف پر مجبور ہو گیا تھا۔

راستے بھر وہ خاموش رہی تھی جبکہ اسفند اس سے اِدھر اُدھر کی چھوٹی موٹی باتیں کرتا رہا۔ آج وہ جانے کیوں بے حد اچھے موڈ میں تھا۔

"شاید میرے اس دن کے رونے، کھانا نہ کھانے اور افسردہ نظر آنے کی وجہ سے مجبوراً اسفند ایسا کرنے پہ مجبور ہو گئے ہیں" وہ دل میں شرمندگی سی محسوس کر رہی تھی۔ "ورنہ میری ذات کب ان کے لیے اتنی اہم یا خاص ہے۔ نہ ہی میرے بال اتنے اچھے ہیں پھر اسفند نے کب غور سے مجھے دیکھا تھا کہ انہیں میری کوئی خوبی نظر آتی اور آتی بھی کیسے، میں ماہا کے مقابلے میں کتنی عام سی ہوں۔ کہاں ماہا، کہاں میں...... میرا اس سے کیا مقابلہ۔ اور خود اسفند بھی تو کتنے مکمل ہیں، بے انتہا شاندار۔ میں ان کے ساتھ کتنی مس فٹ لگتی ہوں۔"

"کیا سوچ رہی ہیں نازش!" اسفند کو اب اس کی یہ بے انتہا خاموشی محسوس ہونے لگی تھی۔

"کچھ نہیں" وہ ایک دم جیسے ہوش میں آ گئی "پارٹی میں کتنے لوگ ہوں گے؟"

"آپ پریشان نہ ہوں، وہاں سب سلجھے ہوئے، پڑھے لکھے لوگ ہوں گے۔ سب آپ کو خوشی سے ویلکم کہیں گے۔ آپ کو قطعی اجنبیت کا احساس نہیں ہوگا۔" اسفند نے نرمی سے اسے سمجھایا۔

"جی نہیں، میں پریشان نہیں ہوں۔"

نازش کو لگا وہ غلط کر رہی ہے۔ اس طرح تو اسفند اس کے لیے یہی سوچتا کہ اسے اپنی شخصیت پر ذرا اعتماد نہیں ہے پھر وہ گاؤں کی سیدھی سادی لڑکی نہیں تھی۔ پڑھی لکھی، پُراعتماد لڑکی تھی۔ اسے اس طرح بی ہیو نہیں کرنا چاہیے تھا۔

"گڈ!" ان کی منزل آ گئی تھی اس لیے اسفند نے گاڑی روک دی تھی۔

ان کا استقبال اچھا ہوا تھا۔ وہاں بہت زیادہ لوگ نہیں تھے لیکن جو بھی تھے وہ سب اس سے اچھی طرح ملے تھے۔ خود اسفند مستقل اس کے ساتھ رہا تھا تاکہ وہ خود کو تنہا محسوس نہ کرے۔ نازش کے دل میں موجود تمام خدشات جیسے ختم ہو گئے تھے لیکن تب تک، جب کچھ دیر پہلے جب اسفند اسے تنہا چھوڑ کر جانے کسی سے ملنے اٹھ کر گیا تو وہ خاموشی سے تمام ہنستے چہروں کو دیکھنے لگی۔ ایسی پارٹی میں شرکت کرنے کا یہ اس کا پہلا اتفاق تھا۔ یہ بہت اونچے لوگوں کی گیدرنگ تھی۔

اسی وقت اس کے کانوں میں اپنے پیچھے بیٹھی چند خواتین کے جملے اترے۔ جس نے اسے پھر سے اتنا اعتماد کھونے پر مجبور کر دیا۔

"اسفند کو کوئی اور لڑکی نہیں ملی تھی اپنے لیے۔ ماہا کی کیا بات تھی، اس کے دم سے محفل میں جیسے روشنی ہو جاتی تھی" جانے کس نے کہا تھا۔

''ہاں بھئی! بے شک یہ اسفند بھائی کی دوسری شادی ہے لیکن ان کے لیے اچھی لڑکیوں کی کیا کمی تھی، جس کو اشارہ کرتے، راضی ہو جاتی'' دوسری آواز میں حسد اور رشک دونوں چھپے ہوئے تھے۔

''ہاں، تمہاری طرف ہی اشارہ ہو جاتا'' کوئی لڑکی کھلکھلا کر ہنسی تھی۔

''ہائے، وہ اشارہ تو کرتے۔ اب تو مجبوراً بھائی کہنا پڑتا ہے'' اسی آواز نے آہ بھری تھی۔

''کچھ بھی ہے، مرد کی فطرت پتا چلتی ہے کیسے آگے پیچھے پھرتے تھے اسفند...... آج جب وہ معذور ہو گئی ہے تو اسے بھول کر دوسری کے پیچھے پھر رہے ہیں۔''

''اور جو اس قابل بھی نہیں ہے'' ایک نئی آواز تھی۔

''ایسا تو مت کہو، اب اتنی بُری بھی نہیں ہے۔ تم لوگ ماہا سے کمپیئر یزن کرو گی تو ہر ایک بُرا لگے گا۔ ہم میں سے کون ہے اس جیسا، اس کا حسن تو الگ ہی تھا۔''

''بے چاری...... جتنی خوبصورت تھی اب اتنی ہی لاچار ہو گئی ہے'' اب وہ سب ماہا کو ڈسکس کرنے لگی تھیں۔

''اتراتی بھی تو کتنا تھی، اتنا غرور اللہ کو پسند نہیں ہے۔''

نازش خاموشی سے ان سب کی باتیں سن رہی تھی۔ اسفند کی آمد پر چونکی۔ ''چلیں، سوری، ایک دوست سے کچھ کام تھا۔ اس سلسلے میں گیا تھا اس کے پاس، آپ بور تو نہیں ہوئیں؟''

''جی نہیں پھر آپ کو زیادہ دیر تو نہیں ہوئی'' وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ واپسی میں وہ ہمیشہ کی طرح خاموش تھی۔

''آپ شروع سے ہی اس قدر کم گو اور سنجیدہ ہیں یا اب شادی کے بعد ہو گئی ہیں؟'' اسفند نے کچھ دیر کی خاموشی کے بعد اچانک پوچھا۔

''نہیں، میں کم گو تو نہیں ہوں، نہ ہی سنجیدہ ہاں، بہت زیادہ نہیں بولتی'' اس نے جواباً ایک نظر اسفند پر ڈالی۔

''مجھے تو ایسا لگتا ہے جیسے ہم سب کی وجہ سے آپ...... خیر، کہیے پارٹی کیسی رہی، آپ بور تو نہیں ہوئیں؟'' اسفند نے موضوع بدلا۔

''بالکل نہیں، وہاں سب اچھے لوگ تھے'' نازش کے کانوں میں ان لڑکیوں کی آوازیں ابھرنے لگیں۔

''ہاں، لیکن اچھے لوگوں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو دوسروں کو آزار پہنچانے

میں عار نہیں سمجھتے۔ دوسروں کے مسائل سمجھے بغیر ان پر الٹا سیدھا ڈسکس کرنا ان کا پسندیدہ کام ہوتا ہے'' شاید اتفاق سے وہ بھی ان کی گفتگو سن چکا تھا۔ پوری نہ سہی تھوڑی بہت یا اس سے ملتی جلتی گفتگو کہیں اور بھی ہو رہی ہو۔ دوسروں کی کمزوریوں پر باتیں کرنا تو ہمارا پسندیدہ کام ہے۔

نازش کے پاس اس بات کا کیا جواب تھا اس لیے وہ خاموش رہی۔

دوسری صبح چونکہ چھٹی تھی اس لیے ناشتے کی میز پر بچے بھی موجود تھے جو ہمیشہ کی طرح روٹھے روٹھے اور خاموش تھے۔ حالانکہ اسفندان سے مستقل کچھ نہ کچھ پوچھ رہا تھا۔

''کیا بات ہے بیٹا، آج آپ چپ ہو؟'' اس نے ایمن سے پوچھا تو وہ آہستہ سے بولی۔

''نہیں پاپا، کچھ نہیں۔''

''کچھ تو ہے بھئی، آپ دونوں یوں چپ تو نہیں رہتے'' اب کی بار اس نے علی کو دیکھا جس نے اس بات کا جواب دینا بھی ضروری نہیں سمجھا تھا۔

اسی وقت عمر کی آیا اسے گود میں لیے اندر داخل ہوئی...... ''ایکسیوزمی سر! یہ شاید آپ لوگوں کے پاس آنا چاہتا ہے کیونکہ یہ مستقل ماما پاپا کی رٹ لگائے ہوئے ہے۔ آپ لوگ ڈسٹرب تو نہیں ہوئے؟''

''نہیں، لاؤ بھئی اسے مجھے دے دو پھر سارا دن یہ کہاں آتا ہے میرے پاس'' اسفند نے اسے لینا چاہا لیکن وہ ہمک کر نازش کی گود میں چلا گیا۔ نازش بھی اسے گود میں بھر کر پیار کرنے لگی۔

''ارے، یہ تو آپ سے بہت، مل گیا ہے'' اسفند نے دو ایک بار دیکھا تھا کہ وہ عمر کے کمرے میں جاتی ہے لیکن اس کی یہ حرکت تو یہ بتا رہی تھی کہ ان دونوں میں کافی میل جول ہے بھی تو وہ یوں لپک کر اس کے پاس گیا تھا۔

''میرا بیٹا جو ہے'' نازش کی آواز میں محبت کی شیرینی گھلی ہوئی تھی۔

''جی نہیں، یہ آپ کا بیٹا نہیں ہے۔ یہ ہمارا بھائی ہے، ہماری مما کا بیٹا ہے یہ...... آپ اسے آیا کو دے دیں'' علی ایک دم چلایا تو ہر شخص لمحے بھر کو ساکت رہ گیا۔

لیکن اگلے ہی لمحے اسفند نے خود کو سنبھال لیا ''علی...... بی ہیو یور سیلف۔ مجھے بدتمیزی پسند نہیں ہے۔''

''لیکن میں ٹھیک کہہ رہا ہوں پاپا! وہ ان کا بیٹا نہیں ہے۔ یہ ہماری مما نہیں ہیں جو یہ ان کا بیٹا ہو۔ ہماری مما بیمار ضرور ہیں لیکن بس وہی ہماری مما ہیں اور کوئی نہیں بن سکتا۔ یہ عمر کو ہم

سے چھیننا چاہتی ہیں۔ عمر میرا بھائی ہے، ان کا بیٹا نہیں۔ ان سے کہیں اسے ہاتھ نہ لگائیں" وہ اسی طرح غصے میں چیخ رہا تھا۔

اسفند کا ہاتھ اٹھا اور علی کے گال پر زور سے پڑا۔ ہر ایک سکتے میں آ گیا تھا۔ کسی کو اسفند سے اس حرکت کی امید نہیں تھی۔ آج تک اس نے بچوں کو نہیں مارا تھا۔ علی تو جیسے صدمے کی سی کیفیت میں چند ساعتوں کے لیے ہکا بکا رہ گیا تھا۔ اگلے ہی لمحے وہ کرسی کھسکا کر کھڑا ہوا اور تیزی سے وہاں سے بھاگ گیا۔

ایمن بھی ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی "آپ نے ان کے لیے علی کو مارا پاپا! اس نے ایک نفرت بھری نظر نازش پر ڈالی جو اس صورتحال میں خود بھی عجیب سا محسوس کر رہی تھی۔ "آپ نے علی کو مارا پاپا...... آپ نے تو پہلے کبھی ہمیں نہیں مارا تھا پاپا! لیکن آج...... لایئے میرے بھائی کو" اس نے ایک جھٹکے سے نازش سے عمر کو چھینا تو وہ چیخ چیخ کر رونے لگا پھر اگلے ہی لمحے وہ عمر کو لیے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔

آیا خود بہت شرمندگی محسوس کر رہی تھی "آئی ایم سوری سر! مجھے نہیں معلوم تھا کہ سچویشن ایسی ہو جائے گی ورنہ میں اسے یہاں نہ لاتی۔"

"آپ جایئے، عمر کو دیکھئے" اسفند کا انداز انتہائی خشک تھا۔ وہ فوراً وہاں سے چلی گئی۔

"آئی ایم سوری نازش، مجھے اپنے بچوں سے اس بدتمیزی کی امید نہیں تھی لیکن شاید مجھ سے ہی کوتاہی ہو رہی ہے۔ میں انہیں وقت نہیں دے پاتا اور ان کی ماں...... بہرحال مجھے افسوس ہے" پھر وہ رکا نہیں اور باہر چلا گیا۔

نازش کتنی ہی دیر وہاں بیٹھی رہی۔ اس نازک صورتحال حال میں وہ عجیب سی کیفیت سے دوچار تھی۔

"ان بچوں کی تربیت کی ذمے داری مجھ پر بھی تو عائد ہوتی ہے۔ وہ مجھ سے کھنچے کھنچے رہتے ہیں تو اس بات سے گھبرا کر میں نے بھی تو کبھی ان لوگوں سے گھلنے ملنے کی کوشش نہیں کی۔ بچے تو کچی مٹی کی طرح ہوتے ہیں۔ جدھر موڑو مڑ جاتے ہیں۔ مجھے انہیں محبت اور توجہ دینی چاہیے تھی جو میں نہیں دے رہی ہوں۔" وہ ان تمام باتوں کا قصوروار خود کو سمجھ رہی تھی۔ واقعی، وہ ایک مختلف مزاج کی انوکھی لڑکی تھی۔

دن بھر اسفند جانے کہاں غائب رہا، رات میں جب وہ واپس آیا تو ماما کے پاس گیا، اس کا موڈ سخت خراب تھا۔ اسفند نے جان لیا کہ اسے صبح ہونے والے واقعے کی اطلاع مل

چکی ہے۔ پتا نہیں کون اس کا اس قدر ہمدرد تھا جو ایک ایک منٹ کی خبر اسے پہلے سے پہنچا دیتا تھا۔

''اس کی محبت میں آپ اس قدر آگے بڑھ گئے کہ آج آپ نے میرے بچے کو اس کی وجہ سے مارا؟'' اس کا لہجہ غضب ناک تھا۔ اسفند لمحے بھر کو ٹھٹک گیا پھر جلد ہی سنبھل کر بولا۔

''میں نے اسے کسی کے لیے نہیں اس کی بدتمیزی پر مارا تھا۔ وہ بھی غیر ارادی طور پر...... بعد میں دن بھر مجھے اس کا افسوس ہوتا رہا۔''

''خاک افسوس ہوتا رہا، آپ نے اس سے پہلے کبھی بچوں پر ہاتھ اٹھایا تھا۔ آج اس عورت کی وجہ سے......'' وہ زور سے چلائی۔

''بات کو غلط رنگ مت دو ماہا، وہ میرے بچے ہیں۔ انہیں پیار کرنے کے علاوہ مجھے ڈانٹنے کا بھی حق ہے۔ وہ غلطی کریں گے تو ڈانٹ بھی کھائیں گے۔ اور مار بھی اور یہ سب ان کے لیے بہت ضروری ہے ورنہ ان کی شخصیت غلط راستوں پر چل پڑے گی۔'' اسفند نے برداشت سے جواب دیا۔

''مجھے نصیحتیں نہ کریں۔ کچھ بھی ہو، میں آپ کو یا کسی اور کو اس بات کی اجازت نہیں دے سکتی کہ وہ میرے بچے کو مارے۔''

''تمہاری سوچیں منفی ہوتی جا رہی ہیں اگر تمہارے سامنے وہ بدتمیزی کرتے تو کیا تم انہیں ڈانٹتی یا مارتیں نہیں؟''

''کچھ بھی ہو، یہ پہلی اور آخری مرتبہ تھا۔'' ماہا نے قطعی لہجے میں کہا ''آئندہ اگر نازش کی وجہ سے آپ نے میرے بچوں کو کچھ کہا تو اس گھر میں یہ اس کا آخری دن ہوگا۔''

''بات کو مت بڑھاؤ ماہا! وہ میری اولاد ہیں، ان پر میرا پورا حق ہے۔ ڈانٹ اور مار تربیت کا ایک حصہ ہوا کرتی ہے۔ تم غلط سوچ رہی ہو، میں نے کسی کے کہنے میں آ کر ایسا نہیں کیا بلکہ علی کی بدتمیزی پر بے ساختہ میرا ہاتھ اٹھ گیا تھا۔''

''اس سے پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا؟'' ماہا کا لہجہ بدستور تلخ تھا۔

''اس سے پہلے کبھی اس نے اس طرح بدتمیزی بھی نہیں کی تھی'' اب کی بار اسفند کو بھی غصہ آ گیا۔ وہ غلط بات پر بحث کر رہی تھی۔

''اسفند!'' ایک لمحے کو ماہا خاموش ہو گئی ''آپ بہت بدلتے جا رہے ہیں۔ پہلے آپ ایسے نہیں تھے'' اس کی آواز میں یکدم تھکن سی اتر آئی تھی۔

''نہیں ماہا، تم وہموں کا شکار ہو رہی ہو خواہ مخواہ بچے کو اس کی غلطی پر ایک تھپڑ مارنا اس

بات کا غماز نہیں ہے کہ میں بدل گیا ہوں۔ بچے جب بھی غلطی کریں ماں باپ کو اس کی غلطی سے پہلو تہی کرنے کے بجائے فوراً سختی یا نرمی سے اس کی اصلاح کرنی چاہیے۔ یہ بچوں کی تربیت کا حصہ ہوتا ہے۔ جو ماں باپ بچوں کی غلطیوں کو نظر انداز کرتے ہیں وہ بعد میں پچھتاتے ہیں۔ دکھی ہوتے ہیں" وہ رسانیت سے ماہا کو سمجھا رہا تھا۔

"میں رہوں نہ رہوں لیکن آپ میرے بچوں سے کبھی منہ نہ موڑ یئے گا اسفند، اپنی دلچسپیوں میں انہیں نہ بھلا دیجئے گا۔"

"کیا دلچسپیاں ہیں میری؟" وہ جیسے چڑ سا گیا۔

"ایک دلچسپی بہت بڑی تو گھر میں ہی موجود ہے۔ کل آپ اسکو پارٹی میں لے گئے تھے، رات گئے گھر لوٹے تھے" ماہا طنزیہ انداز میں کہہ رہی تھی۔

"تمہیں معلوم ہے ماہا بعض جگہ کپلز کا جانا ضروری ہوتا ہے۔ ہاں، میں نے نازش سے شادی نہ کی ہوتی تو دوسری بات تھی لیکن اب تو سب کو معلوم ہے پھر سب بار بار یہی سوال کرتے ہیں کہ میں نازش کو کیوں نہیں لاتا؟ تم تو ہر جگہ میرے ساتھ جایا کرتی تھیں۔"

"تو آپ اسے میری جگہ دے رہے ہیں، آہستہ آہستہ" وہ تلخی سے ہنسی تو اسفند کا دل دکھ سے بھر گیا۔

"ایسا نہیں ہے ماہا! کوئی کسی کی جگہ نہیں لے سکتا اور تمہاری جگہ تو کوئی نہیں۔ تم میری خوشی ہو جبکہ نازش میری مجبوری......"

"جھوٹ بول رہے ہیں آپ، اب وہ آپ کی خوشی ہے، ضرورت ہے جبکہ میں مجبوری...... جیسے آپ نے مجبوراً اب تک اپنایا ہوا ہے۔" وہ ایک دم پھوٹ کر رونے لگی۔

اسفند نے اٹھ کر اس کا ماتھا چوما۔ اس کے آنسو پونچھے اور اس کا ہاتھ تھام کر اسے سمجھانے لگا "غلط اور منفی سوچوں کو اپنے دل میں جگہ مت دو ماہا۔ ایسا نہیں ہے۔ الٹا سلٹا سوچتی رہوگی تو بلاوجہ خود کو پریشان کروگی۔ کوئی بھی آ جائے میرے لیے تمہاری اہمیت کبھی کم نہیں ہوگی۔"

ماہا چپ چاپ اس کی باتیں سنتی رہی۔ نا معلوم کیوں اسے اسفند کی کسی بات پر یقین نہیں آ رہا تھا۔

"نازش چاہتی تھی کہ دو ایک دن میں بچوں کا غصہ ذرا کم ہو جائے تو وہ اس سے بات کرے۔ ان سے بے تکلف ہونے کے لیے ان کی طرف پیش قدمی کرنا ضروری تھا۔

دو دن گزر گئے تو شام کے وقت وہ بچوں کے پلے روم میں چلی آئی۔ تینوں بچے آیا

کے ساتھ وہیں موجود تھے۔ علی کمپیوٹر پر کوئی گیم کھیل رہا تھا جبکہ ایمن، عمر کے ساتھ بلاکس بنا کراسے بہلا رہی تھی۔

"علی، ایمن میں آجاؤں اندر؟" اس نے کمرے میں جھانکتے ہوئے پوچھا تو وہ دونوں چونک گئے۔ اسے دیکھ کر دونوں کے چہروں پر ناگواری کے سائے اُمڈ آئے لیکن دونوں خاموش رہے۔ شاید بعد میں اکیلے میں اسفند نے ان دونوں کی کلاس لی تھی اور انہیں سمجھایا تھا، اس لیے وہ اسے دیکھ کر ایک دم غضب ناک نہیں ہوئے تھے۔

"کیا ہو رہا ہے؟" وہ بے تکلفی سے ایمن اور عمر کے پاس آکر بیٹھ گئی۔

ایمن، میں تمہاری مدد کروں؟" اس نے ایمن سے کہا۔

"جی نہیں، شکریہ!" وہ ایک دم اٹھ کھڑی ہوئی "علی، میں لان میں جا رہی ہوں، تم بھی وہیں آجانا۔"

"اوکے، میں چل رہا ہوں، میرا گیم ختم ہو گیا ہے۔"

اس نے کمپیوٹر آف کیا اور وہاں سے اٹھ گیا۔

دونوں کا یہ رویہ تابش کو شرمندہ کرنے کے لیے کافی تھا لیکن وہ ہمت نہیں ہارنا چاہتی تھی "علی اور ایمن، میں تم دونوں کے ساتھ کھیلنے اور باتیں کرنے آئی ہوں اور تم لوگ جا رہے ہو۔ بیٹھو بھئی!"

"آپ بیٹھیے، ہم لوگ لان میں جا رہے ہیں۔" با دل ناخواستہ ایمن کو جواب دینا پڑا کیونکہ کل رات ہی اسفند نے ان دونوں کو بٹھا کر لمبا سا لیکچر دیا تھا، سمجھایا تھا۔ انہیں وارننگ دی تھی کہ اب اسے اس قسم کی کوئی شکایت نہ ملے۔ وہ نہیں چاہتا کہ کوئی اس کے بچوں کو بدتمیز کہے۔

"چلو پھر ٹھیک ہے، میں بھی تم لوگوں کے ساتھ وہیں چلتی ہوں۔ کرکٹ کھیلیں گے۔ میں اپنے کالج میں اپنی کرکٹ ٹیم کی کپتان تھی۔"

"مجھے کرکٹ پسند نہیں ہے" علی کا منہ بدستور بنا ہوا تھا۔

"ارے یار، کرکٹ آج کل کسے ناپسند ہوتی ہے۔ میں نے سنا ہے، تم بالنگ بہت اچھی کرتے ہو۔ چلو، آج مجھے آؤٹ کر کے دکھاؤ" اس نے بے تکلفی سے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے روک لیا۔ جسے علی نے ایک جھٹکے سے چھڑا لیا۔

"مجھ سے دور رہیں، مجھے آپ بالکل اچھی نہیں لگتیں۔ آپ کی وجہ سے میری مما......"

''نہیں بیٹا، میری وجہ سے نہیں اور کسی کی وجہ سے نہیں۔ اچھا تم یہاں بیٹھو، کچھ دیر میرے پاس...... پلیز، کچھ دیر کے لیے۔'' اس کے لہجے میں لجاجت تھی۔ بادل ناخواستہ علی کو بیٹھنا پڑا۔

''دیکھو بیٹا'' کسی کی وجہ سے کچھ نہیں ہوتا سب کچھ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ یہ بات تو جانتے ہو نا؟'' علی کو سر ہلانا پڑا۔

''اب ہمارا کام کیا ہے کہ ہم اللہ کی جانب سے ہوئی ہر بات کو بخوشی قبول کریں، صبر و برداشت سے کام لیں۔ اس پر شکوہ کرنے کے بجائے اس میں اللہ کی مصلحت کو ڈھونڈیں۔ یہ اللہ کی طرف سے امتحان ہوتا ہے۔ امتحان نہیں ہوگا تو انعام کیسے ملے گا۔ امتحانوں میں جو کامیاب ہوتا ہے اسے ہی تو شیلڈ ملتی ہے نا۔ بس جنت ہمارے لیے وہی کامیابی کا کپ اور شیلڈ ہے اور اسے پانے کے لیے ہمیں بہت محنت کرنی ہے، صبر و برداشت کرنا ہے۔ مما کی بیماری بھی ان کے لیے، سب کے لیے امتحان ہے۔ تم سمجھ رہے ہو نا میری بات؟'' نازش نے ان دونوں کے چہروں پر نظر ڈالی جہاں بے حد سنجیدگی طاری تھی۔

آپا بھی دم بخود اس کی باتوں کو سن رہی تھی۔ وہ کتنے عام سے لفظوں میں، بچوں کے سمجھ آجانے والے طریقے سے انہیں سمجھا رہی تھی۔

''تم دونوں دعا کیا کرو اپنی مما کے لیے، دعاؤں میں بہت تاثیر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سننے والا اور دینے والا ہے اور ہم اس کے مانگنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے کہا کرو کہ اے ہمارے رب، ہمارے لیے ہماری ماں کو ٹھیک کر دے۔ ہم جھولی پھیلائے تیرے سامنے کھڑے ہیں، ہمیں خالی لوٹانا نہیں۔'' اس کی آنکھوں میں آنسو امڈے چلے آرہے تھے۔

تو پھر مما ٹھیک ہو جائیں گی؟'' ایمن کی آواز میں جانے کیا تھا کہ وہ تڑپ کر رہ گئی۔

''ہاں بیٹا، وہ بالکل ٹھیک ہو جائیں گی۔ بس اللہ پر بھروسا اور یقین ہونا چاہیے۔'' اور اسے اس وقت بہت اچھا لگا جب دونوں کے چہرے خوشی کے احساس سے چمکنے لگے۔

جس وقت اسفند کی گاڑی گھر میں داخل ہوئی، لان میں زوردار کرکٹ ہو رہی تھی۔ یہ منظر اس کے لیے بہت حیران کن تھا۔ علی، ایمن، نازش اور گھر کے دو ملازم لڑکے اس میں شامل تھے جبکہ آپا عمر کو سنبھالنے کے ساتھ ساتھ خود بھی اس کھیل کا ایک حصہ لگ رہی تھی۔

آج کتنے دنوں بعد اس گھر میں زندگی جاگی تھی۔ اسفند کو بہت خوشگوار سا احساس ہو رہا تھا۔ سب سے زیادہ اسے نازش پر حیرت ہو رہی تھی جو بچوں کے ساتھ بچہ بنی ہوئی تھی۔ اس

کے ایک زوردار شاٹ کو جب علی نے کیچ کیا تو ایک شور سا مچ گیا۔ اسفند وہیں کھڑا بڑی دلچسپی سے سب دیکھ رہا تھا۔

''صاحب، آپ بھی آجائیں'' ایک ملازم لڑکے نے اسے آواز دی تو وہ وہیں چلا آیا۔ اسے دیکھ کر نازش جھجک سی گئی۔

''بہت زوردار کرکٹ ہو رہی ہے بھئی!'' اس نے مسکرا کر علی کو مخاطب کیا۔

''جی پاپا! میں نے ابھی نازش آنٹی کو آؤٹ بھی کیا ہے'' اس نے پھولی ہوئی سانس اور چمکتے ہوئے چہرے کے ساتھ بتایا ''وہ کہہ رہی تھیں یہ اپنے کالج میں کرکٹ ٹیم کی کپتان اور بہت اچھی بیٹسمین تھیں۔''

''بیٹسمین نہیں وومن!'' اسفند نے مسکراتے ہوئے تصحیح کی۔

''ہاں ہاں وہی لیکن پاپا! لڑکیوں کو کرکٹ کھیلنے کی ضرورت کیا ہے؟'' اس کا موڈ بہت اچھا لگ رہا تھا۔

''اور کیا، بچوں سے آؤٹ ہو جاتی ہیں'' وہ نازش کی طرف دیکھ کر زیر لب مسکرایا تو وہ جھینپ سی گئی۔

''آپ فریش ہو لیں، میں چائے لگواتی ہوں آپ کے لیے'' نازش سے کوئی جواب نہیں بن پڑا تھا۔

''ٹھیک ہے، میں کچھ دیر میں آتا ہوں۔ چائے آج یہی لان میں پئیں گے، سب مل کر۔'' اسفند کے کہنے پر علی کا ہنستا مسکراتا چہرہ ایک دم بجھ سا گیا۔

''لیکن مما تو نہیں آسکیں گی یہاں۔''

''تو کیا ہوا، ہم وہیں ان کے کمرے میں چلے چلتے ہیں'' اسفند نے ایک دم بات کو سنبھالا۔

''میں نہیں جاؤں گی، مما ہر وقت ڈانٹتی ہیں۔''

ایمن نے نفی میں سر ہلایا۔

''بُری بات بیٹا، آپ کی مما بیمار ہیں۔ وہ باہر نہیں آسکتیں تو آپ کو ان کے پاس جانا چاہیے۔ آپ لوگ ان کے پاس نہیں جاتے اسی لیے تو وہ خفا ہوتی ہیں۔'' نازش نے نرم لہجے میں سمجھایا۔

دونوں خاموش رہے۔

''اس وقت ان کو آپ کی ضرورت ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے جب آپ چھوٹے

تھے، آپ کو ان کی ضرورت تھی۔ آپ لوگ وہاں جائیے، میں چائے وہیں بھجواتی ہوں۔"

"آپ بھی وہیں آجائیے گا نازش!" اسفند نے کہا تو وہ مسکرائی۔

"آپ لوگ تو چلیے مجھے تھوڑا کام ہے۔"

اسفند جانتا تھا کہ وہ وہاں نہیں آئے گی کیونکہ ماما اسے کہاں برداشت کر سکتی تھی۔ دوسرے اسفند اور بچوں کی موجودگی میں تو قطعی نہیں۔

وہ سب ماما کے پاس چلے گئے تو وہ کچن میں چلی آئی آج اس نے شام کی چائے کے لیے فروٹ کیک خود بیک کیا تھا۔ خانساماں کو اس نے چائے بنانے کے لیے کہا اور ٹرالی سیٹ کرنے لگی۔

ماما کے کمرے میں چائے بھجوا کر وہ اپنے کمرے میں آگئی۔ آج اس نے بچوں کو منا کر بہت بڑا معرکہ سر کیا تھا۔ اب اسی طرح اسے ماما کو بھی منانا تھا۔

اس وقت اس کا دل بیک وقت خوشی اور افسردگی دونوں محسوس کر رہا تھا۔

"مجھے تو خوش ہونا چاہیے، میں اداس کیوں ہوں؟ کیا مجھے اس بات کی خوشی نہیں ہے کہ میں بکھرے ہوئے لوگوں اور بکھرے ہوئے گھر کو سمیٹنے کی کوشش کر رہی ہوں لیکن ان لوگوں اور گھر میں میری جگہ کہاں ہے۔ کیا صرف یہ کمرا میری پناہ گاہ ہے۔ چلو گھر میں تو ایک جائے پناہ مل گئی لیکن دلوں میں...... وہ بھی مل ہی جائے گی" وہ افسردگی سے مسکرائی اور کھڑکی میں کھڑی جانے کب تک باہر خوش نما پھولوں کو دیکھتی رہی۔ پتا نہیں کبھی کبھی کیوں اس سارے ماحول سے بھاگ جانے کو جی چاہنے لگتا تھا۔ اس کے اعصاب تھکنے سے لگتے تھے لیکن پھر وہ نئے سرے سے اپنی ہمت کو باندھتی اور ایک امتحان کے لیے تیار ہو جاتی۔

اسفند اور اس کے درمیان عجیب سا رشتہ تھا۔ نہ دوستی، نہ دشمنی، نہ تعلق نہ ہی لاتعلقی۔ نہ معلوم وہ کبھی اس کا ہوتا بھی یا پھر یونہی عمر گزر جانا تھی۔

ہاں، ایک عمر تھا جو اسے دیکھ کر خوشی کا اظہار کرتا تھا۔ اس کی طرف لپکتا تھا۔ اس کا دل خوشی سے معمور ہو جاتا۔ کوئی تو تھا چاہے معصوم بچہ ہی پھر بچے تو محبت کو بڑوں سے زیادہ پہچانتے ہیں۔ خود وہ اس کے لیے اپنے دل میں ممتا کے بھرپور جذبے کو محسوس کرتی تھی۔ اسے وہ بے انتہا حسین اور معصوم بچہ بہت پیارا لگنے لگا تھا لیکن اس نے محسوس کیا تھا کہ جہاں وہ اسے لینا چاہتی، یا اس کے پاس جاتی۔ آیا کسی بہانے سے اسے لیے وہاں سے کھسک جاتی۔ شاید یہ ماما کی تاکید تھی جسے وہ نبھا رہی تھی۔

ایک افسردگی کا گہرا احساس اسے گھیرے میں لے لیتا لیکن دوسرے ہی لمحے وہ خود کو سنبھالیتی۔ظاہر ہے یہ اس کا اپنا بچہ نہیں تھا اور اپنا بچہ......اس کا دل کوئی مٹھی میں لیتا۔ وہ اس موضوع پر سوچنا نہیں چاہتی تھی لیکن خیالات اور سوچیں بار بار وہیں مڑ جاتی تھیں۔

''کیا ہوا، دنیا میں بہت سی عورتیں ماں نہیں بنتیں پھر یہ تینوں بچے بھی تو میرے ہیں۔ میں اپنی محبت سے ان کو جیت سکتی ہوں۔''

ساری شام سوچتے سوچتے گزر گئی تھی۔وہ ایک کتاب ہاتھ میں لیے صوفے پر نیم دراز یہی سب سوچ رہی تھی جب اسفند ہلکی سی دستک دے کر اندر آ گیا۔وہ چونکی پھر سائیڈ پر رکھا اپنا ڈوپٹا اٹھا کر اوڑھنے لگی۔

''آپ آئیں نہیں نازش!''

''جی میں، یہ کتاب پڑھنے لگی تھی'' وہ اسے دیکھے بغیر کہہ رہی تھی۔

''کوئی بہت خاص کتاب ہے؟''

''نہیں، بس یونہی......''

''وہ میں آپ کا شکریہ ادا کرنے آیا تھا۔میں بہت ممنون ہوں آپ کا نازش، آج بہت عرصے بعد میرے بچوں نے اپنی ماں کے ساتھ چائے پی ہے، ہنسے بولے ہیں۔بہت دنوں بعد آج میں نے ماما کو اتنا خوش دیکھا اور یہ سب آپ کی وجہ سے ہوا۔''

''میرا اس میں کوئی کمال نہیں۔وہ ان کی ماں ہے۔کب تک اپنے بچوں سے دور رہ سکتی ہے۔'' نازش نے سنجیدگی سے کہا۔

''اور اگر آپ بھی وہاں ہوتیں تو اور زیادہ اچھا ہوتا لیکن میں آپ کو مزید امتحان میں نہیں ڈالنا چاہتا'' اسفند کا لہجہ بھی سنجیدگی لیے ہوئے تھا۔اسے واقعی اس بات کا شدت سے احساس ہو رہا تھا کہ اس کی وجہ سے نازش یہاں ہے لیکن وہ اسے اب تک کچھ نہیں دے سکا۔

اپنا شوہر، اپنے بچے اور اپنا گھر یہ تین چیزیں ایک شادی شدہ عورت کے لیے سب سے اہم ہوتی ہیں اور وہ ان تینوں نعمتوں سے محروم تھی۔

''میں یہیں ٹھیک ہوں، مجھے اپنا مقام اچھی طرح یاد ہے'' نازش کے لہجے کی لرزش اسفند سے چھپی نہ رہ سکی۔

ایک عجیب دل دکھاتے احساس نے اس کے وجود کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔وہ بے ساختہ آگے بڑھا اور اپنے دونوں ہاتھ نازش کے کندھوں پر رکھ دیے۔

وہ جی جان سے کانپ کر رہ گئی۔ اسفند اس کا شوہر تھا لیکن ابھی تک وہ اس کے لمس سے محروم تھی۔ نہیں جانتی تھی کہ شوہر کا پیار کیا ہوتا ہے۔

''آئی ایم سوری نازش، میں واقعی اچھا شوہر نہیں ہوں۔ آپ کا کوئی حق پورا نہیں کر سکا۔''

''میں ٹھیک ہوں، مجھے کسی سے کوئی شکوہ نہیں ہے۔'' اس نے اپنے وجود کو اسفند کے ہاتھوں کی قید سے چھڑانا چاہا تو اس کی گرفت مضبوط ہو گئی۔

''یہ آپ کا ظرف ہے۔''

''میں چاہتی ہوں، آپ کے گھر کی خوشیاں لوٹ آئیں۔''

''کیا یہ آپ کا گھر نہیں؟'' اسفند بدستور اس کے اتنے ہی نزدیک تھا اور نازش کا پورا وجود جیسے پگھل رہا تھا اور وہ کسی کمزور لمحے کی قید میں نہیں آنا چاہتی تھی۔ اسے پہلے یہاں اپنے مقام کا تعین کرنا تھا۔

''پتا نہیں'' وہ پھر سے کسمسائی لیکن اسفند کی گرفت زیادہ مضبوط تھی۔

''کیا آپ میرے نزدیک رہنا پسند نہیں کرتیں؟''

عجیب سا سوال تھا۔ کون سی بیوی اپنے شوہر کے نزدیک رہنا پسند نہیں کرے گی صرف وہی جو کسی ناپسندیدہ شخص سے بیاہی گئی ہو اور اسفند جیسا شخص کسی کا ناپسندیدہ ہو سکتا تھا۔ وہ تو جی جان سے اس کی ہو چکی تھی۔

''پلیز، مجھے چھوڑ دیجئے۔ میری ذات اتنی ارزاں نہیں ہے۔ مجھے محبتیں بھیک میں لینا پسند نہیں ہیں۔ نہ ہی آپ کسی احسان تلے دب کر یا کسی پشیمانی کے احساس سے میرے پاس آئیں، میں خوش ہوں، مطمئن ہوں اس زندگی سے۔'' پہلی مرتبہ اس نے کسی ناراضی کا اظہار کیا تھا۔

''میں آپ کا شوہر ہوں نازش، میں کسی پشیمانی سے آپ کے پاس کیوں آؤں گا۔ آپ ایسا کیوں سوچ رہی ہیں۔ مجھ سے کوتاہیاں ضرور ہوئی ہیں لیکن میں حالات کی وجہ سے۔ ورنہ میں اب سے بہت پہلے آپ کے پاس آجاتا، پلیز، غلط نہ سوچیں۔'' اسفند نے اس کا چہرہ اوپر کر کے غور سے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

ان آنکھوں میں رتجگوں کی جلن تھی، محرومی کا احساس تھا۔ وہ آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی نہیں تھیں لیکن نم تھیں۔

پہلی بار بہت شدت سے اسفند کو احساس ہوا کہ اس لڑکی کے ساتھ شروع سے اب تک کتنی زیادتیاں ہوتی رہی ہیں۔ کیا وہ یہاں صرف اس گھر کے بگڑے ہوئے حالات سدھارنے

آئی تھی۔ کیا وہ اس بکھرے ہوئے گھر کو، یہاں کے لوگوں کو سمیٹنے آئی تھی۔ اس کا وجود کسی کو کیوں نظر نہیں آتا تھا۔

وہ کوئی مٹی کی گڑیا نہیں تھی جو سوچتی نہ ہو، محسوس نہ کرتی ہو، دیکھتی نہ ہو۔ اس کمرے کی تنہائی اسے کاٹتی نہ ہوگی۔ کیا اس گھر کو سجانا، سنوارنا اور سمیٹنا ہی اس کی زندگی کا مقصد تھا۔

"آئی ایم سوری نازش" اسفند کے پورے وجود کو جیسے پشیمانی اور شرمندگی نے گھیر لیا۔

"کس لیے......" نازش کا لہجہ ہر احساس سے عاری تھا۔ اسے اسفند کا شرمندہ چہرہ بالکل اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ وہ ان آنکھوں میں اپنے لیے محبت دیکھنا چاہتی تھی، شرمندگی نہیں۔ اسفند کچھ کہنا چاہتا تھا اس سے پہلے دروازے پر دستک ہوئی۔ اسفند کے ہاتھوں کی گرفت ہلکی ہوئی تو وہ فوراً اس کے نزدیک سے ہٹ گئی اور اپنی سانسیں بحال کرنے لگی۔

"دیکھیے کون ہے؟" غیر ارادی طور پر اسفند جھجک کر پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ اس طرح کہ آنے والے کی نظروں کے سامنے نہ آسکے۔

نازش نے اس کی اس حرکت کو دیکھا تو اس کا پورا وجود جیسے سلگ اٹھا۔ کیا وہ سب سے چھپ کر اس کے پاس آیا تھا، کیا وہ اس کا شوہر نہیں تھا جو دنیا سے چھپ کر اپنی بیوی کے کمرے میں آیا تھا۔ کیا اسے ماہا کا ڈر تھا یا نوکروں کا خوف کہ وہ ماہا تک اس بات کی اطلاع پہنچا دیں گے۔

اسے معلوم تھا ماہا اسفند کا نازش کے پاس رہنا بھی پسند نہیں کرتی اور پھر یہ بات جاننے کے بعد بہت ہنگامہ کرتی ہے۔ اپنی ضد سے جواب کر لیتی ہے لیکن یوں خوف زدہ ہوتا جیسے کسی پرائی عورت کے پاس کوئی چھپ کر جاتا ہے۔

"دروازے پر کوئی ہے؟" اسفند نے دوبارہ اسے یاد دلایا تو وہ دروازے کی طرف بڑھی۔ ملازمہ تھی جو کھانا لگ جانے کی اطلاع دے رہی تھی۔

"تم چلو، میں آتی ہوں۔" ملازمہ پلٹ گئی۔

اس کے جاتے ہی اسفند بھی اٹھا "اوکے میں چلتا ہوں، آپ بھی آجایئے فوراً۔" وہ اس کی جانب دیکھے بغیر کمرے سے نکل گیا۔

نازش کا دل چاہا پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے لیکن وہ کسی بزدلی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہتی تھی، ورنہ کھانے کی میز پر ڈیڈی کی سوالیہ نظروں کا کیا جواب دیتی۔

پوری رات وہ سوچتی رہی، اس کا تکیہ بھیگتا رہا۔ وہ اس گھر میں اور اسفند کی زندگی میں

اپنا مقام تو جانتی تھی لیکن آج اسے اس کا بہت اچھی طرح سے اندازہ ہوگیا تھا۔ اسفند کتنا بھی اچھا ہو...... یا تو وہ ماہا سے بہت زیادہ محبت کرتا تھا یا پھر اس کے اس قدر رواویلا مچانے کی وجہ سے اس سے خوف زدہ رہتا تھا۔ پھر اسے دوسری شادی کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ گھر سنبھالنے کے لیے، بچوں کو سنبھالنے کے لیے اسے نوکروں کی کیا کمی تھی۔ مسز پروین بحسن خوبی بہت سے معاملات کو سنبھال رہی تھیں۔

"لیکن تم نے بھی کیا کیا نازش بی بی! ماہا جہاں تھی وہیں ہے۔ تم نے اسے زندگی کی طرف لانے کی کتنی کوشش کی۔ سوائے ایک بار کے...... پھر اس کے رویے سے گھبرا کر تم کتنی آسانی سے پیچھے ہٹ گئیں۔ دوبارہ اس کے پاس گئیں ہی نہیں۔ بس خود کو ہی مظلوم اور محروم سمجھ سمجھ کر کڑھنے لگیں۔ تم سے کچھ چھپا ہوا نہیں تھا۔ اسفند نے بھی تم سے کچھ نہیں چھپایا تھا۔ ابھی تو تھوڑا ہی وقت گزرا ہے اور تم ہانپنے لگیں۔ تمہاری ہمت اور صبر و برداشت کی طاقت کہاں جا کھوئی۔ کیا تم اپنے رب سے اتنی جلدی مایوس ہوگئیں۔"

اپنا احتساب کرنا دنیا کا سب سے مشکل کام ہے اور وہ اس وقت وہی کر رہی تھی۔ نہ معلوم کیوں جوں جوں وہ اس موضوع پر سوچتی جاتی اس کا حوصلہ بڑھتا جاتا۔ اس کی تھکن آہستہ آہستہ دور ہو رہی تھی اور نئے سرے سے ایک حوصلہ اس کے اندر بیدار ہو رہا تھا۔

اسفند نے سوچا تھا کہ شاید وہ اب بہت دنوں تک اس سے اکھڑی اکھڑی رہے گی۔ ماہا کس طرح ذرا ذرا سی بات پر روٹھ جاتی تھی پھر اس کے منانے پر ہی منتی تھی۔ لیکن نازش تو دوسرے دن سے بالکل اسی طرح تھی۔ وہ اس کے ضبط پر حیران ہوتا رہا۔ حالانکہ اسے اسی روز احساس ہوگیا تھا کہ نازش کو اس کی وہ حرکت ناگوار گزری ہے بلکہ اس کا دل دکھا ہے۔

☆☆☆

زندگی پھر سے معمول پر آ گئی تھی۔ اس دن کے بعد اسفند اس کے کمرے میں نہیں آیا تھا۔ یقیناً وہ ابھی وہ حوصلہ خود میں نہیں پاتا تھا جس کی اسے ضرورت تھی یا پھر وہ ماہا کو ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا۔

اس دن ہمت کر کے وہ پھر سے ماہا کے کمرے میں آئی تھی۔ وہ خاموش لیٹی ٹی وی دیکھ رہی تھی۔ اسے دیکھ کر ہمیشہ کی طرح ناگواری کے سائے اس کے چہرے پر پھیل گئے۔

"کیسی ہو ماہا!" نازش اس کے نزدیک آ کر کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔

"میں اس سے پہلے بھی کئی بار تمہیں بتا چکی ہوں کہ تمہارا وجود مجھ سے برداشت نہیں

ہوتا۔تم میرے سامنے نہ آیا کرو لیکن تم بار بار وہی کرتی ہو، میں معذور ضرور ہوں لیکن بے اختیار نہیں۔آج بھی چاہوں تو تمہیں اس گھر سے نکلوا سکتی ہوں۔یہ گھر میرا ہے جسے میں چاہوں گی، وہ اس گھر میں رہ سکتا ہے۔تم اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو تو بار بار میرے سامنے نہیں آؤ گی ورنہ نقصان تمہارا ہی ہے۔جس طرح میرے کہنے سے اسفند نے تمہیں اپنا لیا اسی طرح میرے کہنے سے تمہیں چھوڑ بھی سکتے ہیں۔"

اس کی آواز میں حقارت تھی، غرور تھا، نفرت تھی۔

نازش نے اس کی آنکھوں میں اترتی نفرت کو اور لہجے میں موجود غرور کو دیکھا، اسے حیرت ہو رہی تھی ایک نازک سی لڑکی کیا اس حد تک بھی جا سکتی ہے۔زندگی کے حادثات ہمارے سب کس بل نکال دیتے ہیں اور وہ اب تک اسی طرح تھی بلکہ اس حادثے نے اس کی اس فطرت کو دو آتشہ کر دیا تھا۔

پتا نہیں وہ خوف زدہ تھی یا پر اعتماد...... کہ اس کے لہجے کا غرور جاتا ہی نہ تھا۔

"ماہا، غرور اللہ کو پسند نہیں۔یہ ہمیں پستیوں میں لے جاتا ہے۔خدا کو انکساری پسند ہے۔ہزار صلاحیتوں اور ہنر کے باوجود انسان، انسان ہی ہے، وہ خدا نہیں بن سکتا" پہلی بار بے حد سنجیدگی سے اس نے ماہا کو سمجھایا تو وہ چیخ پڑی۔

"تم مجھے ڈرا رہی ہو، یہ احساس دلا رہی ہو کہ یہ معذوری مجھے غرور کی سزا پر ملی ہے۔"

"ہرگز نہیں، میں تمہیں ڈرا نہیں رہی صرف سمجھا رہی ہوں۔خدا کو جھکنے والے لوگ پسند ہیں۔اکڑ انسان کو توڑ دیتی ہے۔میں جھکنے میں کبھی عار محسوس نہیں کرتی کیونکہ انسان کا خمیر لچک سے اٹھایا گیا ہے" آج وہ سب کچھ کہہ دینا چاہتی تھی۔

"مجھے نصیحتیں کرنے کی ضرورت نہیں ہے، جاؤ یہاں سے۔اپنے آپ کو اپنے کمرے تک محدود رکھو۔میری زندگی میں دخل اندازی کی ضرورت نہیں اور اس بات پر زیادہ خوش مت ہو کہ میں معذور ہوں اور تم چل پھر سکتی ہو۔میری معذوری کے باوجود اسفند صرف میرے ہیں۔یہ گھر میرا ہے، یہ بچے میرے ہیں۔تمہارے پاس کیا ہے سوائے اس عام سی شخصیت کے۔"

ماہا کی زبان ہمیشہ کی طرح زہر اگل رہی تھی۔نازش کا چہرہ لمحہ بھر کے لیے تاریک ہو گیا۔اسے معلوم تھا وہ سچ کہہ رہی ہے لیکن اگلے ہی لمحے اس نے خود کو سنبھال لیا۔

"مجھے معلوم ہے اور خدا تمہارے اس گھر کو سلامت رکھے، تمہیں صحت کی دولت لوٹا دے۔"

"بہت جلد میں ٹھیک ہو جاؤں گی۔ اسفند نے مجھے باہر لے جانے کا فیصلہ کر لیا ہے پھر تم سوچنا کہ تمہاری اس گھر میں کہاں گنجائش ہے؟"

"انشاء اللہ ماہا! اللہ تمہیں صحت دے اور جہاں تک اس گھر میں میری گنجائش کی بات ہے تو ہمیں خود معلوم نہیں ہوتا کہ ہمیں کہاں کب تک رہنا ہے۔ جب تک میرا اللہ چاہے گا، میں رہوں گی اور جس دن یہاں سے میرا آب و دانہ اٹھ گیا، میں ایک لمحہ یہاں نہیں رک سکوں گی" اتنی بڑی بات سننے کے باوجود اس کے چہرے پر اطمینان تھا۔ اس کے لہجے کا توکل ماہا کو اندر ہی اندر حیران کر رہا تھا۔

پتا نہیں خدا نے اس لڑکی کو کس شے سے بنایا تھا۔ یقیناً صبر، برداشت، حوصلے اور توکل کی مٹی سے۔ اس کا پورا وجود شکر کی تفسیر تھا۔

"تم کیا سمجھتی ہو، اس طرح کی باتیں کر کے تم اسفند کا دل جیت لو گی؟ میرے بچوں کو اپنا بنا لو گی لیکن تم کچھ بھی کر لو، اسفند کے دل میں، میں ہی رہوں گی اور جس دن میں ٹھیک ہو گئی، ان کی زندگی سے تمہارا وجود بالکل نکل جائے گا۔"

"میں چاہتی بھی نہیں ماہا کہ میں زبردستی کسی کی زندگی میں شامل ہوں۔ کسی کی بھی ذات اتنی ارزاں نہیں ہوتی کہ وہ اپنے آپ کو اتنا چھوٹا کر لے۔ مجھ میں لاکھ برداشت سہی لیکن میں اپنی ذات کو کسی پر مسلط نہیں کر سکتی۔ تم اپنے دل سے اس خوف کو نکال دو کہ میں کبھی تمہارے لیے مشکل بنوں گی۔"

"مشکل!" ماہا طنزیہ ہنسی پھر ہنستی ہی چلی گئی "تم میرے لیے کبھی مشکل نہیں بنیں، نہ بن سکتی ہو۔ تم میں ہے ہی کیا؟ کون سی انوکھی بات ہے جو اسفند کا دل جیت سکے اور اگر کوئی بات ہوتی تو آج اسفند نے تمہیں اپنا لیا ہوتا۔ تم نے دیکھا، میری محبت نے انہیں کس طرح باندھ رکھا ہے کہ آج تک وہ تمہارے نزدیک نہیں گئے۔ حالانکہ تم ان کی بیوی ہو لیکن وہ میرے علاوہ کسی کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے۔"

"خدا تمہارے اس یقین کو سلامت رکھے" نازش نے ضبط کی حدوں کو چھو کر کہا۔

"یہ میری ہی جلد بازی تھی، ضد تھی جو آج تم یہاں موجود ہو ورنہ تمہاری اوقات تھی کہ تم کو ایسا گھر یا اسفند جیسا شوہر ملتا؟" ماہا کی آواز میں حقارت تھی۔

"کس کی کیا اوقات ہے، یہ کوئی نہیں جان سکتا سوائے اللہ تعالیٰ کے۔"

"لیکن میں جانتی ہوں" وہ چیخی "تم کچھ بھی کر لو، تم کبھی میری برابری نہیں کر سکتیں۔

میں جس طرح تمہیں اس گھر میں لائی تھی، اسی طرح تمہیں اس گھر سے نکال بھی سکتی ہوں اور میں یہی کرنے والی ہوں۔ اسفند میری بات کبھی ٹال نہیں سکتے۔ میرے کہنے پر وہ تمہیں چھوڑتے میں ایک پل نہیں لگائیں گے۔''

اس کی بات پر نازش کا چہرہ ایک دم سفید پڑ گیا تھا اور باہر کھڑا اسفند سوچنے پر مجبور ہو گیا تھا۔

''جانتی ہوں میں، اس گھر میں اپنا مقام'' کچھ دیر بعد اسے نازش کی ٹھہری ہوئی آواز سنائی دی ''تمہیں بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔''

''نہیں، تم جانتی ہی تو نہیں ہو۔ اس لیے اتنا اونچا اُڑنے کی کوشش کر رہی ہو۔ میرے بچوں کو قابو میں کر لیا ہے۔ اسفند کو رجھانے کے گُر آزماتی رہتی ہو۔'' ماہا نفرت بھرے لہجے میں کہہ رہی تھی۔

پہلی بار نازش کا دل چاہا اس حسین چہرے کے پیچھے موجود مکروہ دل کو جھنجوڑ کر رکھ دے۔

''ایک بیوی کو اپنے شوہر کو رجھانے کی کبھی ضرورت نہیں پڑتی ماہا! اسے تو اللہ نے وہ شرعی حق دیا ہوتا ہے جسے استعمال کر کے وہ اپنے شوہر کا دل جیت سکتی ہے لیکن غلطی سے میں نے وہ حق کبھی استعمال کرنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ میں جتنی دوسروں کی عزت کرتی ہوں، اسی قدر اپنی ذات کی بھی عزت کرتی ہوں۔ اور اس بات کو تم شاید میری ذات کی کوئی کمی یا خامی سمجھتی ہو۔ میں تم سب کی زندگی میں کسی کونے کھدرے سے دوسروں کی نظروں سے چھپ کر نہیں آئی تھی بلکہ اسفند کے ہمراہ سب کے سامنے اس گھر میں آئی تھی اور اس گھر میں اپنا مقام میں تم سے بہتر جانتی ہوں۔''

وہ ایک جھٹکے سے اٹھی اور باہر نکل آئی۔ اسفند کو یوں دروازے میں کھڑے دیکھ کر وہ لحہ بھر کے لیے چونکی پھر اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔ وہ خاموشی سے اس کے گھنے بالوں سے ڈھکی پشت کو دیکھتا رہا۔

اسے اس بات کا کئی بار خیال آیا تھا لیکن آج، اس وقت بار بار شدت سے احساس ہو رہا تھا کہ اسے یہ شادی نہیں کرنی چاہیے تھی۔ جب وہ ایک ساتھ دو شادیوں کو نبھانے کی ہمت نہیں رکھتا تھا تو اسے یہ قدم اٹھانا ہی نہیں چاہیے تھا۔

ماہا سے اسے محبت تھی اور وہ اس کی اسی کمزوری کا فائدہ اٹھا رہی تھی۔ اسے کیا حق پہنچتا تھا کہ یوں کسی کی دل آزاری کرے۔

اس کا دل چاہا، اس بے حس لڑکی کو بے نقط سنائے۔ اس کی غلطی کا احساس دلائے

لیکن وہ جانتا تھا، سب بے کار ہے۔ وہ کتنی بار اسے سمجھا چکا تھا لیکن وہ الٹا ہی مطلب لیتی تھی۔ بلکہ چیخ چیخ کر پورا گھر سر پر اٹھا لیتی تھی پھر اسے سنبھالنا کس قدر مشکل ہو جاتا تھا۔

کبھی کبھی تنہائی میں وہ اس بارے میں کتنی سنجیدگی سے سوچتا تھا کہ آخر کیوں وہ اس کے سامنے کمزور پڑ جاتا تھا۔ کیوں آخر وہ اسے اس طرح کرنے سے روک نہیں پاتا تھا۔ کیا واقعی اسے اس سے اتنی محبت تھی یا پھر وہ دنیا سے ڈرتا تھا کہ کوئی یہ نہ کہہ دے کہ معذور بیوی اس سے چند دن بھی برداشت نہ ہوئی۔

یا وہ اللہ سے ڈرتا تھا کہ اس کا اللہ اس سے ناراض نہ ہو جائے۔ اس کی ہلکی سی کوتاہی بھی اللہ کی گرفت میں نہ آ جائے۔ لیکن اللہ سے کچھ چھپا ہوا تو نہیں تھا۔ اس نے تو اس رشتے اور تعلق کو ہر ممکن نبھانے کی کوشش کی تھی۔ اس کے علاج میں کوئی کمی نہیں چھوڑی تھی۔

اسے بہلانے، سمجھانے اور وقت دینے میں کوئی کمی نہیں رکھی تھی۔

اپنی طرف سے اپنی ہر ذمے داری کو نبھانے کی کوشش کی تھی۔ اب یہ خود ماہا تھی جو اس کے خلوص کو اس کی جانے کون سی کمزوری جان رہی تھی۔

خوش قسمتی تھی اس کی کہ اسے ایسا شوہر ملا تھا جو اتنے بڑے حادثے کے باوجود اس سے اسی طرح نبھا رہا تھا۔

پتا نہیں وہ ایسی کیوں تھی؟

نازش کے امی ابو ایک دو مرتبہ کے علاوہ یہاں کبھی نہیں آئے تھے۔ خود نازش نے انہیں کبھی اصرار سے یہاں نہیں بلایا تھا۔ اسے ڈر تھا کہ ماہا کا رویہ ان کی نظر میں نہ آ جائے۔ وہ دونوں تو یہی سمجھتے تھے کہ وہ یہاں بہت خوش ہے۔

لیکن اس روز جب انہوں نے نازش سے بات کرنے کے لیے اسے فون کیا تو سسٹر پروین نے انہیں بتایا کہ اسے ہلکا سا بخار ہے اور وہ سو رہی ہے تو وہ پریشان ہو کر اس سے ملنے چلی آئیں۔ وہ جب بھی یہاں آئی تھیں، ڈرائنگ روم یا لاؤنج وغیرہ میں بیٹھ کر واپس چلی گئی تھیں لیکن آج پہلی بار اپنی بیٹی کا بیڈ روم دیکھ کر انہیں اس کی قسمت پر بے اندازہ خوشی ہوئی۔ ایسے گھر میں رہنے کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔ یہ کمرہ تو کسی شہزادی کے رہنے کے لائق تھا۔

لیکن انہیں کیا معلوم تھا کہ اتنے خوبصورت بیڈ روم میں تنہائی ان کی بیٹی کا مقدر بن چکی ہے۔

''نازش تو سو رہی ہے، اتنی دیر میں ماہا بیٹی سے مل لوں۔ وہ سو تو نہیں رہی ہے؟''

انہوں نے آہستگی سے سسٹر پروین سے پوچھا۔

"جی، وہ آرام کر رہی ہیں" سسٹر پروین نے جلدی سے کہا۔ اسے ڈر تھا کہ کہیں ماما ان کے ساتھ بھی ویسا ہی رویہ اختیار نہ کرے جیسا وہ نازش کے ساتھ کرتی رہی ہے۔

"ٹھیک ہے، پھر میں یہیں بیٹھ جاتی ہوں۔ نازش کو نہ اٹھانا۔ اسے سونے دو" وہ وہیں صوفے پر بیٹھ گئیں۔

"میں آپ کے لیے چائے بھجواتی ہوں۔" سسٹر پروین کے جانے کے بعد کمرے کا جائزہ لینے لگیں۔

بے انتہا کشادہ اور آرام دہ کمرہ تھا۔ فان اور گولڈن کلرز کے امتزاج سے مزین فرنیچر، پردے اور قالین، ڈیکوریشن کی چیزیں کس قدر قیمتی، نازک اور حسین تھیں۔ کمرے میں تازہ گلابوں کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی اور طویل و عریض خوبصورت بیڈ پر نازش بے خبر سو رہی تھی۔

وہ بغور اس کے چہرے کو دیکھتی رہیں۔ آرام دہ نیند سے چہرے پر جو اطمینان اور سکون نظر آتا ہے وہ اس کے چہرے پر جانے کیوں مفقود تھا۔

ان کے دل میں ہلکی سی بے چینی پیدا ہوئی۔

کہیں ان سے کوئی زیادتی تو نہیں ہو گئی؟ وہ جب بھی گھر آتی تھی، نئی دلہنوں والی چھب اس کے چہرے پر موجود نہیں ہوتی تھی۔

وہ کچھ پوچھتیں تو وہ اپنی باتوں سے انہیں بہلا لیتی۔ لیکن وہ ماں تھیں، محسوس کر لیتی تھیں کہ کوئی بات ضرور ہے۔

پتا نہیں ماما، اس کے بچے یا پھر خود اسفند اس کی الجھن کا باعث تھا۔ وہ خوش ضرور نظر آتی تھی (یا ہونے کی کوشش کرتی تھی) لیکن مطمئن اور آسودہ نہیں تھی اور آج بھی اس کے چہرے پر وہ آسودگی نہیں تھی جو اتنا کچھ پا لینے کے بعد لڑکیوں کے چہروں پر ہوتی ہے۔

اسی وقت نازش نے کروٹ لی اور اس کی آنکھ کھل گئی۔ امی کو سامنے پا کر وہ حیرت زدہ سی اٹھ بیٹھی۔

"امی، آپ...... کب آئیں؟"

"ابھی آئی ہوں، کچھ دیر ہوئی، تم لیٹی رہو۔ اب طبیعت کیسی ہے؟" وہ خود اٹھ کر اس کے پاس آ گئیں۔

"طبیعت کو کیا ہوا؟ میں تو بالکل ٹھیک ہوں" اس نے ان کے کندھے پر سر رکھ دیا۔

''لگ تو نہیں رہیں۔ دیکھو، کیا حال بنا رکھا ہے۔ ٹھیک سے رہا کرو بیٹا! ملگجے کپڑے، بکھرے بال، طبیعت ٹھیک ہے تو یہ حلیہ کیسا ہو رہا ہے؟'' انہوں نے سرزنش کی۔ وہ دل ہی دل میں ماہا سے اس کا موازنہ کر رہی تھیں۔ انہیں ماہا یاد آ رہی تھی، وہ کیسی بنی ٹھنی ان کے ہاں آتی تھی۔ شان ہی نرالی ہوتی تھی۔ ایک تو شکل وصورت اچھی اوپر اتنی تیاریاں۔ قیمتی لباس، قیمتی نازک زیورات، میچنگ جوتی، بہترین میک اپ۔ نک سک سے درست، بجی سجائی۔ دور سے ہی لگتا کسی ملینیئر (MILLIONAIRE) کی بیوی چلی آ رہی ہے۔

ایک یہ نازش ہے، شکل بہت حسین نہ سہی قیمتی چیزوں سے تو حسین نظر آ سکتی ہے۔

کہتے ہیں آسودگی، سہولیات، امارت لوگوں کی شخصیت کو یکسر بدل ڈالتی ہے۔ عام سی صورتیں بھی خاص لگنے لگتی ہیں لیکن نازش کے ساتھ تو ایسا کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔ وہ تو بلکہ شادی کے بعد اور بجھ سی گئی تھی۔

''سو رہی تھی نا امی! فلو بھی ہو رہا ہے۔ دل ہی نہیں چاہا کپڑے تبدیل کرنے کو۔''

''چلو اب اٹھو، حلیہ ٹھیک کرو۔ شوہر کے آنے کا وقت ہو تو اچھی بیویاں بیمار بھی ہوں تو بستر سے اٹھ کر بیٹھ جاتی ہیں۔ یوں حال سے بے حال نظر نہیں آتیں۔ اور تم تو خود خاصی سمجھ دار ہو۔''

''اٹھتی ہوں امی اور پھر اسفند کے آنے کا کون سا وقت مقرر ہے۔ کبھی سرِ شام لوٹ آتے ہیں تو کبھی رات گئے تک انتظار کرنا پڑتا ہے۔ کام کی نوعیت ہی ایسی ہے ان کی۔''

''تم خوش تو ہونا بیٹا!'' وہ اس سے پوچھنے لگیں۔ ان کے لہجے میں تشویش تھی۔

''ارے امی! یہ کیسا سوال ہے، ظاہر ہے کہ خوش ہوں۔ ٹھاٹ باٹ نہیں دیکھ رہیں؟''

''اور ماہا...... اس کا رویہ کیسا ہے تمہارے ساتھ؟''

''بہت اچھا! آپ تو جانتی ہیں، وہ میری کتنی اچھی دوست ہے۔ تینوں بچے بھی مجھ سے بہت پیار کرنے لگے ہیں۔''

''اور اسفند!'' امی نے اچانک پوچھا تو ایک لمحے کو وہ گڑبڑا سی گئی۔

''وہ بھی امی...... ظاہر ہے کہ میں خوش ہوں۔ تبھی تو یہاں نظر آ رہی ہوں۔''

''نہیں بیٹا، جتنا میں تم کو جانتی ہوں، تم بنا خوش رہے بھی یہاں رہ سکتی ہو۔ تمہیں خود کو خوش دیکھنے سے زیادہ دوسروں کو خوش رکھنا پسند ہے۔ اس کے لیے تم ہمیشہ اپنی ذات کو بھی بھول جاتی ہو لیکن بیٹا، ہماری ذات کا ہم پر بھی کچھ حق ہوتا ہے۔ زندگی تمہیں اگر تمہارا حق نہ دے تو خاموش رہنے کے بجائے حق لینا سیکھو۔'' وہ انتہائی سنجیدگی سے اسے سمجھانے لگیں۔

''بس بن گئیں ناں ماں!'' وہ ہنسی ''آپ مطمئن رہیں امی، میں بہت خوش ہوں۔ کچھ کمی ہے بھی تو کوئی بات نہیں۔ مکمل خوشیاں تو کسی کو نہیں ملتیں۔ کوئی نہ کوئی خامی یا کمی تو رہتی ہی ہے۔ ہمیں نعمتوں کو یاد رکھنا چاہیے اور مشکلات پر صبر کرنا چاہیے۔ یہ سبق مجھے بچپن سے آپ ہی نے پڑھایا تھا نا؟''

اس کے اچانک سوال نے انہیں لمحہ بھر کو خاموش کر دیا لیکن اگلے ہی لمحے انہیں اپنی بیٹی کی سوچ پر بے انتہا پیار آیا۔

''ہاں بیٹا! میں بھول گئی تھی۔ اللہ کبھی کسی کو اس کی برداشت سے زیادہ نہیں آزماتا اور مجھے یقین ہے، میری بیٹی کے حصے کی خوشیاں اب اسے ملنے ہی والی ہیں۔''

''ملنے والی نہیں ہیں، مل رہی ہیں امی! آپ اطمینان رکھیں۔ اچھا میں بقول آپ کے حلیہ بدل کر آتی ہوں۔ پھر مل کر چائے پئیں گے۔'' وہ فوراً اٹھی اور ڈریسنگ روم میں چلی گئی۔

کچھ ہی دیر بعد وہ ایک اچھا سا لباس تبدیل کر کے بہت فریش اور چارمنگ لگ رہی تھی۔ باہر آئی تو امی کمرے میں موجود نہیں تھیں۔

لاؤنج میں قدم رکھتے ہی وہ ٹھٹک گئی۔ امی، اسفند کے ساتھ باتوں میں مشغول تھیں۔ اسفند نے ایک اچٹتی ہوئی نظر اس پر ڈالی۔ وہ واقعی بہت بدلی ہوئی نظر آرہی تھی۔ خوبصورت جدید لباس، فریش میک اپ اور کھلے بالوں کے ساتھ اس کا یہ خوبصورت سا روپ اسفند کی نظروں کو اتنا بھایا کہ وہ اسے بار بار دیکھنے پر مجبور ہو گیا۔

''السلام علیکم! آپ کب آئے؟'' امی اکیلی بیٹھی ہوئی تھیں'' اسفند نے کہا تو وہ جلدی سے بولیں۔

''ارے بیٹا! بس ابھی تو میں آئی ہوں۔ یہ ذرا کپڑے بدلنے گئی تھی۔ بہت اچھا ہوا جو تم سے بھی ملاقات ہو گئی۔ تمہارے ابو بھی تمہیں پوچھ رہے تھے۔ اس دن کے بعد سے تم نے چکر ہی نہیں لگایا بس دعوت والے روز آئے تھے۔''

''سوری امی! دراصل بہت دنوں الجھنوں میں رہا۔ سارا کام ٹھپ ہو جاتا ہے خود سے نہ دیکھو تو۔ آئیں گے جلد ہی میں اور نازش'' اس کا لہجہ معذرت خواہانہ تھا۔

''ضرور بیٹا، اب ایک یہی تو بیٹی ہے۔ دونوں اکیلے پڑے رہتے ہیں۔ کوئی ملنے آ جائے تو بہت خوشی ہوتی ہے۔ تمہارے ابو تو جیسے جی اٹھتے ہیں۔ تنہائی بڑی بری چیز ہے۔''

''اوہ!'' اسفند کو اپنی کوتاہی پر بہت شرمندگی ہوئی۔ واقعی نازش ان کی اکلوتی بیٹی تھی۔

اس کی شادی کے بعد وہ دونوں کس قدر تنہائی محسوس کرتے ہوں گے۔ کس قدر بے پروائی ہوئی ان سے۔ نازش بھی کس قدر گم جاتی تھی اپنے ماں باپ کے گھر۔ شاید اپنے ماں باپ کی نظروں سے بچنے کے لیے۔ ماں باپ کی نظریں اولاد کے معاملے میں بہت تیز ہوتی ہیں۔ وہ کچھ چھپانا بھی چاہیں تو نہیں چھپا پاتے۔ خاص کر ماں، وہ چہرہ دیکھ کر بھانپ لیتی ہے۔

''انشاء اللہ، ہم جلد آئیں گے امی! اور آئندہ آپ کو اس کی شکایت نہیں ہوگی۔ میں بھی ضرور آؤں گا۔ اور نازش تو جلدی جلدی آئیں گی'' وہ شرمندگی سے کہہ رہا تھا۔

''ان کی طرف سے کوئی پابندی نہیں ہے امی! نہ ہی گھر کی کوئی ذمے داریاں ہیں۔ بس میں ہی ست ہوگئی ہوں'' نازش نے اسفند کے شرمندہ چہرے کو دیکھ کر جلدی سے اس کی صفائی پیش کی۔

اسی وقت ماہا کے کمرے سے اس کے چیخنے چلانے کی آوازیں آنے لگیں۔ وہ ہمیشہ کی طرح جانے کس بات پر خفا ہوکر چلا رہی تھی۔

امی کے سامنے تو یہ پہلی مرتبہ ہوا تھا اس لیے وہ انتہائی پریشانی کے عالم میں اسفند اور نازش کو دیکھنے لگیں جو ایک دم چور سے ہوگئے تھے۔

نازش نے اسفند کو آنکھوں میں وہاں سے جانے کا اشارہ کیا تو وہ معذرت کرتا ہوا وہاں سے اٹھ گیا۔

''تمہیں بھی جانا چاہیے بیٹا!'' امی نے نازش سے کہا۔

''نہیں امی، اس وقت میرا وہاں جانا مناسب نہیں ہے۔ اسفند اسے سنبھال لیں گے۔ دراصل طویل بیماری اور معذوری سے وہ تھوڑی سی چڑچڑی ہوگئی ہے۔ نوکروں پر خفا ہونے لگتی ہے۔''

''ہاں، بے چاری بچی! ہوا بھی تو بہت بُرا اس کے ساتھ۔ ہنستا کھیلتا وجود۔ یوں ایک دم معذور ہوکر بستر پر پڑ جائے۔'' امی کو ماہا سے بہت ہمدردی ہو رہی تھی۔

''ہاں، یہ تو ہے'' نازش نے ان کی توجہ چائے کی جانب مبذول کی۔

ماہا کی آوازیں اور بلند ہوگئی تھیں۔ وہ یقیناً اسفند کو دیکھ کر مزید بھڑک گئی تھی۔ ہر بات تو نہیں، دو ایک باتیں امی کے کان میں بھی پڑ گئی تھیں۔ وہ اسفند سے لڑ رہی تھی۔

''تمہیں فرصت نہیں ہے میرے پاس آکر بیٹھنے کی۔ نازش نے تمہیں مجھ سے چھین لیا ہے لیکن میں ایسا نہیں ہونے دوں گی۔''

نازش نے دیکھا، امی ایک دم ان جملوں سے بہت پریشان ہوگئی تھیں۔

''چلیں امی، میرے کمرے میں چلتے ہیں'' وہ انہیں وہاں سے اٹھالینا چاہتی تھی تاکہ بند کمرے میں وہ، وہ سب نہ سن سکیں۔ یہاں لاؤنج میں جو ہر طرف سے کھلا ہوا تھا، وہ بخوبی ماہا کے چیخنے چلانے کو سن رہی تھیں۔

''نہیں بیٹا، اب میں چلوں گی۔ تمہارے ابو بھی اکیلے ہوں گے۔ ذرا سی دیر میں گھبرا جاتے ہیں۔ وہ تو سسٹر پروین نے بتایا کہ تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں تو گھبرا کر چلی آئی۔''

''اتنی جلدی......! ایسے تو میں آپ کو نہیں جانے دوں گی، کھانا کھا کر جایئے گا۔''

''نہیں بیٹا، تمہارے ابو اکیلے کب کھائیں گے۔ کھانا میں نے دوپہر میں بنالیا تھا کسی دن تمہارے ابو کے ساتھ آؤں گی تب رکوں گی'' وہ سہولت سے اسے سمجھا کر جانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئیں۔ وہ مزید وہاں رکنا بھی نہیں چاہتی تھیں۔ ماہا کی چیخ وپکار ان کے اعصاب پر ہتھوڑے کی طرح برس رہی تھی اور وہ سوچ رہی تھیں، اس ماحول میں نازش یہاں کس طرح رہ پاتی ہوگی۔

امی کو ڈرائیور کے ساتھ بھجوانے کے بعد وہ دوبارہ اندر لاؤنج میں آئی تو ماحول پرسکون ہوچکا تھا لیکن اسفند دونوں ہاتھوں میں سر کو تھامے وہیں صوفے پر بیٹھا تھا۔

''اسفند!'' وہ بے اختیار ہوکر اس کے نزدیک چلی آئی'' آپ کی طبیعت ٹھیک تو ہے؟''

''ہاں......'' وہ چونکا'' میں ٹھیک ہوں۔ امی چلی گئیں؟''

''جی! عادل کے ساتھ بھجوایا ہے۔''

''آپ نے روکا کیوں نہیں؟ کتنی بُری بات ہے۔ میں خود چھوڑ آتا انہیں کھانا کھانے کے بعد......''

''ابو اکیلے نہیں رہتے زیادہ دیر تک۔ میری طبیعت کا سن کر آگئی تھیں'' اس نے آہستہ سے کہا۔

''آپ کی طبیعت کو کیا ہوا؟'' وہ پوچھنے لگا۔

''کچھ نہیں، معمولی سا فلو تھا۔ امی کا فون آیا تو سسٹر پروین نے جانے کیا بتادیا کہ وہ پریشان ہوکر آگئیں۔''

''چلو اس بہانے آگئیں تو......ورنہ وہ کہاں آتی ہیں اور یہ آپ کی طبیعت خراب تھی تو کم از کم مجھے تو بتاتیں، دوا وغیرہ بھی لی یا نہیں؟''

جواباً وہ کچھ دیر خاموش رہی پھر سادے سے لہجے میں بولی ''معمولی سی بیماری تھی، کیا بتاتی۔ ہاں، کبھی کوئی بڑی بات ہوئی تو ضرور اطلاع کر دوں گی۔''

لہجہ ضرور سادہ تھا لیکن بات اتنی سادہ نہ تھی۔ اسفند ایک دم عجیب سا محسوس کر کے خاموش کچھ دیر اسے دیکھتا رہا۔

نہ معلوم یہ شکوہ تھا، اس کے بے پروائیوں کا جواب تھا، اس کی بے اعتنائیوں کا گلہ تھا یا کچھ اور...... لیکن اس عام سی بات میں بہت کچھ پنہاں تھا۔

''میں جانتا ہوں نازش! کہ آپ کے ساتھ زیادتی......'' تھوڑی دیر بعد وہ سنجیدگی اور پشیمانی سے بولا تھا لیکن نازش نے ہمیشہ کی طرح اس کی بات کاٹ دی۔

''کچھ مت کہیں...... پلیز! آئی ایم سوری، کبھی کبھی میں بھی...... حالانکہ میں آپ کو مزید پریشان نہیں کرنا چاہتی لیکن...... خیر، آپ ماہا کو دیکھیں، میں ٹھیک ہوں'' وہ جانے کے لیے پلٹی تو اسفند نے پیچھے سے اچانک اس کا ہاتھ تھام لیا۔

''ماہا بالکل ٹھیک ہے، اسے خودترسی کی عادت ہوگئی ہے۔ سب اس کے ساتھ کتنے مخلص ہیں، وہ یہ بات ہمیشہ بھول جاتی ہے۔ اسے جانے دوسروں کو تکلیف دے کر کیا ملتا ہے۔ یہ میں آج تک نہیں جان پایا۔ اس معذوری سے پہلے بھی اسے اپنی ذات کے علاوہ کوئی نظر نہیں آیا اور اب اتنے بڑے حادثے کے بعد بھی اس نے خود کو نہیں بدلا بلکہ اب وہ اور شدت پسند ہوگئی ہے۔ سب نے اور میں نے ہر ممکن طریقے سے چاہا ہے کہ وہ خود کو بدل لے، اس حادثے کو قبول کر لے۔ اپنے چاہنے والوں کو اپنی ذات سے تکلیف نہ پہنچائے لیکن پتا نہیں وہ کیوں ایسا نہیں چاہتی لیکن اب میں خود کو اور آپ کو مزید سزا نہیں دوں گا۔ آئی ایم سوری نازش! میری زندگی خود ایک امتحان بن گئی ہے اور میں نے آپ کو بھی اس امتحان میں ڈال دیا لیکن اب ایسا نہیں ہوگا۔''

نازش چپ چاپ اس کی باتیں سن رہی تھی۔ اس کے خاموش ہونے پر چونکی۔ ''آپ جانے کیا سمجھ رہے ہیں؟ مجھے کسی سے کوئی شکوہ نہیں، ہاں افسوس ضرور ہے کہ میں ماہا کو تاریکیوں سے باہر نکال کر زندگی کی طرف لے جانے آئی تھی لیکن وہ تو میری شکل تک دیکھنے کی روادار نہیں۔ اس سے تو میں پہلے اچھی تھی، وہ کم از کم دوست جان کر مجھ سے مل تو لیتی تھی۔ میرے سمجھانے پر سمجھ بھی جاتی تھی۔'' اس کے چہرے پر پھیکی سی مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

اسفند اپنی زندگی میں شامل ہونے والی دونوں عورتوں کا موازنہ کر رہا تھا، کتنا فرق تھا دونوں میں۔ اس نے اچھی صورت اور اچھی سیرت دونوں کو آزما لیا تھا۔ اور اس پرکھ میں جیت،

جانے کیوں حیرت کی ہو رہی تھی۔ حالانکہ وہ تو اچھی صورتوں کا اسیر تھا۔ اس نے ماہا کو اس کی بے پناہ خوبصورتی کی بنا پر تو پسند کیا تھا حالانکہ جب تو وہ اس کی عادتوں کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا تھا اور اب جب بنا پسند کیے قدرت نے ایک اچھی خصلت کی مالک لڑکی کو اس کی زندگی میں شامل کر دیا تھا تو وہ اس کی قدر نہیں کر پا رہا تھا۔

''ہم سب اپنی ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے کیونکہ ہم سب اس کے ساتھ مخلص ہیں۔ خدا کرے کہ وہ ہمارے اس خلوص کو سمجھ جائے...... لیکن کیا آپ میری پچھلی خطاؤں کو میری مجبوری جان کر نظر انداز کر سکیں گی؟'' اسفند کی آنکھوں میں جو کچھ تھا، نہ چاہتے ہوئے بھی نازش کی پلکیں جھک گئیں۔

اس شخص نے اسے بہت نظر انداز کیا تھا۔ اپنا نام دے کر گھر کے ایک کونے میں ڈال کر بھول گیا تھا۔ بے شک، ماہا کی وجہ سے اس کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے لیکن کیا مرد اس قدر بے اختیار ہوتا ہے۔ کیا اس طرح دوسری بیوی کے ساتھ ناانصافی نہیں ہو رہی تھی اور وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی مول نہیں لے رہا تھا۔

کیا وہ اتنی ہی فالتو تھی کہ وہ جب تک چاہتا رہا، بے نیاز بنا رہا اور اب، جب چاہا اس کے پاس چلا آیا۔

نازش کا دل چاہا اس کا ہاتھ جھٹک دے لیکن اس طرح کر کے وہ اپنے خدا کو ناراض نہیں کرنا چاہتی تھی۔ کچھ بھی تھا، وہ اس کا شوہر تھا اور شوہر کی ناراضی رب کی ناراضی ہوا کرتی ہے۔

''میں جانتا ہوں، آپ کے اندر ایک جنگ ہو رہی ہے۔ آپ سوچ رہی ہیں کہ کیا آپ کی کوئی مرضی نہیں۔ جب تک میں نے چاہا، آپ سے دور رہا اور اب جب چاہ رہا ہوں، آپ کے پاس پلٹ آیا۔ تو ایسا نہیں ہے نازش! مجھے آپ کی خوشی اور مرضی بھی مقدم ہے۔ نہ آنا میری مجبوری تھی اور آنا، آپ سچ جانیں تو خوشی...... لیکن میں آپ کو مجبور نہیں کروں گا۔ میاں بیوی کے تعلقات جبھی مضبوط ہوتے ہیں جب دونوں فریقین ایک دوسرے کو دل سے قبول کریں۔''

نازش حیرانی سے اس کی باتیں سن رہی تھی۔ یہ شخص کس طرح اس کے اندر کا حال جان چکا تھا۔

''مجھے تھوڑا...... وقت چاہیے اسفند! آپ کی زندگی میں شامل ہونے کے میرے تین مقاصد تھے۔ ایک تو آپ کے بچوں کو اس الجھن سے نکالنا جس میں وہ الجھ کر رہ گئے تھے تاکہ ان کی معصومیت نہ ختم ہو۔ دوسرے ماہا کو نارمل زندگی کی طرف لانا۔ تیسرے میرے ماں باپ کو اس

بات کا اطمینان ہوتا کہ مجھے ایک مضبوط سہارا اور محفوظ چھت میسر آ گئی ہے۔ پہلی کوشش میں کامیاب ہو چکی ہوں۔ بس دوسرے مرحلے کو حل کرنا ہے۔ باقی سب کچھ مجھے انشاء اللہ خود بخود مل جائے گا۔ یہ میرا اپنے رب پر مکمل یقین ہے۔ دراصل میں یہ نہیں چاہتی کہ سب کچھ پا کر میں اپنے اصل مقصد کو بھول جاؤں۔''

اس سے اس کے چہرے پر ایسا ملکوتی نور تھا کہ اسفند بہت دیر تک اس کے چہرے پر نظریں نہ ٹکا سکا۔ ایسی عورتیں دنیا میں شاذ و نادر ہوتی ہیں جو اپنی خوشیوں کو نظر انداز کر کے دوسروں کی خوشیوں کا خیال رکھیں۔

شاید لاکھوں، کروڑوں میں...... اور وہ ان نایاب یا کم یاب لڑکیوں میں سے ایک تھی اور خوش قسمتی سے اس کی زندگی میں شامل ہو گئی تھی۔

''حالانکہ اس قربانی کی ضرورت نہیں تھی نازش! لیکن آپ بہتر سمجھتی ہیں۔ آج سے پہلے شاید آپ میرا انتظار کرتی ہوں لیکن آج کے بعد میں روز آپ کا منتظر رہوں گا اور آپ مجھے ہمیشہ اپنی شہ رگ سے قریب پائیں گی۔ دل میں بھی بلائیں گی تو میں چلا آؤں گا۔ میں اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ اس نے آپ جیسی لڑکی کو میری زندگی کا ساتھی بنایا۔ اچھی بیویاں قسمت والوں کو ملا کرتی ہیں اور میں بہت قسمت والا ہوں۔ بس مجھے ایک چھوٹی سی جسارت کی اجازت دیں'' وہ جھکا اور اس کے دونوں ہاتھوں کو محبت سے چوم لیا۔

نازش، جو اس کے لفظوں پر پہلے ہی پوری جان سے کانپ رہی تھی، اس کی اس جسارت پر لرز کر رہ گئی۔ شوہر کا محبت بھرا لمس ایسا ہی جان لیوا ہوا کرتا ہے اور اس کے لیے جو پہلے دن سے اس سے محروم ہو۔

اسفند نے سر اٹھا کر اس کی آنکھوں میں جھانکا جو ننھے ننھے موتیوں سے چمک رہی تھیں۔

''آپ کو کبھی کسی نے بتایا نہیں کہ آپ کی آنکھیں بہت خوبصورت ہیں۔ زندگی سے بھرپور، ان میں آنسو اچھے نہیں لگتے۔ کیا میں امید رکھوں کہ آپ انہیں آئندہ ان آنسوؤں سے پاک رکھیں گی؟'' وہ مسکرا رہا تھا۔

پتا نہیں کیوں نازش کا سر ہاں میں ہل گیا۔

''شکریہ!'' اس نے زور سے اس کے دونوں ہاتھ دبائے اور خوش دلی سے بولا ''کہیں باہر آنے جانے پر تو پابندی نہیں نا؟''

''نہیں!'' وہ بھی مسکرائی۔

"بس پھر تیار ہو جائیں۔ لانگ ڈرائیو پر چلتے ہیں۔
میں آج آپ سے بہت سی باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ کچھ آپ کی سننا چاہتا ہوں۔"
"ٹھیک تو ہوں، کیا بُرے لگ رہے ہیں کپڑے......" نازش نے خود پر نظر ڈالی۔
"چلیں، ٹھیک ہے لیکن فریش تو ہو لیں۔ اتنے میں، میں بچوں کو دیکھ لوں۔" وہ بچوں کے کمروں کی جانب چلا گیا تو وہ اپنے کمرے میں چلی آئی۔

زندگی کی یہ اتنی بڑی تبدیلی اسے بہت اچھی لیکن عجیب لگ رہی تھی۔ اسفند کا اس کی طرف پلٹ آنا۔ محبتوں کا اظہار کرنا۔ اسے اتنی توجہ دینا۔ سب کچھ کتنا عجیب، ناممکن اور انوکھا سا تھا لیکن ایسا ہو گیا تھا۔

پھر بھی پتا نہیں کیوں اس کا دل ڈر رہا تھا، کچھ شرمندہ بھی تھا۔
کیا وہ ماہا کا حق مار رہی تھی، اس کی محبتوں میں حصہ بٹا رہی تھی؟
اسفند اس کا شوہر تھا۔ اس کا دیوانہ، عاشق۔ اس کی زندگی میں کسی اور کی گنجائش کب تھی۔
یہ تو وہ حادثہ تھا جس کی بنا پر وہ اس کی زندگی میں شامل ہو گئی تھی۔
مجبوری اور ضرورت اسے یہاں لے آئی تھی اور جو وہ پھر سے صحت مند ہو جاتی تو کیا اسفند کی زندگی میں اس کی ضرورت ختم ہو جاتی۔

اس سوچ سے ہی اس کے دل کی دھڑکنیں رکنے لگیں۔ اسفند تو اس کی زندگی میں وہ مقام حاصل کر چکا تھا کہ اب چاہتے ہوئے بھی وہ پلٹ نہیں سکتی تھی۔
لیکن کیا اس بات سے ڈر کر وہ ماہا کے ہمیشہ معذور ہو جانے کی دعا مانگ سکتی تھی، یقیناً نہیں۔ وہ اتنی خود غرض ہرگز نہیں تھی۔
لیکن اگر ماہا کو پتا چل گیا کہ وہ اسفند کی زندگی میں وہ مقام پا چکی ہے جو کبھی اس کا تھا تو وہ کس طرح ری ایکٹ کرے گی؟ وہ تو آسمان سر پر اٹھا لے گی۔ الٹی سیدھی سوچیں اسے پریشان کر رہی تھیں۔ اس کا کچھ دیر پہلے کا وہ خوبصورت احساس ان کی نذر ہو رہا تھا۔
جب کچھ دیر بعد وہ اسفند کے ساتھ اگلی سیٹ پر بیٹھی تھی تو ایک دم چپ ہو چکی تھی۔
اسفند جانے کیا کہہ رہا تھا۔ کہاں کہاں کی باتیں کر رہا تھا۔ وہ غائب دماغی سے سن رہی تھی۔

کچھ دیر بعد جب اسفند کو اس کی چپ کا احساس ہوا تو وہ بولتے بولتے رک گیا۔
"کیا بات ہے نازش! آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے۔ اتنی خاموش کیوں ہیں؟ کیا میں

بور کر رہا ہوں آپ کو؟“

”نہیں تو“ جواباً وہ بے حد سنجیدگی سے بولی۔

”آپ کیا سوچ رہی ہیں؟“

”کچھ نہیں۔“

”اچھا اگر میں بتا دوں تو کیا انعام دیں گی؟“ وہ اس کی جانب جھک کر تھوڑا سا مسکرایا۔

”میں آپ کو کیا دے سکتی ہوں؟“ وہ اسی سنجیدگی سے مسکرائی۔

”خیر، وہ تو بعد کی بات ہے لیکن آپ یہی سوچ رہی ہیں ناکہ ہم دونوں کے تعلقات کی یہ تبدیلی ماہا کو پتا چل گئی تو وہ کیا سوچے گی؟“

وہ دنگ رہ گئی۔ کیا یہ شخص کوئی نجومی تھا جو چہرے پڑھ لیتا تھا۔

”لیکن ابھی تبدیلی آئی کہاں ہے۔ اس کے لیے تو آپ نے شرط رکھ دی ہے“ وہ شرارت سے مسکرا کر اسے دیکھنے لگا۔

”میں نہیں چاہتی کہ ماہا کو ہمارے کسی عمل سے دکھ پہنچے اور محبت اور دوستی پر سے اس کا ایمان اٹھ جائے“ نازش نے اس کی شوخی کو نظر انداز کر دیا۔

”میں بھی ایسا نہیں چاہتا نازش!“ نازش کی بات پر وہ ایک دم سنجیدہ ہو گیا ”میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ وہ میری بیوی اور میرے بچوں کی ماں ہے۔ اس کی خوشیاں میرے لیے بھی اہم ہیں لیکن میں آپ کی حق تلفی بھی نہیں کرنا چاہتا۔ میں تو سب باتوں کے باوجود اپنی زندگی میں کسی دوسری ہستی کی ضرورت بھی نہیں سمجھتا تھا کیونکہ یہی حادثہ میرے ساتھ ہوتا تو کیا ماہا مجھے چھوڑ دیتی؟ عورتوں کے پاس تو مردوں کی طرح گنجائش بھی نہیں ہوتی لیکن ماہا نے مجھے اس کے لیے مجبور کیا لیکن اب، جب میں نے کسی دوسری لڑکی کو اپنا لیا ہے تو اسے کس بات کی سزا دوں؟ اللہ کو بھی ناراض کروں۔ خود بھی شرمندہ رہوں۔“

”آپ ہمیشہ میرے سلسلے میں گلٹی کونشس رہتے ہیں اور شاید اس کی تلافی کے طور پر میری جانب بڑھتے ہیں لیکن آپ میرے لیے یوں......“

”پلیز نازش!“ پہلی بار اسفند کو غصہ آ گیا ”میں نہیں جانتا مجھے کس بات کی سزا مل رہی ہے۔ آپ کی جانب آنا چاہتا ہوں تو ماہا کی ناراضی اور آپ کا حد سے بڑھا ہوا قربانی دینے کا جذبہ مجھے روک دیتا ہے۔ نہیں آتا تو اللہ کی ناراضی اور اپنے اندر کی کشمکش مجھے مارے ڈالتی ہے۔ پتا نہیں آپ کے دماغ میں کیا بیٹھا ہوا ہے۔ آپ مجھے بری نہیں لگتیں، کبھی بری نہیں لگیں۔

میں تو شادی سے پہلے بھی آپ کا معترف تھا۔ شادی ہوئی تو پہلی بار احساس ہوا کہ اچھی بیوی کیا ہوتی ہے۔ وہ جو اپنے شوہر کی خوشی کے لیے خود کو مٹا دے۔ اپنی ہستی کو بھول جائے۔ اس کی خواہشوں کا احترام کرے۔ اس کی پسند کو اہم جانے، پہلے شاید مجھے پتا نہ چلتا کہ ماہا تو ہمیشہ مجھ سے لیتی رہی۔ میری محبتیں، نوازشیں، عنایتیں، میری ہستی، میری ہر شے اس کی تھی۔ اسے ہمیشہ اپنی اچھی شکل کا زعم رہا۔ میں اس کا دیوانہ رہا لیکن اس نے کبھی میرے لیے اپنی ہستی کو نہیں جھکایا۔ ہم دونوں میں جب بھی ناراضی ہوتی، غلطی چاہے کسی کی بھی ہوتی، میں ہی اسے مناتا۔ سو بار منانے پر وہ بڑی مشکل سے مانتی۔ میرا دل چاہتا کہ وہ بھی میری طرح، میری عاشق زار ہو۔ میری ہستی کو اہم جانے لیکن ایسا نہیں تھا اور جب آپ میری زندگی میں آئیں تو میں نے جانا کہ محبت صرف لینے کا نہیں، دینے کا بھی نام ہے اور ماہا کو کبھی دینا نہیں آیا۔ میں اس کی برائی نہیں کررہا لیکن آپ کے دل میں بدگمانی اور خدشوں کو نکالنے کے لیے یہ سب بتانا ضروری تھا۔"

نازش دل میں شرمندگی لیے ساکت بیٹھی سب سن رہی تھی۔

"سوری اسفند، مجھے معاف کردیجیے۔ میں نے آپ کو دکھ پہنچایا۔ دراصل میں آج کل عجیب کشمکش میں ہوں، الجھ گئی ہوں۔ آپ کی نوازشیں مجھے مزید الجھا رہی ہیں۔ دراصل میں خود کو آپ کے قابل نہیں سمجھتی۔ ماہا کے مقابلے میں میری ذات کچھ بھی نہیں اور پہلے دن سے یہ احساس میرے دل میں موجود ہے کہ آپ نے مجھے مجبوری اور ضرورت کے تحت اپنایا ہے اور کبھی جو آپ میری جانب آتے ہیں تو مجھے لگتا ہے یہ ایک سمجھوتا ہے۔ مجبوری ہے۔ ضرورت ہے اور میں اندر سے مرجاتی ہوں۔ میرا اپنی ذات پر سے اعتماد اٹھنے لگتا ہے۔ میں آپ کے قابل نہیں تھی۔ آپ تو کسی بے حد اچھی، ماہا سے بھی اچھی لڑکی کو اپنا سکتے تھے" اس کی آواز کی لرزش بتا رہی تھی کہ وہ بڑی مشکل سے خود پر بند باندھے ہوئے ہے۔

"ایسا نہیں ہے نازش، پلیز! اس خیال کو دل سے نکالیں۔ پہلے شاید میرا نظریہ اور ہو لیکن زندگی کے حادثات نے مجھے سمجھایا ہے کہ اچھا ساتھی دراصل خوبصورت چہرے کا مالک نہیں بلکہ خوبصورت عادات کا مالک ہونا چاہیے اور آپ میں تو یہ دونوں گن ہیں۔ آپ کو یوں نہیں سمجھنا چاہیے۔ آپ میں وہ سب خوبیاں ہیں جو ایک بے حد اچھی بیوی میں ہونی چاہئیں۔ میں آپ کے ساتھ پر مطمئن ہوں۔ اپنے مالک کا شکر گزار ہوں۔ کیا اتنا اعتراف کافی ہے یا کچھ اور کہوں؟"

اس کے بے حد سنجیدگی سے پوچھنے پر وہ ایک دم مزید شرمندہ سی ہوگئی۔

"نہیں، بس کافی ہے۔ دراصل بہت دن کا غبار ہے۔ ایک دم تو نہیں نکل سکتا لیکن

آج پہلی بار مجھے لگا ہے کہ میری ذات آپ کے لیے اتنی غیر اہم بھی نہیں جتنی میں سمجھتی تھی۔"

"وشکر ہے خدا کا......" اسفند نے ٹھنڈی سی سانس لی۔

"بس، اب کوئی اور بات کریں" نازش پہلی بار کھل کر مسکرائی تھی۔

"مثلاً......" اس کی آواز میں شوخی ابھر آئی تھی۔

اور پھر اس دن کے بعد سے خود بخود دونوں کے درمیان موجودہ تکلف کی دیوار گر سی گئی۔

دونوں ہلکے پھلکے دوستانہ ماحول میں جانے کہاں کہاں کی باتیں کیے جاتے۔

اور اسی دوران میں جب وہ کوئی معنی خیز سی بات کہہ دیتا تو وہ ایک دم جھینپ سی جاتی اور وہ اس کے چہرے پر بکھرے رنگوں کو دلچسپی سے دیکھتا رہتا۔

یہ اچھے سے دل کی مالک لڑکی دیکھتے ہی دیکھتے اسے کتنی عزیز ہوگئی تھی لیکن جانے کیوں اب تک اس سے دور تھی۔ پتا نہیں کون سی بندشیں اس نے خود پر باندھ لی تھیں۔

"میں منتظر ہوں۔" کبھی کبھی آتے جاتے یا باتوں کے دوران میں وہ یہ ایک جملہ چپکے سے کہہ دیتا تو وہ شرمندہ ہو کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگتی اور وہ اس کے یوں جھینپنے پر ہنستے ہوئے بات پلٹ دیتا۔

ماہا سے اس کی محبت کی شادی تھی لیکن اس بار دل نے اسے ایک نئے جذبے سے روشناس کیا تھا۔

اسے یہ آنکھ مچولی، نازش کا یوں جھینپنا، بات کو پلٹ دینا بڑا اچھا لگ رہا تھا۔

کبھی کبھی اسے اس پر حیرت بھی ہوتی تھی۔ وہ تین بچوں کا باپ تھا۔ کوئی کنوارا، کم عمر نوجوان نہیں تھا۔ پھر یہ احساسات، یہ جذبے اور یہ خیالات کیسے...... لیکن وہ نہیں سمجھ پاتا تھا۔

اور محبت کیا بار بار کیے جانے کی چیز ہے؟ اسے تو ماہا سے محبت تھی پھر یہ نئی محبت کہاں سے آگئی تھی اور اس قدر جولانیوں کے ساتھ......

ماہا کے لیے تو وہ خود بے قرار رہا کرتا تھا لیکن کوئی اسے بھی اس قدر عزیز رکھتا ہے، یہ احساس ہی کس قدر خوش کن تھا۔

لیکن اس روز جب وہ ماہا کے پاس گیا تو وہ لہجے میں زہر بھرے اس کی منتظر تھی۔

"مل گئی فرصت آپ کو؟ دوسری بیوی نے اجازت دے دی؟"

"میں کل اور پرسوں بھی آیا تھا لیکن تم سو رہی تھیں۔ میں نے اٹھانا مناسب نہیں سمجھا۔" اسفند نے تحمل سے جواب دیا۔ اس دوران میں وہ مستقل اس کے پاس آ تا رہا تھا لیکن

کبھی وہ سو رہی ہوتی، کبھی کسی اور کام میں سسٹر پروین کے ساتھ مصروف ہوتی۔ اس لیے اس دوران وہ اس سے مل نہ سکا تھا۔

"ظاہر ہے، آپ کی تو جان چھوٹ گئی کہ میرے پاس نہیں آنا پڑا اور وہ وقت آپ نے اپنی دوسری بیوی کو دے ڈالا۔" اس کی آواز طنز سے بھرپور تھی۔

"پلیز ماہا! تم کیا چاہتی ہو آخر، کیوں اس طرح کرتی ہو۔ ہر دم خفا، ناراض۔ جو بھی تمہارے لیے مخلص ہے ان سب سے ناراض رہتی ہو۔" اسفند کو اب اس کی ان باتوں سے چڑ ہونے لگی تھی۔

"کون...... کون مخلص ہے، میرے ساتھ؟" اس نے تلخی سے پوچھا۔

"کیا تم نہیں جانتیں؟ کیا میں، بچے، نازش مخلص نہیں ہیں تمہارے ساتھ؟" اسفند نے نرمی سے کہا۔

"نازش کا نام مت لو میرے سامنے" وہ بُری طرح چیخی "نفرت ہے مجھے اس سے، اس کے نام سے۔"

"کیوں؟ اسے تم اپنی مرضی سے اس گھر میں لائی تھیں۔ وہ خود چل کر یہاں نہیں آئی تھی" اسفند کو بھی غصہ آ گیا تھا۔

"میں جانتی ہوں، تمہارے منہ میں اس کی زبان بول رہی ہے۔ وہ تمہیں میرے خلاف بھڑکاتی رہتی ہے اور اس کی وجہ سے تم مجھے نظر انداز کر رہے ہو۔ حالانکہ کبھی تم کہتے تھے کہ دنیا کی کوئی لڑکی مجھ سے بڑھ کر نہیں ہے۔ تمہیں میرے سوا کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ اب اس نازش میں کون سے ہیرے ٹنک گئے۔ سوائے اس کے کہ وہ چلتی پھرتی ہے، میری طرح معذور نہیں ہے" وہ اپنے مخصوص انداز میں چلا رہی تھی۔

"نہیں ماہا! تم میں اور اس میں بہت فرق ہے۔ وہ تم سے بہت بہتر ہے۔ وہ خود غرض نہیں ہے۔ اسے دوسروں کی خوشیوں کا احساس رہتا ہے۔ اس کی زبان ہر وقت زہر نہیں اگلتی۔ وہ صابر و شاکر ہے جو ایک عورت کے خاص وصف ہوتے ہیں۔ اس کے پاس وہ ہے جو تمہارے پاس کبھی نہیں تھا اور نہ ہوگا" وہ عجیب سے انداز میں مسکرایا۔

اسفند کے الفاظ بم کی طرح ماہا کے سر پر پھٹے تھے۔ اسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ یہ اسفند ہی تھا؟ جو یوں اس کے علاوہ کسی اور کی تعریفیں کر رہا تھا۔ ان تعریفوں میں کہیں دراز گیسو، شہابی رنگت، سرو قامت اور گلابی لبوں کا ذکر نہیں تھا کہ عورت ہمیشہ ان ہی خوبیوں کی

مالک نہیں ہوا کرتی۔ وہ تو سراپا محبت ہوتی ہے۔ خود کو مٹا کر دوسروں کو جیت لینے والی اور شاید ان میں سے کوئی خوبی اس میں نہیں تھی۔

وہ چیخنا بھول گئی تھی۔ ششدر، ساکت، یقین نہ کرنے والے انداز میں لیٹی اسفند کے چہرے کو دیکھ رہی تھی جہاں نازش کا عکس لہرا رہا تھا۔

کیا کسی اور لڑکی میں اتنی طاقت یا خوبیاں تھیں جو اسفند یار جیسے مکمل شخص کو اسیر کر لے؟ وہ تو اس کا دیوانہ تھا۔ اسے سراہتا تھا۔ اس کے حسن کے قصیدے پڑھتے نہیں تھکتا تھا۔ وہ کبھی بھولے سے بھی خفا ہو جاتی تو اس کی جان پر بن آتی تھی۔

اپنی محبت، اپنی توجہ، اپنی ذات، اپنا ہنر اور اپنی امارت سب کچھ ہی تو اس نے ماہا کے قدموں تلے بچھا دیا تھا اور وہ فخر سے گردن اکڑائے ہر شے کو اپنا حق، اپنے حسن کا خراج سمجھ کر وصولے جا رہی تھی۔

کبھی بھولے سے بھی اسے یہ خیال نہیں آیا تھا کہ خود جواباً اسے بھی اپنا سب کچھ لٹا دینا چاہیے کہ محبتوں میں خود کو لٹا کر جو مزہ ملتا ہے، وہ یقیناً سمیٹنے میں نہیں۔

لیکن آج یہ کیا عجب ہو گیا تھا کہ اس کی زلفوں کا اسیر کسی اور لڑکی کے گن گا رہا تھا۔

''نازش کے آنے سے پہلے میں نہیں جانتا تھا کہ عورت کی شخصیت کا دوسرا رخ بھی ہوتا ہے، وہ مٹ جانا بھی جانتی ہے۔ اسے دوسروں میں محبتیں بانٹ کر سکون ملتا ہے۔ وہ لوگوں کی خوشیوں کے لیے اپنی ذات کو نظر انداز کر دیتی ہے۔ میرے لیے یہ سب نیا تھا۔ میری ماں ایک عام عورت تھی۔ جیسی سب عورتیں ہوتی ہیں۔ نہ بہت مہربان، نہ بہت سنگدل۔ وہ روٹھتی بھی تھی، مناتی بھی تھی، خوش بھی ہوتی تھی ناراض بھی۔ بس ویسی ہی جیسی زیادہ تر عورتیں ہوتی ہیں، لیکن تم ان چند عورتوں میں سے ہو جو صرف ناز اٹھوانا جانتی ہیں اور نازش ان نایاب عورتوں میں سے جو دوسروں کے لیے اپنی ذات کو پس پشت ڈال دیتی ہیں۔ ایک اچھی بیوی کیسی ہوتی ہے، کیا صرف خوبصورت چہرہ، جو زندگی بھر ہمیشہ ناز ہی اٹھواتا رہے یا پھر ایک عام سا سادہ چہرہ جو آپ کی خوشی کو مقدم جانے؟''

اسفند کے سوالات ماہا کے لیے بڑے انوکھے تھے۔ اسے ایک دم یہ احساس کیسے ہو گیا تھا کہ اچھی بیوی میں کیا اوصاف ہونے چاہئیں۔

وہ چند لمحوں تک اسفند کی آنکھوں میں دیکھتی رہی جہاں پہلی بار اسے اپنا کوئی رنگ نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ تو مکمل طور پر نازش کے رنگ میں رنگا ہوا تھا۔

''اوہ! تو اس نے آخر اپنے اوچھے ہتھکنڈوں سے تمہیں جیت ہی لیا۔ اور ہے ہی کیا اس کے پاس سوائے صبر وشکر کا ڈراما رچانے کے اور خوشامد، چاپلوسی کے بوسیدہ ہتھیاروں کے'' وہ بے حد طنزیہ انداز میں کہہ رہی تھی۔

اسفند کو اس سے ایسی ہی گفتگو کی امید تھی۔ اس سے بحث کرنا بیکار تھا۔ نہ ہی وہ اس سے مزید ایسی باتیں سننا چاہتا تھا۔

''اگر وہ سب خوشامد اور ڈراما ہی ہے ماما تو کاش ہر عورت کو یہ ڈراما کرنا آتا ہو۔ میاں بیوی کے روّیوں میں ہمیشہ توازن رہے تو گھر نہیں ٹوٹتے۔ جہاں کسی ایک نے اس توازن کو چھوڑا، گھر کی دیواریں کمزور پڑنے لگتی ہیں۔ تمہاری ذات کبھی متوازن نہیں رہی، تم نے ہمیشہ اپنی پوجا ہی کروائی ہے۔ کبھی کسی کے آگے جھک کر مٹ کر نہیں دیکھا۔ شوہر کے آگے بھی نہیں'' اسفند کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

''خوب! تو تمہیں نازش سے شادی کے بعد مجھ میں ہر برائی نظر آنے لگی۔ وہ برائیاں جو کبھی میری خوبیاں تھیں۔ آج میں معذور ہو گئی تو تمہیں میری ذات میں ہزاروں کیڑے نظر آنے لگے۔ بڑی جلدی اتر گیا تمہارے چہرے سے نقاب، آخر کار ملمع کاری کتنے دن چلتی ہے۔ میں تو کب سے منتظر تھی کہ تم عام مردوں کی طرح کب مجھ سے اکتاؤ گے اور کب تمہاری آنکھوں میں میری معذوری کھٹکنے لگے گی۔''

''تمہاری ذات کی خوبیاں اور خامیاں کبھی میری نظروں سے پوشیدہ نہیں رہیں ماما۔ میں تو اول روز سے جان گیا تھا کہ تم ان عورتوں میں سے ہو جو نہ شوہر کے ہمراہ چلتی ہیں نہ پیچھے بلکہ وہ آگے رہ کر اپنی برتری جتاتی رہتی ہیں کیونکہ تم میرا انتخاب تھیں، میری پسند تھیں اس لیے میں تمہاری ہر ایسی بات نظر انداز کرتا رہا اور اب تک کرتا رہا ہوں۔ اب بھی شاید نہ جتاتا تمہیں اگر تم خود میری محبت اور سچائی کو میری کمزوری نہ سمجھتیں۔

میں تو میں، تم نے تو کبھی اپنے بچوں کو بھی اس توجہ کے قابل نہیں سمجھا۔ اپنی ہر خوبی تمہیں ہمیشہ بہت خاص لگی اور جب تقدیر نے تمہیں ایک امتحان میں ڈالا تو تم خدا کی دی ہوئی ہر نعمت اور عنایت کو بھول کر سراپا شکوہ بن گئیں۔ ہر وہ شخص جو تم سے محبت کرتا تھا، تمہیں کھٹکنے لگا۔ جب اللہ نے بے انداز تمہیں دیا تو شکر گزار تو تم کبھی نہیں بنیں لیکن جوں ہی کچھ تم سے چھینا، تم سے بالکل برداشت نہ ہو سکا۔ اس سب میں کس کا قصور تھا، تم نے ہر ایک کو اس کا ذمے دار ٹھہرایا۔ میں جانتا ہوں کہ اس موقعے پر صبر سے کام لینا انتہائی مشکل کام ہے لیکن اس میں

دوسروں کو، حتیٰ کہ اپنے بچوں تک کو تکلیف دینا کہاں کا انصاف ہے؟'' اسفند کے الفاظ اس کی سماعت پر ہتھوڑے بن کر برس رہے تھے اور وہ بڑی مشکل سے سب کچھ برداشت کر رہی تھی۔

''بس کرو اسفند، بہت کہہ دیا تم نے۔ میں اتنی ہی بری تھی تو کیوں برداشت کیا تم نے اب تک۔ اور اب بھی کیوں پابند ہو میرے، چھوڑ دو مجھے۔ میں تو پہلے ہی جانتی تھی کہ تم اب مجھے زیادہ دیر برداشت نہیں کر سکو گے، جلد چھوڑ دو گے مجھے۔ ایک زندہ لاش کو کب تک برداشت کرو گے۔ میری معذوری تمہارے لیے آزار بن جائے گی۔ تو جاؤ...... جاؤ اس کے پاس۔ جس نے تمہیں یہ زبان دی ہے۔ جس کے سکھانے پر تم آج مجھے یہ سب سنا رہے ہو۔ چلے جاؤ یہاں سے۔ میں تمہاری شکل نہیں دیکھنا چاہتی'' وہ چیخ چیخ کر رونے لگی تھی۔ اسے اپنی بے بسی پر رونا آرہا تھا۔ اسے اسفند کے یوں اچانک بدل جانے پر رونا آرہا تھا اور اسفند...... اسے اچانک احساس ہوا کہ شاید وہ کچھ زیادہ ہی بول گیا ہے۔ جب وہ صحت مند تھی تو وہ اس کی سب غلطیاں اور خامیاں نظر انداز کر رہا تھا اور آج جب وہ لاچار ہو کر بستر پر پڑی تھی تو اسے اس کا ہر عیب نظر آنے لگا تھا۔

بے شک وہ خامیاں اس میں تھیں لیکن ان حالات میں تو وہ بھی سوچ گی جیسا، اب سوچ رہی تھی۔

''سوری نانا! مجھے تم سے یہ سب کہنا نہیں چاہیے تھا لیکن جب تم حد سے گزر جاتی ہو تو...... میں تمہیں سمجھانا چاہتا تھا۔ میرا مقصد تمہیں ہرٹ کرنا ہرگز نہیں تھا۔ میں تمہیں کوئی بھی تکلیف پہنچانے کا کبھی بھی نہیں سوچ سکتا لیکن جب تم دوسروں کے ضبط کا امتحان لینے لگتی ہو تو کبھی نہیں سوچتیں کہ تمہارے اس رویے سے دوسروں کو کتنی تکلیف پہنچتی ہے۔'' اسفند نے آگے بڑھ کر اس کے دونوں ہاتھ تھام کر اسے سمجھانا چاہا تو اس نے درشتی سے اس کے دونوں ہاتھ جھٹک دیے۔

''مت آؤ میرے پاس، مجھے نفرت ہے تم سے، تمہاری جھوٹی محبت سے۔ میں ایک لمحہ تمہیں برداشت نہیں کر سکتی۔ چلے جاؤ یہاں سے۔ اس گھر سے، اسے لے کر۔ میں اور میرے بچے تمہارے بغیر بھی رہ سکتے ہیں'' وہ کسی طرح اسے معاف کرنے کو تیار نہ تھی۔

''لیکن میں تمہارے بغیر اور اپنے بچوں کے بغیر بالکل نہیں رہ سکتا'' اسفند نے پھر سے اس کا ہاتھ پکڑا جسے پہلے کی طرح اس نے جھٹک دیا۔

''مت جھوٹ بولو مجھ سے، تم بہت آرام سے ہمارے بغیر رہ سکتے ہو۔ تم بھی ایک عام مرد کی طرح ہو۔ میں اب تمہارا کسی بات میں ساتھ نہیں دے سکتی۔ اس لیے اب تم چھٹکارا پانا چاہتے ہو تو کہتے کیوں ڈرتے ہو؟''

''ایسا نہیں ہے ماہا،تم غلط سوچ رہی ہو۔خدا کے لیے میری محبت کو یوں پل میں مٹی مت کرو۔ساری صورت حال کو قبول کرو اور اپنے رویے کو تبدیل کرلو۔سب ٹھیک ہو جائے گا۔'' وہ بے چارگی سے اسے سمجھا رہا تھا۔

''یعنی سارا قصور میرا ہے،تم بالکل بے قصور ہو جو نازش کے بعد مجھے بھول گئے ہو۔میں سارا دن اس کمرے میں تنہا پڑی تمہاری راہ تکتی ہوں لیکن تمہیں میرے پاس آنے کی فرصت نہیں ملتی'' وہ اب چیخنا بھول کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی اور قصور نہ ہوتے ہوئے بھی اسفند کا دل اپنے ناکردہ گناہوں پر شرمندہ ہونے لگا۔

کبھی وہ کیسی مغرور ہوا کرتی تھی،کسی کو خاطر میں نہیں لاتی تھی اور آج بے بسی کے کس موڑ پر پہنچ گئی تھی۔

''سوری ماہا! آئی ایم رئیلی سوری،اب تمہیں مجھ سے ایسی کوئی شکایت نہیں ہوگی۔بس مجھ سے ایک وعدہ کرو،میں جب بھی تمہارے پاس آؤں گا یا بچے تمہارے پاس آئیں گے تو تم ہم سے خوش دلی سے ملوگی،اچھی اچھی باتیں کروگی۔سب پچھلی باتیں بھلادو۔میں تم سے وعدہ کرتا ہوں۔مجھ سے اب کوئی کوتاہی نہیں ہوگی'' وہ التجائی لہجے میں اسے سمجھا رہا تھا۔

ماہا کے ہونٹوں پر فاتحانہ مسکراہٹ پھیل گئی۔

کہاں تھی وہ نازش،ذرا آکر دیکھتی۔یہ حسین مرد آج بھی اس کا دیوانہ تھا۔کیا ہوا جو کچھ دیر کو اسے اس کی خامیاں نظر آنے لگی تھیں۔غلطی اس کی بھی تو تھی۔اپنے رویے سے اسے دور کردیا تھا۔پہلے کی بات اور تھی لیکن اب معذوری کے بعد اسے اپنے رویے میں تبدیلی لانا چاہیے تھی۔

اور اب اس نے سوچ لیا تھا کہ خود کو تبدیل کرنے کی کوشش کرے گی۔اسفند کو اس قدر مجبور کردے گی کہ وہ نازش کو چھوڑ دینے پر راضی ہو جائیگا۔

نازش کو اس گھر میں لانے کا سبب بھی وہی تھی تو اسے اس گھر سے نکالنے میں بھی وہ دیر نہیں لگائے گی۔

اسفند کا رویہ پھر سے نازش کے ساتھ کچھ ریزرو سا ہو گیا تھا۔اور وہ اس تبدیلی کو سمجھنے سے قاصر تھی۔کہ وہ اتنا آگے بڑھ کر یوں اچانک پیچھے کیوں ہٹ گیا تھا۔اب وہ آفس سے آنے کے بعد سیدھا ماہا کے کمرے میں چلا جاتا،بچوں کو بھی وہیں بلا لیتا تھا۔اکثر وہ لوگ کھانا بھی وہیں کھا لیتے اور اس دوران میں وہ نازش کے وجود کو یکسر نظر انداز کردیتے تھے۔وہ چپ چاپ لاؤنج

میں بیٹھی ٹی وی پر چلتی پھرتی تصویروں کو غائب دماغی سے دیکھتی رہتی پھر اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی جاتی جہاں تنہائی ہمیشہ سے اس کی منتظر ہوتی۔

حیرت انگیز تبدیلی یہ تھی کہ اب ماہا کے کمرے سے چیخنے چلانے کی آوازیں کم بلکہ تقریباً ختم ہوگئی تھیں۔ یہ تبدیلی کافی خوشگوار تھی لیکن اس تبدیلی نے اس سے بچوں کی اور اسفند کی دوستی چھین لی تھی۔ پہلے وہ سب ماہا سے خوف زدہ رہتے تھے اور اپنا کچھ وقت اس کے ساتھ گزارتے تھے لیکن اب وہی وقت ماہا کے ساتھ گزر رہا تھا۔

اس شام جانے کیوں اس کا دل اس قدر اُداس ہو رہا تھا۔ اس نے طبیعت میں تبدیلی کے نظریے سے نہا کر لباس تبدیل کیا۔ ہلکا سا میک اپ کر کے خود کو آئینے میں دیکھا۔ وہ بہت خوبصورت تو پہلے بھی نہیں تھی لیکن اب تو جیسے بالکل مرجھا گئی تھی۔

"میں ایسی کیوں ہوتی جا رہی ہوں، مضمحل، قنوطی، بکھری ہوئی۔ میری زندگی بے مقصد تو نہیں۔ ایک مقصد ہے۔ میرے سامنے اور کسی بھی مقصد کو پانے کے لیے راستے میں کٹھنائیاں تو آتی ہی ہیں پھر سب ٹھیک ہو جاتا ہے" اس نے خود کو سمجھایا، تسلی دی اور گیلے بالوں میں برش کر کے انہیں سلجھانے لگی۔

لاشعوری طور پر وہ اپنے بالوں اور آنکھوں پر بہت توجہ دینے لگی تھی۔ اسفند نے کئی بار اس کا اظہار کیا تھا کہ اس کی آنکھیں اور اس کے بال بہت خوب صورت ہیں اور وہ اپنی شخصیت کی ان دو خوبیوں کو اور اجاگر کر رہی تھی۔

بالوں کو سلجھا کر اس نے انہیں یونہی کھلا چھوڑ دیا اور اپنی آنکھوں کو غور سے دیکھنے لگی۔ گہری سیاہ روشن اور چمک دار آنکھیں، مڑی مڑی بے پناہ گھنی پلکیں۔ اسے پہلی بار احساس ہوا کہ واقعی اس کی آنکھیں بہت خوب صورت ہیں لیکن اس سے پہلے اس نے کبھی ان پر توجہ ہی نہیں دی تھی۔ آج پتا نہیں کیوں انہیں سنوارنے کا جی چاہنے لگا۔

بلیک آئی پینسل آنکھوں میں پھیر کر اس نے لائنر اٹھایا۔ پپوٹوں پر ہلکی سی لکیر نے اس کی آنکھوں کو مزید کشادہ کر کے رونق بخش دی تھی۔ پھر مسکارے نے جیسے اس آنکھوں کو بے حد خاص بنا دیا۔ مطمئن ہو کر وہ اپنے کمرے سے باہر نکل رہی تھی کہ اسفند سے اس کی مڈ بھیڑ ہوگئی۔ وہ اسے دیکھ کر ٹھٹک گئی تھی۔ وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر سنبھل کر پوچھنے لگا۔

"آپ کہیں جا رہی ہیں؟" اس کی تیاری بھی تو بہت خاص تھی ورنہ عموماً وہ کتنی سادہ رہا کرتی تھی۔

"جی......" وہ دل ہی دل میں شرمندہ سی ہوگئی۔ اب بھلا اس قدر تیار ہونے کی کیا ضرورت تھی۔ کیا لاشعوری طور پر اسفند کو متوجہ کرنے کی کوشش تھی؟

اگر ایسا تھا تو کیا وہ اپنی سطح سے نیچے گرنے لگی تھی؟

لیکن اسفند کوئی غیر تو نہیں، اس کا شوہر تھا اور پھر وہ بھی تو اب اس کے نزدیک آنا چاہتا تھا، حدود تو اس نے خود لگائی تھی۔

"کہاں جانا ہے؟ چلیں، میں آپ کو ڈراپ کر دوں؟" وہ عام سے لہجے میں کہہ کر مڑ گیا۔ نہ کوئی توصیفی جملہ، نہ پرستائش نظر۔

جیسے وہ ہمیشہ ایسی ہی نظر آتی رہی ہو۔ یونہی تیار پھرتی رہی ہو۔ کیا اسے، اس میں کوئی خوشگوار یا اچھی تبدیلی نظر نہیں آئی۔

وہ چپ چاپ چلتی ہوئی باہر آگئی۔ وہ گاڑی کا دروازہ کھولے اس کا منتظر تھا۔

"آپ نے خواہ مخواہ زحمت کی، میں ڈرائیور کے ساتھ چلی جاتی" پہلے کی طرح تکلف کی دیوار پھر سے ان کے درمیان اٹھ گئی تھی۔

"کوئی بات نہیں، مجھے بھی جانا ہی تھا۔ آپ کو کہاں چھوڑوں؟"

"امی کے ہاں" فوری طور پر اسے یہی جواب سوجھا۔

"وہاں تو مجھے بھی جانا تھا۔ میں نے اس روز ان سے وعدہ کیا تھا" اسفند نے گردن ترچھی کر کے ایک نظر اسے دیکھا، وہ انتہائی سنجیدگی اختیار کیے شیشے سے باہر دیکھ رہی تھی۔

"کوئی بات نہیں، میں کہہ دوں گی کہ آج کل آپ بہت مصروف ہیں۔"

"طنز کر رہی ہیں۔"

"کس بات پر؟" جواباً اس نے بھی سوال کر ڈالا۔

"یہی کہ میں بہت دنوں سے نہ آپ سے بات کر رہا ہوں، نہ آپ کے ساتھ کھانا کھا رہا ہوں دراصل......"

"کوئی بات نہیں۔ میں آپ سے کوئی شکوہ نہیں کر رہی۔ جو وقت کی ضرورت ہے آپ وہ کر رہے ہیں"

تازش نے اس کی بات کاٹ دی۔

"لیکن آپ کو شکوہ کرنا چاہیے، یہ آپ کا حق ہے۔"

اسفند کی آواز ٹھہری ہوئی تھی، پتا نہیں اس بات کو کہنے سے اس کا کیا مطلب تھا۔

''میں جس دن اس گھر میں آئی تھی اور اس روز جب میرا استقبال تنہائی نے کیا تھا تو میں نے جان لیا تھا کہ مجھے یہاں کیا حقوق حاصل ہوں گے......اور میں نے ان سے کبھی تجاوز نہیں کیا۔نہ کرنا چاہتی ہوں۔''

نازش کے جواب نے اسفندیار کو چند لمحوں کے لیے خاموش سا کر دیا پھر کچھ دیر بعد وہ سنبھل کر بولا۔

''میں جانتا ہوں نازش! آپ کے ساتھ اول روز سے زیادتی ہو رہی ہے۔میں ان سب باتوں کا مداوا کرنا چاہتا ہوں لیکن کبھی آپ مجھے روک دیتی ہیں تو کبھی ماہا۔کبھی وقت اور حالات کی نوازش ہو جاتی ہے۔حالانکہ میں کوئی کوتاہی نہیں کرنا چاہتا۔پہلے تو شاید صرف آپ کے حقوق کا سوچ کر میں آپ کی جانب بڑھنا چاہتا تھا لیکن اب......یقین جانیں، یہ میری بھی دلی آرزو ہے لیکن شاید ابھی وہ وقت نہیں آیا، خیر چھوڑیں، میں آپ کو ایک اچھی خبر سناؤں۔ ماہا کی نئی رپورٹس سے کچھ امید بندھی ہے۔اس کے چند آپریشنز ہوں گے۔ڈاکٹرز نے ہوپ دلائی ہے کہ اتنا ہو سکتا ہے کہ وہ اٹھ کر وہیل چیئر پر بیٹھ سکے۔پھر وہ ایک کمرے تک محدود نہیں رہے گی اور اگر کوئی کرشمہ ہو گیا تو وہ چل پھر بھی سکے گی۔لیکن اس کا چانس ایک فیصد ہے صرف۔''

''واقعی!'' وہ سب کچھ بھول کر بے انتہا خوش ہو گئی۔

اسفند نے بغور اسے دیکھا۔خوشی کا ایسا اظہار اگر ایکٹنگ تھا تو وہ واقعی بہت بڑی اداکارہ تھی اور اگر وہ واقعی دلی طور پر خوش ہوئی تھی تو بہت بڑے ظرف کی مالک تھی۔

''اگر ایسا ہوا اسفند! تو ماہا بہت بدل جائے گی۔معذوری کے احساس نے اسے اتنا تلخ بنا دیا ہے ورنہ وہ ایسی نہیں تھی۔''

''کیا واقعی؟'' اسفند نے کہنا چاہا لیکن خاموش رہا۔وہ تو بخوبی جانتا تھا کہ ماہا ہمیشہ سے کس فطرت کی مالک ہے۔

نازش کی امی کے گھر اس کا رویہ بالکل تبدیل ہو چکا تھا۔وہ ابو کے ساتھ بے حد خوشگوار موڈ میں ان سے بہت سے موضوعات پر مختلف باتیں کرتا رہا۔

وہ حیران تھی کہ اسے تو کہیں اور جانا تھا پھر وہ اس کے ساتھ کیسے چلا آیا۔امی بھی ان دونوں کے یوں اچانک آنے پر بہت خوش تھیں اور رات کے کھانے کی تیاریوں میں مصروف ہو گئی تھیں۔اور اس نے جب امی کو ماہا کی نئی رپورٹس کے بارے میں بتایا تو وہ ایک دم خاموش سی ہو گئیں، پھر آہستہ سے بولیں۔

"پہلے کی رپورٹس میں تو صاف بتا دیا تھا کہ اب وہ کبھی ٹھیک نہیں ہوگی۔"

"اسفند اس سلسلے میں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر تو نہیں بیٹھے نا امی، وہ مستقل دنیا بھر کے اچھے ہاسپٹلز سے رابطہ رکھے ہوئے ہیں۔ پھر اللہ چاہے تو کیا نہیں ہوسکتا۔ وہ تو مردے میں جان ڈال دے، بعض مرتبہ ڈاکٹرز کے سارے دعوے جھوٹے ہوجاتے ہیں۔ یہ تو اللہ جانتا ہے کہ اسے کیا کرنا ہے۔ دعا کریں امی کہ وہ ٹھیک ہوجائے اور اس کے بچے اپنی ماں کے ہاتھوں پلے بڑھیں۔"

امی نے حیرت سے اپنی دنیا سے انوکھی بیٹی کو دیکھا۔

ماہا ٹھیک ہوجاتی تو اس گھر میں اس کا کیا مقام ہوتا۔ وہ تو شاید اسے کبھی برداشت نہ کر پاتی۔ اپنی معذوری سے گھبرا کر تو اس نے اپنے شوہر کی شادی کروائی تھی۔ ٹھیک ہوگئی تو اسے یا اسفند کو دوسری عورت کی کیا ضرورت ہوگی اور پھر یہ دوسری عورت کہاں جائے گی؟ ان لوگوں کی فیملی تو بے حد مکمل تھی۔ کسی اور کی گنجائش کب تھی۔

لیکن وہ اپنے خدشات اس کے آگے ظاہر نہیں کر پائیں۔ جب وہ اسفند کی بیوی ہوتے ہوئے ایسے ظرف کا مظاہرہ کر رہی تھی تو وہ ایک ماں ہوتے ہوئے کسی کی بیٹی اور تین معصوم بچوں کی ماں کے بارے میں کچھ غلط کیسے سوچ سکتی تھیں۔

"کیا ہوا امی!" انہیں یوں گم صم پا کر اس نے پوچھا۔

"کوئی بات نہیں بیٹا، یونہی......" وہ ٹال گئیں۔

"آپ میری وجہ سے پریشان ہو رہی ہیں ناں؟" وہ مسکرائی "آپ میرے لیے پریشان نہ ہوا کریں امی، میری قسمت میں جتنا لکھا ہے، وہ تو مجھے ملے گا...... ہر حال میں کوئی نہیں روک سکتا۔ ہمیں اللہ پر یقین اور قسمت پر شاکر ہونا چاہیے۔"

"پتا نہیں بیٹا، کیا ہوگا، اللہ بہتر کرے" ان کی آواز میں ماؤں والی تشویش تھی۔

واپسی میں وہ اسفند سے پوچھے بغیر نہ رہ سکی "آپ کو تو کہیں کام سے جانا تھا پھر آپ امی کے ہاں کیوں اتر گئے؟"

"وہی کام تھا" وہ مسکرایا "میں نے سوچا آپ تیار ہیں، اچھی بھی لگ رہی ہیں۔ آپ کے امی اور ابو آپ کو اس طرح اچانک دیکھ کر خوش ہوں گے۔

وہ شرمندہ سی ہوگئی۔

یہ شخص دوسروں کی خوشیوں کا کس قدر خیال رکھتا تھا۔ وہ خواہ مخواہ اس سے بدگمان ہو جاتی تھی۔

گاڑی کا رخ سی سائڈ کی جانب دیکھ کر وہ چونکی۔ وہ گھر جانے کے بجائے سی ویو چلا آیا تھا۔

"آج چاندنی رات ہے۔ سمندر کا حسن ہی اور ہوتا ہے ان راتوں میں۔ آپ کو چاندنی راتیں پسند ہیں؟"

"جی ہاں" اس کی گردن ہل گئی۔ ساحل سمندر پر ٹہلتے ہوئے وہ ایسی ہی چھوٹی چھوٹی باتیں کرتا رہا پھر اچانک بولا "مجھے ماہا کو لے کر امریکا جانا پڑے گا نازش! اور اس دوران میں جانے کتنا عرصہ لگ جائے، میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ بچے بھی ہمارے ساتھ جائیں گے۔ ماہا کے چند آپریشنز ہوں گے۔ ڈاکٹرز کہتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ ان سے اتنا ہو کہ وہ اٹھ کر بیٹھ سکے۔ میں اپنی طرف سے کوئی کوتاہی نہیں کرنا چاہتا۔

میں چاہتا تھا کہ آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں لیکن ماہا ایسا بالکل نہیں چاہتی اور اس موقع پر میں اس کی مرضی سے انکار نہیں کر سکتا۔ اس کا بلڈ پریشر بہت ہائی رہنے لگا ہے۔ جو بہت خطرناک ہے اس کے لیے۔ ذرا اس کی مرضی کے خلاف کوئی بات ہو، چیخنے چلانے لگتی ہے اور بلڈ پریشر بھی نارمل نہیں رہتا۔ میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتا۔ مجھے امید ہے کہ آپ میری مجبوریوں کو ہمیشہ کی طرح سمجھیں گی۔ ہم واپس آئیں گے جلد ہی بس اتنے عرصے آپ کو اور میرا انتظار کرنا ہے، کر سکیں گی نا؟"

جواباً وہ خاموشی سے اپنے اندر اٹھنے والی لہروں کو دبانے کی کوشش کرتی رہی۔

ماہا سے اس کا مقام اور حیثیت اکثر یاد دلاتی رہتی تھی۔ کیا یہی تھا اس کا مقام......

تہی داماں، تہی دست...... کیا تھا اس کے پاس۔ اور آئندہ بھی کیا مقام ہوگا اس کا اسفند کی زندگی میں۔ ماہا، اس کے بچے اور خود اسفند۔ خود اس کی گنجائش کہاں تھی۔

"پلیز نازش! بدگمان مت ہوں، میں تو آپ کو واقعی لے جانا چاہتا تھا۔ بچے بھی آپ سے مانوس ہیں لیکن ہمیشہ کی طرح ماہا کی ضد۔ دوسرے معنوں میں وہ علاج کروانے کو بھی تیار نہیں ہے۔ آپ ہی بتائیے، میں کیا کروں؟ میں نے بہت سمجھانے کی کوشش کی ہے اسے لیکن وہ نہیں مانتی" اسفند کی آواز میں بے بسی تھی۔ وہ نازش کی کیفیات بخوبی سمجھ رہا تھا۔

"آپ وہی کریں جو ماہا کہتی ہے کیونکہ اس وقت اسے ذہنی طور پر ڈسٹرب کرنا کسی بھی طرح مناسب نہیں۔ چلیں، اب گھر چلیں، بہت رات ہو گئی ہے" چند لمحوں بعد نازش نے خود کو سنبھال کر کہا۔

''آئی ایم سوری نازش، مجھے ایک کوشش اور کر لینے دیں'' پشیمانی کا احساس بہت شدید تھا جس کی وجہ سے وہ واپسی میں زیادہ تر خاموش رہا۔ خود وہ بھی خاموشی سے باہر تیزی سے چلتی گاڑیوں کو دیکھتی رہی۔

پھر وہ اپنے کمرے تک ہی محدود ہو گئی، وہ فیصلہ نہیں کر پا رہی تھی کہ ان لوگوں کے جانے کے بعد وہ اس گھر میں رہے گی یا اپنے ماں باپ کے گھر لوٹ جائے۔ دونوں صورتوں میں دنیا والوں کا سامنا کرنا کتنا مشکل کام تھا۔ وہ کس کس کو جواب دے گی۔ لوگ تو اس کا جینا مشکل کر دیں گے سارا دن وہ اس ادھیڑ بن میں لگی رہتی۔ اور اس روز جب وہ اپنے کمرے میں تھی تو ملازمہ نے اسے آ کر بتایا کہ اس کا فون ہے۔

''اچھا'' اس نے کہہ کر نیم دلی سے فون اٹھایا۔

دوسری جانب جو تھا وہ اسے حیران کرنے کے لیے کافی تھا۔

''مجھے آپ کو فون کرنے کا حق تو نہیں ہے لیکن جانتا ہوں، آپ بڑے ظرف کی مالک ہیں۔ ہو سکتا ہے میری غلطیوں کو معاف کر دیں۔''

''میں آپ کو پہچانی نہیں، آپ کون بول رہے ہیں؟''

''میں سجاد ہوں، پاکستان آ گیا ہوں۔''

''کون سجاد؟'' اس نے کچھ سختی سے پوچھا۔

''آپ حق بجانب ہیں کہ میرے نام تک کو نہ پہچانیں۔ میں نے اور میرے گھر والوں نے کچھ اچھا بھی نہیں کیا تھا آپ کے ساتھ'' وہ انتہائی سنجیدگی اور شرمندگی سے بولا۔

''میں پوچھ سکتی ہوں کہ آپ نے کیوں فون کیا ہے یہاں؟'' نازش کا لہجہ بدستور تھا۔ یہ وہی شخص تو تھا کہ جب وہ اس کا محرم تھا تو وہ ہر گھڑی اس کی آواز کی منتظر رہا کرتی تھی لیکن اس کی جانب سے کوئی پیش رفت نہیں ہوئی تھی لیکن آج جب اس سے کوئی تعلق نہیں تھا تو وہ اسے پکار رہا تھا، اپنی پہچان کرا رہا تھا۔

''میں اپنی پچھلی تمام غلطیوں اور کوتاہیوں کی معافی مانگنا چاہتا ہوں آپ سے۔''

''اب؟'' نازش کا لہجہ شاید زندگی میں پہلی بار کسی کے لیے یوں طنزیہ ہوا تھا ''اب جبکہ اس کی ضرورت باقی نہیں رہی۔''

''معافی کی گنجائش اور ضرورت، زندگی کی آخری سانس تک باقی رہتی ہے۔ میرے ساتھ جو کچھ ہوا شاید وہ آپ کے ساتھ کی گئی زیادتیوں کا صلہ تھا تب مجھے احساس ہوا کہ ہم نے

آپ کے ساتھ کتنی زیادتی کی تھی۔ آپ کی زندگی کے اتنے قیمتی سال ہماری خودغرضیوں کی نذر ہو گئے لیکن یقین کریں نازش، میں اول روز سے اس رشتے کا مخالف تھا کیونکہ میری کمٹ منٹ کہیں اور تھی لیکن امی کی ضد نے مجھے مجبور کردیا۔ امی آخر وقت تک یہی سمجھتی رہیں کہ اس طرح میں مان جاؤں گا۔ جاتے جاتے بھی میں نے انہیں کئی بار کہا، وہاں سے بھی خط لکھتا رہا، فون پر سمجھاتا رہا لیکن پتا نہیں انہیں کیوں یقین تھا کہ میں کیٹی کو بھول جاؤں گا۔ میں آپ سے اور گھر والوں سے بھی کوئی رابطہ نہیں کرسکتا تھا کیونکہ امی نے کہا تھا کہ پھر وہ مجھے کبھی معاف نہیں کریں گی۔ تو آخر تھک ہار کر میں نے انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا۔ لیکن اس طرح آپ کے ساتھ کتنی زیادتی ہوئی۔"

"لیکن اب اتنے عرصے بعد ان صفائیوں کی کیا ضرورت پیش آگئی آپ کو......؟ یہ سب اب بہت بعد از وقت ہے...... میں سب کچھ بھول چکی ہوں۔ میری زندگی کا وہ ورق کب کا پھٹ چکا ہے۔ اب ان وضاحتوں اور معافیوں کی ضرورت نہیں رہی۔ پلیز، آپ سب بھول جائیں اور آئندہ یہاں فون نہ کریں اور ہاں، اگر وقت نے آپ کے ساتھ کوئی زیادتی کی بھی ہے تو اس کی وجہ یقیناً میری ذات نہیں ہے کیونکہ میں نے کبھی آپ کے لیے، کسی کے لیے بھی بُرا نہیں سوچا کیونکہ میں ہمیشہ یہی سوچتی ہوں کہ سب کچھ من جانب اللہ ہوا کرتا ہے۔"

اس نے سہولت سے کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔

لیکن اس کے سمجھانے کے باوجود دوسرے روز پھر اس کا فون آگیا۔ اس کی آواز سن کر پہلی مرتبہ اسے اس پر اتنا سخت غصہ آیا۔

"کل میں نے آپ کو سمجھایا تھا نا، ہر بات واضح کردی تھی۔ پھر آپ بار بار مجھے فون کیوں کررہے ہیں؟"

میرا آپ کا تعلق اسی روز ختم ہوگیا تھا جس روز آپ نے مجھے طلاق دی تھی۔ اس لیے پلیز، آپ یہاں بار بار فون نہ کریں۔"

"سوری نازش، کل میں نے آپ سے معافی مانگنے کے لیے فون کیا تھا آج کوئی اور بات ہے ورنہ میں کبھی یہاں دوبارہ آپ کو فون نہ کرتا۔ پلیز، کچھ دیر کے لیے میری بات سن لیں۔"

وہ انتہائی لجاجت سے کہہ رہا تھا۔

"کہیے...... میں سن رہی ہوں" وہ سمجھ گئی تھی کہ سنے بغیر چارہ نہیں ہے ورنہ وہ بار بار اسے ڈسٹرب کرتا رہے گا۔

''مجھے پتا چلا ہے نازش کہ اسفند اور ان کی پہلی بیوی کے بچے امریکا جا رہے ہیں اور آپ نہیں جا رہیں۔''

''اس بات کا مطلب؟'' وہ حیران رہ گئی۔

''ہاہا، یقیناً علاج کی غرض سے وہاں جا رہی ہیں اور جب وہ ٹھیک ہو جائیں گی تو اسفند کی زندگی میں آپ کی گنجائش کہاں رہے گی۔ ان کی معذوری کے سبب تو انہوں نے اپنایا تھا آپ کو۔''

غم و غصے کی ایک تیز لہر نے نازش کے وجود کو اوپر سے نیچے تک سلگا دیا۔ غصے کی شدت سے وہ بول بھی نہ سکی۔

وہ کہہ رہا تھا ''اور دیکھیں نازش! میں آپ کو اچھی طرح جانتا ہوں کہ آپ اپنی ذات کو ان پر کبھی مسلط نہیں کریں گی۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے نازش کہ ہم دونوں پھر سے......؟''

''شٹ اپ!'' اب کی بار وہ زور سے چیخی تھی۔ ''مذاق سمجھ رکھا ہے آپ نے زندگی کو، رشتوں کو، ہمت کیسے ہوئی آپ کو مجھ سے یہ سب کہنے کی، کسی کی بیوی سے یہ سب کہنے کی......''

''آئی ایم سوری نازش! آپ کو میری بات نے ہرٹ کیا لیکن میرا مقصد آپ کو تکلیف پہنچانا نہیں تھا۔ مجھے غلط اطلاع فراہم کی گئی تھی۔ مجھے بتایا گیا تھا کہ اسفند اور آپ کے تعلقات ٹھیک نہیں ہیں۔ وہ خود آپ کو اپنے ساتھ رکھنا نہیں چاہتے۔ یہ شادی محض ضرورت تھی اور اب اس کی ضرورت باقی نہیں رہی'' وہ شرمندگی سے بولا۔

سجاد کی بات پر وہ جیسے سکتے میں رہ گئی۔ کون تھا وہ جس نے ایسی باتیں سجاد سے کہی تھیں۔ وہ تو کبھی کسی کا برا نہیں چاہتی تھی اور اس نے کبھی کسی کو تکلیف پہنچانے کا سوچا بھی نہیں تھا، پھر یہ سب۔

''نازش! پلیز، آپ میرے لیے غلط نہ سوچیں۔ میں پہلے ہی آپ کے لیے دکھ کا باعث بن چکا ہوں اس لیے اپنی ذات سے آپ کو کوئی اور تکلیف نہیں دینا چاہتا۔ اگر مجھ سے جو کچھ کہا گیا وہ غلط ہے تو میں معذرت خواہ ہوں اور اگر وہ سب صحیح ہے تو سوچیے گا۔ میں خلوص کے ساتھ آپ کے ساتھ ہوئی زیادتیوں کا مداوا کرنے کی کوشش کروں گا۔ میرا فون نمبر وہی ہے جو پہلے تھا، میں منتظر رہوں گا۔''

فون بند ہوا تو وہ چونکی۔ چند لمحوں تک ریسیور کو گھورتی رہی۔ پھر ریسیور رکھ کر پلٹی تو اسفند کو دروازے میں کھڑا دیکھ کر رک گئی۔

''کس سے باتیں ہو رہی تھیں؟'' اس نے سرسری انداز میں پوچھا لیکن اس سے پہلے

کہ وہ بتاتی، اس نے بات پلٹ دی "عمر کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ آپ پلیز، اسے دیکھ لیجئے گا تھوڑی دیر، وہ آپا کو بہت تنگ کر رہا ہے۔"

"کیا ہوا اسے؟" اس نے بے چینی سے پوچھا۔

"بخار ہے، وائرل لگتا ہے۔ ابھی چیک اپ کروا کر لایا ہوں لیکن چڑچڑا ہو رہا ہے وہ بہت۔"

"کوئی بات نہیں، میں دیکھ لوں گی، آپ فکر مت کریں" وہ اس کے ساتھ ہی باہر نکل آئی۔

اور اس پوری شب وہ سگی ماؤں کی طرح اس کی پٹی سے لگی جاگتی رہی۔ اسفند، عمر کو دیکھنے جب بھی کمرے میں آیا، وہ اسے جاگتی ہوئی ہی ملی۔ عمر پوری رات بخار کی شدت سے بے چین بھی تو کتنا رہا تھا۔ آنکھیں کھول کر اسے اپنے نزدیک پاتا پھر مطمئن ہو کر آنکھیں موند لیتا۔

صبح اسفند جب عمر کے کمرے میں آیا تو آیا نیچے قالین پر بے خبر سو رہی تھی اور نازش شاید تھک ہار کر عمر کے بستر پر اس کے ساتھ ہی لیٹی ہوئی تھی۔ دونوں دنیا و مافیہا سے بے خبر نیند میں مدہوش تھے۔ اسفند نے عمر کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر بخار چیک کیا۔ شکر ہے کہ اس وقت اسے بخار نہیں تھا اور نہ جانے کیوں اس کا جی چاہنے لگا کہ نازش کے بالوں میں انگلیاں پھیر کر ان بالوں کی نرمی کو محسوس کرے لیکن ضبط کر کے خاموش کھڑا اس چہرے کو دیکھتا رہا۔ اس وقت اس کے چہرے پر ممتا کا جو تقدس تھا اس سے اس کا چہرہ جگمگا رہا تھا۔

سوتیلی مائیں ایسی تو نہیں ہوتیں۔ اتنی شفیق، محبت سے بھرپور۔

"آئی ایم سوری نازش! میں دل سے تمہارا معترف ہونے کے باوجود تمہیں کچھ نہ دے سکا" اس کا دل عجیب سا ہو رہا تھا۔ اس لیے وہ فوراً پلٹ آیا۔

جانے سے کچھ دن پہلے ماہا نے جب اسے اپنے کمرے میں بلایا تو اسے یقین نہ آیا۔ سسٹر پروین اس سے کہہ رہی تھی "میڈم! آپ کو میڈم ماہا نے بلایا ہے، خدا کرے انہیں اپنی غلطیوں کا احساس ہو جائے اور آپ کو آپ کی خوشیاں مل جائیں۔"

جواباً وہ آہستگی سے مسکرائی اور اس کا کندھا تھپک کر ماہا کے کمرے کی طرف چلی گئی۔

وہ اسی کی منتظر تھی۔ اسے دیکھ کر ایک عجیب سی مسکراہٹ اس کے چہرے پر پھیل گئی جیسے کہہ رہی ہو۔ دیکھا، ہمیشہ کی طرح فتح میری ہی ہوئی۔ میں نے ہارنا سیکھا ہی نہیں۔ فتح میرے نصیب میں لکھ دی گئی ہے۔

"کیسی ہو ماہا؟" نازش کے چہرے پر اس کی مخصوص مسکراہٹ تھی۔ ریا سے پاک،

مخلص اور سچی مسکراہٹ۔

"میں ٹھیک ہوں، تم کہو، تم نے کیا سوچا؟" اس کی مسکراہٹ آج بھی ماہا کو اچھی نہ لگ رہی تھی۔

"کس سلسلے میں؟"

"ہم لوگ ہمیشہ کے لیے امریکا شفٹ ہو رہے ہیں۔ اول تو ڈاکٹرز نے اسی فیصد امید ولائی ہے کہ میں ٹھیک ہو جاؤں گی۔ مکمل نہ سہی تو وہیل چیئر پر چل سکوں گی۔ وہیں علاج ہوتا رہے گا اور دیکھنا، ایک دن میں اپنے پیروں پر کھڑی ہو جاؤں گی۔"

"انشاء اللہ، ایسا ہی ہوگا" نازش کے جواب پر وہ طنزیہ مسکرائی۔

"حالانکہ تم ایسا قطعی نہیں چاہو گی۔"

"دوسروں کی نیت اور خلوص پر شبہ کرنا اچھی بات نہیں ہے ماہا۔ تم حالانکہ مجھے بچپن سے جانتی ہو اور مجھے افسوس ہے کہ پھر بھی میرے لیے ایسا سوچتی ہو" نازش نے ہمیشہ کی طرح ضبط سے کام لیا۔

"تم کوئی دنیا سے انوکھی عورت نہیں ہو۔ صرف پردہ ڈالنے کی کوشش کرتی ہو تاکہ تمہیں صابرہ اور شاکرہ کے اعزازت مل سکیں۔ سب تمہاری واہ واہ کریں۔ تمہاری تعریفیں ہوں کہ تم کس قدر پُرخلوص اور ہمدرد ہو۔" ماہا بھی ہمیشہ کی طرح طنزیہ زہر سے بھرپور باتیں کر رہی تھی۔

"میں نے ایسا دعویٰ نہیں کیا ماہا!"

"بہرحال تمہیں اب کوئی فیصلہ کر لینا چاہیے۔ اسفند بھی اب تم سے چھٹکارا چاہتے ہیں۔ اکثر پشیمان ہوتے ہیں کہ میں نے ضد پکڑ لی تھی تو کم از کم وہ ہی عقل سے کام لیتے۔ خواہ مخواہ اپنے گلے میں گھنٹی باندھ لی تمہاری صورت میں۔"

نازش گویا زمین میں گڑ سی گئی لیکن جانے کیوں دل اس کی باتوں پر یقین کرنے کو نہیں چاہ رہا تھا۔

"حالانکہ انہوں نے ابھی تک تمہیں اون نہیں کیا پھر بھی تمہیں عقل نہیں آتی۔ تم کیوں رہ رہی ہو یہاں اور کس امید پر۔ شاید اسفند کی اتنی ڈھیر ساری دولت نے روک رکھا ہے تو لے لو جتنا چاہیے۔ ایک عالی شان گھر، بہت سا پیسا، اسفند کو کیا فرق پڑے گا۔ ان کے پاس کوئی کمی نہیں ہے لیکن انہیں اس الجھن اور پریشانی سے تو کم از کم نجات مل جائے گی جو تمہارے سر پر مسلط ہونے کی وجہ سے ہے۔"

"کیا اسفند یہ سب مجھ سے خود کہہ سکتے ہیں؟"

نازش نے انتہائی سنجیدگی سے پوچھا تو بُری طرح جھنجھلا گئی۔

"وہ تم سے یہ سب کبھی نہیں کہیں گے کیونکہ وہ انتہائی رحم دل آدمی ہیں۔ کسی کو دکھ پہنچانے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ لیکن تم کوئی بچی تو نہیں ہو، خود سمجھ سکتی ہو۔ ایک شخص نے تمہیں ابھی تک قبول نہیں کیا، اس کی کوئی وجہ تو ہوگی۔ اب وہ منہ سے نہیں کہہ رہا تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس کے دل میں تمہاری کوئی جگہ ہے۔ اس کی وجہ لحاظ بھی ہو سکتی ہے۔ میری ایک بے وقوفانہ ضد کی وجہ سے آج تم یہاں ہو لیکن اس کے باوجود اسفند آج بھی میرے اسیر ہیں۔ تمہیں کوئی اور مل جائے گا، تم اسفند کو چھوڑ دو۔"

"اب اس عمر میں، دو طلاقوں کے بعد؟ تم تو کہتی تھیں کہ اب مجھے کوئی نہیں مل سکتا۔"

نازش کا لہجہ ٹھہرا ہوا تھا اور ماہا بُری طرح سلگ رہی تھی۔

"میری بلا سے، کوئی تمہیں قبول کرے یا نہیں۔ یہ ہمارا مسئلہ نہیں ہے لیکن ہماری زندگیوں میں اب تمہاری کوئی گنجائش نہیں ہے۔"

"سجاد کو تم نے فون کروایا تھا" نازش نے اچانک پوچھا تو وہ گڑبڑا گئی۔ کچھ دیر جواب تک نہ دے سکی۔

"مجھے کیا پڑی ہے پھر مجھے کیا معلوم کہ وہ واپس آ گیا ہے اور اب اس کی اپنی بیوی سے علیحدگی ہو چکی ہے۔ وہ تو خود اس کا فون آیا تھا" چھپاتے چھپاتے بھی اس کا منہ سے نکل ہی گیا۔

"اور تم نے اس سے کہا کہ اسفند مجھے چھوڑ رہے ہیں اور وہ مجھے پھر سے اپنا لے۔"

"میں آخر تمہاری دوست بھی تو ہوں۔"

"کاش، تم نے دوستی ہی نبھائی ہوتی ماہا!" دکھ کا شدید احساس اسے اپنی لپیٹ میں لے رہا تھا۔ یہ وہی دوست تھی جس کے لیے اس نے اسفند کے بڑھتے ہوئے ہاتھ کو نظر انداز کیا تھا۔ تنہائیاں سمیٹی تھیں۔ اپنے بکھرتے وجود کو نظر انداز کر کے اس کے بکھرے گھر کو سمیٹنے کی کوشش کی تھی۔ کبھی اپنے دکھ کا اظہار تک نہیں کیا تھا اور یہ لڑکی..... اس نے تو اس کی ذات کو کھلونا سمجھ لیا تھا۔

نہ معلوم کیوں ماہا کو ایسا لگا جیسے اس سے کوئی زیادتی ہو رہی ہو۔

"زیادتی اور میں....." اگلے ہی لمحے اس نے سر کو جھٹک دیا "میں بالکل صحیح ہوں، اس لڑکی نے آ کر اسفند کو مجھ سے دور کر دیا ہے۔ میرا گھر مجھ سے چھین لیا ہے۔ میرے بچے اس کی تعریفیں کرتے ہیں۔ اسفند کی آنکھوں میں اس کی صورت لہراتی ہے تو میرا دل کٹنے لگتا ہے۔

نوکر سب اس کے اخلاق کے گن گاتے نظر آتے ہیں اوران سب میں میرا وجود کہاں ہے۔صرف اس ایک کمرے اورایک بستر تک محدود...... نہیں۔ میں ایسا نہیں ہونے دوں گی۔اس سے پہلے کہ یہ سب پراس طرح چھا جائے کہ وہ سب مجھے بالکل نظرانداز کردیں۔''

پشیمانی کاوہ احساس لمحے بھر کا تھا اوراگلے ہی لمحے وہ پھر سے وہی ماہا بن چکی تھی جو خودغرض تھی، ضدی تھی، مغرور تھی۔

اس رات، شب بھر نازش کا وجود جیسے کسی بھٹی میں سلگتا رہا۔وہ ہمیشہ دوسروں کی غلطیاں اورکوتاہیاں نظرانداز کرتی رہی تھی۔اپنی ہستی کو بھلا کردوسروں کی خوشیوں کواہم جانتی رہی تھی اوراس کا صلہ اسے کیا ملا تھا۔

''کوئی بات نہیں، زندگی میں سب کوسب کچھ تو نہیں ملا کرتا۔ان میں سے ایک میں بھی سہی۔'' وہ ہمیشہ کی طرح خودکو سمجھارہی تھی۔

اورپھر جب اسے پتا چلا کہ علی اورایمن نے ماہا کہ ساتھ جانے سے انکار کردیا ہے تواس کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔دونوں نے کہا تھا کہ وہ نازش آنٹی کے ساتھ یہیں رہیں گے اور اپنی مما کے صحت مند ہوکرلوٹ آنے کا انتظار کریں گے۔پھر جب ان کی مما صحت مند ہوکرلوٹیں گی تووہ نازش آنٹی کے ساتھ ان کا استقبال کریں گے۔

اس روز ماہا نے بہت شور مچایا تھا۔وہ چلا رہی تھی ''نہیں ہوتم دونوں میری اولاد، چھین لیا ہے اس عورت نے تمہیں مجھ سے۔نکال دوں گی میں اسے یہاں سے......''

''پلیز ماہا! ہوش کرو، ٹھیک تو کہہ رہے ہیں وہ۔ وہاں کون سنبھالے گا انہیں۔پڑھائی کا بھی حرج ہوگا ان کا۔یہاں وہ نازش کے پاس ٹھیک رہیں گے'' اسفند اسے سمجھا رہا تھا۔

''میں اپنے بچوں کوسوتیلی ماں کے پاس نہیں چھوڑوں گی، وہ مارڈالے گی انہیں۔''

''وہ ان کی سوتیلی ماں نہیں ہے ماہا، بہت چاہتی ہے انہیں۔میں ان کا باپ ہوں۔تم سے کم نہیں چاہتا انہیں۔میں نے اس کی آنکھوں میں ان بچوں کے لیے جوشفقت اورمحبت دیکھی ہے وہ کسی سگی ماں سے کم نہیں۔اعتبار کرنا سیکھو'' اب کی باراسفند کی آواز میں غصہ تھا۔

''لیکن اب ہم واپس نہیں آئیں گے، وہیں سیٹل ہوں گے۔پھر بچوں کو یہاں چھوڑنے کا مطلب؟''

''ہم وہاں علاج کی غرض سے جارہے ہیں، ہمیشہ کے لیے نہیں۔تمہارے آپریشنز کے بعد ہم لوٹ آئیں گے۔میرا یہاں بزنس ہے، میں ایک دم سب کچھ چھوڑ نہیں سکتا۔''

''لیکن نازش! میں اسے اب مزید برداشت نہیں کرسکتی۔ تم طلاق دو اسے......''

''پلیز ماما......'' اسفند کے بجائے علی کی آواز آئی ''نازش آنٹی کے لیے ایسی بات منہ سے نہیں نکالیں۔ آپ کی بیماری کے بعد ہم لوگ بہت تنہا ہو گئے تھے۔ آپ سے ڈرنے لگے تھے لیکن نازش آنٹی نے ہمیں پھر سے آپ کے نزدیک کر دیا۔ وہ بہت محبت کرنے والی ہیں۔''

''ہاں مما! میں نے عمر کی بیماری میں انہیں جس طرح اس کا خیال رکھتے دیکھا ہے، شاید آپ نے بھی کبھی ہمارا نہ رکھا ہوگا'' یہ ایمن تھی۔ اس کی اپنی سگی اولاد۔ ماما کو حیرت ہو رہی تھی۔

''بچے یہیں رہیں گے، تم ان کی فکر نہ کرو۔ وہاں ان کی وجہ سے میں تمہیں وقت نہیں دے سکوں گا۔ رہی نازش تو واپسی کے بعد اس کا کچھ کریں گے۔ تم اپنے سر پر اتنا بوجھ مت لو۔ اس وقت پُرسکون رہنا تمہارے لیے بہت ضروری ہے۔''

اسفند کے آخری جملوں نے نازش کو عرش سے اٹھا کر فرش پر پھینک دیا۔ یعنی وہ اب پھر سے ان کی ضرورت بن گئی تھی۔ بچوں کی آیا، ان کی نگہبان اور بس......!''

یقیناً جب ماما ٹھیک ہو جاتی تو اُس کا وجود اس گھر میں غیر ضروری بن جاتا۔ پھر یہ بچے کیوں اس کے حامی بنے ہوئے تھے۔ شاید بچے ہی دنیا بھر میں غرض کے بندے نہیں ہوتے۔ ان کی محبت بھی بے غرض ہوتی ہے۔

اس کا جی چاہا، تیز قدموں سے دوڑتی ہوئی اس زندان سے نکل جائے، جہاں اس کا وجود دفن ہو رہا تھا لیکن بچوں کی زنجیروں نے اس کے قدموں کو روک لیا۔ یہ بچے اس کے اپنے نہ سہی لیکن اس سے سگی اولاد کی طرح محبت کرنے لگے تھے۔

وہ سست روی سے چلتی اپنے کمرے میں آ گئی۔

سامنے ہی سائیڈ ڈراز پر اس کی اور اسفند کی شادی کی تصویر رکھی ہوئی تھی۔ ایک انتہائی شاندار اور حسین دولہا کے ساتھ ایک عام سی دلہن۔

وہ فریم ہاتھ میں اٹھا کر ایک ٹک اسفند کو دیکھتی رہی۔ کیا وہ اس شخص کو کبھی بھلا پائے گی۔ وہ اس کا شوہر تھا۔ حالانکہ ان کے درمیان بہت سی دوریاں تھیں، اس کے باوجود وہ اس کے پورے وجود پر قابض تھا دل، دماغ، آنکھیں، سوچیں، نیندیں اور خواب کون سی شے اس کی اسیر نہیں تھی۔

اب کیا زندگی میں کسی اور کی گنجائش تھی؟ سجاد ہوتا یا کوئی اور......اب کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ چاہے اسفند اسے چھوڑ بھی دیتا، یہ اس کے دل نے طے کر لیا تھا۔

صبح اسفند اس کے کمرے میں آیا۔شاید وہ اسے بچوں کے بارے میں کوئی ہدایات دینا چاہتا تھا لیکن اس نے کچھ بھی نہیں کہا۔

"میں بچوں کے سلسلے میں آپ سے کچھ نہیں کہوں گا۔وہ تینوں آپ کے بچے ہیں۔ ہمارے ساتھ نہ جا کے انہوں نے بھی اس بات کا ثبوت دیا ہے کہ وہ آپ پر بہت زیادہ اعتماد کرتے ہیں، آپ سے بہت محبت کرتے ہیں۔میں صرف اپنی بات کرنے آیا ہوں۔ہوسکتا ہے کہ اتنے دنوں میں آپ نے کچھ ایسا ویسا سنا ہو جس کی وجہ سے آپ کے دل سے میرا یقین اٹھ گیا ہو لیکن آپ اسے مصلحت کہہ سکتی ہیں۔ڈاکٹرز کہتے ہیں کہ ماہا کو اس وقت کوئی شاک نہیں لگنا چاہیے۔اس کا بی پی مستقل ہائی رہتا ہے جو انتہائی خطرناک ہے۔اس لیے میں اسے کچھ سمجھانے کی پوزیشن میں نہیں ہوں لیکن نازش، ایک بات طے ہے کہ میری زندگی میں آپ کا جو مقام ہے وہ یقیناً ماہا سے بڑھ کر ہے۔"

نازش بری طرح چونکی اور حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔

"ماہا سے مجھے محبت ہوئی تھی اور آپ...... محبت سے بڑھ کر اگر کچھ ہوتا ہے تو وہ ہے میرے دل میں آپ کے لیے۔آپ شاید یہ سوچ رہی ہوں کہ ماہا ٹھیک ہو جائے گی تو میں آپ کو چھوڑ دوں گا، نظرانداز کردوں گا۔تو میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں، وہ ٹھیک ہو یا نہیں، آپ کا مقام اور آپ کی جگہ وہی کی وہی رہے گی۔محبت کرنے اور محبت ہونے میں فرق ہوتا ہے نازش...... ماہا سے میں نے محبت کی تھی اور آپ سے مجھے محبت ہوگئی ہے اچانک۔میں خود حیران ہوتا ہوں کبھی کبھی۔یہ کون سا جذبہ ہے، جس نے مجھے یوں جکڑ لیا ہے۔یقین نہیں آرہا نا؟" وہ مسکرایا اور نازش کو خود سے بے حد نزدیک کرلیا۔"پہلے پہل مجھے بھی یقین نہیں آیا تھا لیکن کب تک...... آپ نے تو مجھے یوں چھین لیا مجھ سے کہ میں آپ کو جدا کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔آپ کو میری محبتوں پر یقین نہیں رہا تھا اس لیے اسے یقین دلانے کے لیے میں نے یہ گھر اور بہت کچھ آپ کے نام کردیا لیکن آپ کو یقین دلانے کے لیے میری آنکھوں اور لہجے کی یہ سچائی کافی ہے" اس نے نازش کا جھکا ہوا سر اٹھایا۔کچھ دیر اس کی ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں میں دیکھتا رہا پھر اس کے چہرے پر جھک گیا۔نازش کا پورا وجود کپکپا رہا تھا جسے اسفند کی مضبوط بانہوں نے اپنے حصار میں لے لیا۔

"آپ نے مجھے سکھایا ہے نازش کہ محبت کیسے کی جاتی ہے۔پلیز، میرے بچوں کو بھی اپنے جیسا بنایئے گا۔انہیں اپنی ذات کے روشن پہلوؤں سے سنوار دیجئے گا۔میں آپ کا ہمیشہ شکرگزار رہوں گا۔"

نازش کے بدن میں سلگتی ہوئی وہ آگ جیسے ٹھنڈی پھوار سے بجھ سی گئی۔ آج پہلی بار بے یقینی کے عذاب سے نکل پائی تھی وہ۔ اب کوئی کچھ بھی کہتا، اسے یقین کی دولت مل گئی تھی۔

''میں نے ماہا کو ہمیشہ بہت قیمتی تحفے دیے ہیں لیکن آپ کے لیے یہ ایک تحفہ ہے۔ آج جو بھی اعترافات میں نے کیے ہیں، میں نے وہ سب اس میں لکھ دیے ہیں اور آئندہ بھی ایسے تحفے آپ کو دیتا رہوں گا'' اس نے ایک ڈائری نازش کو تھمائی۔

''اس کی ضرورت نہیں تھی کہ میں نے آپ آنکھوں میں سچائیوں کو پڑھ لیا ہے پھر بھی تنہائی میں یہ میرے لیے ایک اچھی ساتھی ثابت ہوگی۔'' وہ آج پہلی بار کھل کے مسکرائی تھی۔

''اور جب میں لوٹوں تو ایسی ہی ایک ساتھی مجھے بھی درکار ہوگی'' وہ بھی جواباً مسکرایا۔

''لیکن وہ ساتھی بولتی ہو، ہنستی ہو اور...... میری ہو۔''

اور نازش، وہ جانتی تو پہلے بھی تھی لیکن آج اسے پختہ یقین ہو گیا تھا کہ دوسروں کو اپنا کر لینا دنیا کا سب سے مشکل کام ہے اور ایسا تب ہی ممکن ہے جب اپنی ہستی کو بھلا دیا جائے۔

اور اس نے ایسا کر کے ہی سب کچھ پا لیا تھا۔

☆☆☆

ہر خوشی سے تہی داماں ہونے کے باوجود کبھی اس نے اپنے رب سے شکوہ نہیں کیا تھا۔ شاید یہ اسی کا صلہ تھا کہ آج خدا نے اسے یقین جیسی دولت سے مالا مال کر دیا تھا۔

اس کا تو دامن بھی اتنا وسیع نہیں تھا جتنا اسے مل گیا تھا۔

اسفند کے ہاتھ سے لکھی ہوئی وہ سیاہ ڈائری اس کے ہاتھ میں تھی، جس میں اسفند نے جا بجا اس کی خوبیوں کا اعتراف کیا تھا اور سب سے بڑھ کر اس ''محبت'' کا اعتراف کیا تھا جو اس کے خیال میں اس کے نصیب میں نہیں تھی۔

اور اس وقت وہ خدا کے حضور جھکی زار و قطار رو رہی تھی۔ ''مجھے معاف کر دے میرے مالک! میں نے تیری عنایتوں اور نوازشوں پر شک کیا۔ میں نے سمجھا کہ اسفند کی محبت میرے نصیب میں نہیں ہے، وہ صرف ماہا کے ہیں۔ میں تو ان کی زندگی میں یونہی آگئی ہوں اور اسی لیے ان کی محبت پر میرا کوئی حق نہیں ہے لیکن ایسا نہیں تھا۔ میں اسفند کی زندگی میں ہوں۔ میں تو ان کے دل کے ایک کونے میں چھوٹی سی جگہ چاہتی تھی اور تیری کرم نوازی سے مجھے تو ان کا پورا دل مل گیا ہے۔ ان کا یہ اعتراف کہ وہ مجھ سے محبت کرتے ہیں، میرے لیے دنیا کی ہر خوشی اور سچائی سے بڑھ کر ہے۔ مجھے اور کچھ نہیں چاہیے میرے مالک! بس ان کی اس محبت کو قائم رکھنا، اس

سچائی کو کبھی مٹنے نہیں دینا۔ میں ہر مشکل، ہر تکلیف ہنس کر سہہ لوں گی، ہر شخص کی بے اعتنائی برداشت کرلوں گی۔"

جس دن سے اسے معلوم ہوا تھا کہ اسفند ماہا کو لے کر امریکا جارہا ہے، اس دن سے اسے یہ محسوس ہورہا تھا کہ اب اسفند کی زندگی میں اس کی ضرورت ختم ہوگئی ہے۔ ماہا کے ٹھیک ہونے کے بعد تو یقیناً اس کی ذات انتہائی غیر ضروری ہوجائے گی ان سب کے لیے۔ خود اسفند کیونکہ اس رشتے کو قائم نہ رکھ سکے گا۔ وہ نہ تو اسے اپنی مرضی سے بیاہ کر لایا تھا، نہ اس سے محبت تھی اور نہ ہی ان دونوں کے درمیان میاں بیوی جیسا کوئی تعلق تھا پھر یہ بندھن کب تک قائم رہ سکتا تھا۔

لیکن آج اسفند نے کیسے اپنی محبت سے اس کا دامن بھر دیا تھا۔

اوراب وہ ہر کٹھنائی سے آسانی سے نبرد آزما ہوسکتی تھی۔

دوسری صبح بڑی روشن تھی یا شاید اسے محسوس ہورہی تھی۔ اس نے جوں ہی کھڑکی پر سے پردے ہٹائے ایک خوشگوار سا احساس ہوا۔ آسمان پر بادلوں کی برات اتری ہوئی تھی۔ خنک ٹھنڈی ہوا کو اس نے اپنے اندر اتارا اور ہلکی گرم چادر لپیٹ کر کمرے سے باہر نکل آئی۔ پورا لان کہر میں ڈوبا ہوا تھا۔

کراچی جیسے شہر میں ایسا موسم کم ہی نظر آتا ہے اس لیے اس کی نگاہوں کو یہ منظر بہت بھلا لگ رہا تھا۔

سفید ماربل کی بینچ پر بیٹھ کر اس نے آنکھیں موند لیں اور اس وقت کو دہرانے لگی جب اسفند نے اس کے وجود کو بے یقینی کے احساس سے نکالا تھا۔

اس کی آنکھیں، اس کا لہجہ اس سچ کی گواہی دے رہے تھے کہ وہ بھی اسی کی طرح اس کا ہو چلا ہے اور اس رفاقت کو قائم رکھنا چاہتا ہے۔

اس کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"کیا بات ہے، چپکے چپکے مسکرایا جارہا ہے" اسفند کی آواز پر اس نے چونک کر آنکھیں کھول دیں۔ وہ سامنے ہی کھڑا شرارتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا جیسے کہہ رہا ہو۔ دیکھا ہم نے تمہاری چوری پکڑ لی۔ تم لاکھ چھپاؤ، ہمیں معلوم ہے تم ہمیں سوچ رہی تھیں۔ وہ شرمندہ سی ہوگئی۔

اسفند نے اس کی کیفیت سمجھ لی تھی۔ وہ وہیں اس کے نزدیک بیٹھ گیا" کتنی غلط بات ہے نازش......!"

"کیا مطلب ہے؟" وہ گھبرا گئی۔

"یہی کہ آپ اپنی کیفیات ہم سے چھپائیں۔ ہمیں دیکھیں سب کچھ کہہ دیا، لکھ دیا۔ آنکھوں سے بھی اظہار کر دیا لیکن آپ...... اکیلے اکیلے تو سوچتی ہیں ہمارے بارے میں لیکن ہمارے سامنے یوں بن جاتی ہیں جیسے کوئی تعلق ہی نہ ہو" وہ بغور اسے دیکھ رہا تھا۔ نازش کے چہرے پر جو رنگ تھے، وہ بڑے دلچسپ تھے۔

"آپ سے کسی نے کہا کہ میں آپ کے بارے میں سوچ رہی تھی" شاید پہلی بار وہ بھی موڈ میں آئی تھی۔

"آپ نہ کہیں لیکن آپ کے چہرے کے سب رنگ، کہہ دیتے ہیں" اسفند کی بات پر وہ جھینپ سی گئی۔

"میں جانتا ہوں نازش کہ میرے لیے یہ سب بہت بعید الوقت ہے لیکن یقین کریں، میں ان کیفیات سے کبھی نہیں گزرا۔ ماہا سے میری پسند کی شادی تھی لیکن اسے سب کچھ بن مانگے مل گیا اور مجھے بھی۔ ہم لوگ گھومتے پھرتے تھے، ساتھ رہتے تھے، ساتھ ہنستے بولتے تھے۔ ایک دوسرے کی سنگت میں خوش رہتے تھے لیکن یہ احساس، پتا نہیں آپ سمجھ پائیں گی بھی یا نہیں۔ میں آپ کو نہیں سمجھا سکتا اور پتا نہیں محبت کرنے کا کوئی خاص وقت ہوتا ہے یا عمر۔ میں نازک رشتوں میں بندھا ہوا آدمی ہوں اور وہ آدمی جس نے اپنی پسند سے شادی کی تھی اور جسے زندگی نے سب کچھ دیا پھر وہ خود کو ادھورا اور تشنہ کیوں محسوس کرتا ہے۔ شاید آپ ان لفظوں کو میری لفاظی سمجھ رہی ہوں۔ کوئی دوسرا ابھی سنے تو یہی سوچے کہ یہ تو بڑا عام سا آدمی نکلا۔ آدمی تو سب ایسے ہی ہوتے ہیں بے وفا، عاشق مزاج، فریبی لیکن ایسا نہیں ہے۔ میں آپ کو اپنی فیلنگز نہیں سمجھا سکتا" اس نے بے چینی سے اپنے بالوں میں انگلیاں پھیریں۔ اس کی ہر حرکت اس کے اندر موجود احساسات کی ترجمانی کر رہی تھی۔

"میں سمجھ سکتی ہوں اسفند، بہت اچھی طرح، کیوں کہ میں خود ان ہی کیفیات سے گزر رہی ہوں۔ محبت ہماری روحوں پر ایسے ہی چھاتی ہے۔ پہلی بار جب میرے ساتھ ایسا ہوا تھا تو میں خوف زدہ سی ہو گئی تھی۔ آپ تو کسی اور کے تھے۔ میں تو یونہی آپ کی زندگی میں شامل ہو گئی تھی، پھر مجھے کیا حق تھا آپ سے محبت کرنے کا۔ میں آپ کی زندگی میں آپ سے محبت کرنے تو نہیں آئی تھی، میں تو صرف..." اس کی آواز کپکپا گئی۔ کچھ لمحے خود کو سنبھالنے کے بعد اس نے پھر کہنا شروع کیا "میں تو صرف آپ کی مشکلات کو کم کرنے آئی تھی، مجھے اپنی صلاحیتوں اور نیت

پر پورا یقین تھا کہ میں سب کچھ ٹھیک کرلوں گی لیکن پھر آپ مجھے اچھے لگنے لگے۔اچھے ہی نہیں بلکہ......تب میں نے خود کو بہت ڈانٹا، سمجھایا۔ میں ایسا کیوں سوچ رہی ہوں لیکن میں چاہنے کے باوجود خود کو روک نہ سکی۔ میں جو زندگی کے کسی موڑ پر کسی کے سامنے کمزور نہیں پڑی، یہاں آکر تھک گئی۔خود سے ہار مان گئی۔ میں چاہتی تھی کہ جب سب ٹھیک ہو جائے گا تو میں آپ کی زندگی سے نکل جاؤں گی لیکن اب......" اس نے اپنی پلکوں کی نمی چھپانے کے لیے پلکیں گرا کر سر کو تھوڑا سا جھکا لیا۔

"لیکن اب......اب تم نہیں چاہتیں کہ ہم کبھی علیحدہ ہوں، زندگی کے کسی موڑ پر۔ چاہے ماما بالکل ٹھیک ہو جائے......چاہے سب کچھ ٹھیک ہو جائے" اسفند کا ہاتھ نازش کے ہاتھ پر آکر ٹک گیا۔

نازش نے چونک کر سر کو اٹھایا۔اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔صاف شفاف آنکھوں میں چمکتا ہوا پانی، کیسا دل کو کھینچ لینے والا منظر تھا۔

"تمہاری آنکھوں کو دیکھنے کے بعد انسان تم سے دور جا سکتا ہے؟" عجیب سا سوال تھا، عجیب سا لہجہ اور بالکل نیا انداز۔

وہ اسے ہمیشہ آپ کہہ کر مخاطب کیا کرتا تھا لیکن آج پہلی مرتبہ وہ اسے اس طرح پکار رہا تھا۔

یا شاید کبھی کہا ہو تو اسے یاد نہیں تھا۔کبھی ایسا لہجہ بھی تو نہ ہوا تھا۔
یا شاید کبھی ہوا ہو تو اسے یاد نہیں تھا۔

یقین کی جس دولت سے کل رات اسفند کی ڈائری پڑھ کر اس کا دامن بھرا تھا، وہ دولت بھی تو اسے اب ملی تھی۔

"تم سمجھتی ہو میں نے تمہیں اس لیے اپنایا تھا کہ جب سب ٹھیک ہو جائے تو میں تمہیں اپنی زندگی سے نکال دوں گا۔نہیں نازش، تم غلط سوچ رہی تھیں۔سب غلط سوچ رہے تھے۔بے شک میں نے تمہیں ماما کی ضد اور اپنی ضرورت کے تحت اپنایا تھا پھر ہماری شادی سے پہلے میں تمہاری عادات کو دل سے تمہیں پسند کرتا تھا۔اس طرح تو نہیں بلکہ یہ جان کر کہ تم ایک اچھی لڑکی ہو اور بس......جو خوبیاں میں ماما میں چاہتا تھا وہ سب تم میں تھیں۔ورنہ ماما جتنی بھی ضد کر لیتی میں کوئی رسک نہیں لیتا۔ پھر تم سے شادی کے بعد میں نے جانا کہ میاں بیوی کا رشتہ کیا ہوتا ہے۔ماما زندگی کے آئینے میں صرف اپنی شکل دیکھتی تھی۔میں کہاں تھا؟ شاید کہیں نہیں۔تم

نے مجھے مان دیا، محبت دی، توجہ دی۔ میری ضروریات کا خیال رکھا، میری خوشیوں کو اہم جانا، میری پسند اور ناپسند کو اہمیت دی۔ تمہاری پلکیں جھکی ہوتی تھیں لیکن ان میں چھپی میری محبت مجھے نظر آجاتی تھی۔ تمہارے چہرے کے رنگ میرے لیے ہوتے تھے۔ تم میرے لیے پریشان ہوتی تھیں۔ میرے لیے دعا گو رہتی تھیں۔ مجھے کوئی الجھن اور پریشانی نہ ہو اس لیے تم نے کبھی اپنی ذات کو مجھ پر مسلط نہیں ہونے دیا۔ حالانکہ تمہارا مجھ پر اتنا ہی حق تھا جتنا ماہا کا۔ یہ سب باتیں میرے دل میں جگہ بناتی رہیں۔ مجھے پہلی بار معلوم ہوا کہ میاں بیوی کا تعلق کیا ہوتا ہے۔ صرف جسمانی نہیں اگر ایسا ہوتا تو اس کے لیے نکاح کی کیا ضرورت ہوتی بلکہ نکاح تو دو انسانوں کو باہم رہنا سکھاتا ہے۔ ایک دوسرے کی مشکلات، خوشیاں اور ضروریات کو اہم جاننا، ایک دوسرے کے لیے قربانی دینا اور یہ سب کچھ تم نے اپنی ذات سے مجھے بتایا۔ مجھے ماہا نے اپنی اچھی شکل وصورت کی وجہ سے اپنی جانب مائل کیا تھا اور تم نے اپنی ذات کی خوبیوں کی وجہ سے۔ تم میں لوگوں کا دل جیتنے کی بے اندازہ صلاحیتیں ہیں۔ اچھی فطرت، اچھی عادات اور یہ بے پناہ اچھی آنکھیں۔"

وہ اس کی آنکھوں میں مستقل جھانک کر کہہ رہا تھا اور وہ دل سے خدا کی شکر گزار اس ایک ایک پل کو اپنے دل میں ہمیشہ کے لیے جمع کر رہی تھی۔

"خدا نہ کرے کہ کبھی زندگی میں یہ سب کچھ باقی نہ رہے تو ان لمحات کے سہارے زندگی گزاری جاسکتی ہے۔"

اس نے آسودگی سے سوچا۔

"آپ لوگوں کے جانے میں کتنے دن باقی ہیں؟" کچھ دیر بعد اس نے پوچھا۔

"ابھی کچھ دن ہیں۔ میں تو چاہتا تھا نازش کہ ہم سب ساتھ چلیں لیکن......" وہ کہتے کہتے رک گیا۔

"کوئی بات نہیں۔ فی الوقت ماہا کا علاج ہماری اوّلین کوشش ہونی چاہیے۔ بچوں کی طرف سے آپ بے فکر رہیں، میں ان کا پورا خیال رکھوں گی" وہ متانت سے کہنے لگی تو وہ مسکرایا۔

"مجھے پورا یقین ہے۔ جس طرح میرا خدا پر مکمل یقین ہے اسی طرح تمہاری نیک نیتی پر اور تمہاری سوچ پر......اور مجھے تو بچوں پر حیرت ہے، وہ کس طرح تمہارے ساتھ رہنے پر راضی ہو گئے ہیں کہ ہمارے ساتھ جانا نہیں چاہتے۔ پتا نہیں کون سا جادو ہے تمہارے پاس۔ سب کو گرویدہ کر لیا ہے تم نے......"

"سوائے ایک کے" وہ افسردگی سے مسکرائی۔

"اسے بھی تمہارے خلوص پر یقین آ جائے گا تارش، تم یقین رکھو کیونکہ سچائی خود اپنی جگہ بناتی ہے" وہ اس کی آنکھوں میں جھانک کر بولا۔

"کاش......!" وہ دل ہی دل میں سوچ کر رہ گئی۔

ناشتے کے بعد آفس جانے سے پہلے وہ ماہا کے کمرے میں آیا تو وہ حسب دستور منہ پر غصے کی نقاب اوڑھے اس کی منتظر تھی۔

"کچھ ہو جائے اسفند! لیکن میں اپنے بچوں کو اس حرافہ کے پاس چھوڑ کر نہیں جاؤں گی" اسے دیکھتے ہی وہ چلانے لگی۔ اسفند تو اس کے انداز گفتگو پر چند لمحوں کے لیے ساکت رہ گیا۔

"ماہا، یہ انداز گفتگو تمہیں زیب نہیں دیتا۔ چاہے وہ کوئی بھی ہو لیکن اس طرح کے الفاظ استعمال کرنا انتہائی نامناسب بات ہے۔"

"مجھے گفتگو کرنے کے طریقے مت سمجھاؤ، میں خوب جانتی ہوں کس سے کس طرح پیش آنا ہے۔ وہ مجھ سے تمہیں، میرے بچوں اور میرے گھر کو چھین رہی ہے اور تم کہتے ہو میں اب بھی اس کے لیے مہذبانہ الفاظ استعمال کروں۔"

"وہ کسی کو تم سے چھین نہیں رہی۔ جو تمہارا ہے وہ اس کا ہو نہیں سکتا اور جو اس کا حق ہے، وہ تم اس سے چھین نہیں سکتیں اور نہ ہی اس نے کبھی اپنا حق مانگنے کی کوشش کی ہے، وہ تو بنا کچھ لیے صرف دینے کی قائل ہے" اسفندیار نے انتہائی سنجیدگی سے کہا تو وہ طنزیہ مسکرائی۔

"بنا لیے......؟ اسے تو بنا مانگے ہی اس کی اوقات سے بڑھ کر مل گیا ہے۔ عالی شان گھر اور تم جیسا شوہر......!"

"یہ گھر تمہارا ہے ماہا، اس نے تو سوائے ایک کمرے کے کبھی اس گھر پر کوئی حق نہیں جتایا اور رہا میں...... تو میں بھی آج تک اس سے دور ہوں۔ کیا کوئی لڑکی اتنی صابر و شاکر ہو سکتی ہے، وہ انتہائی ضبط سے پوچھنے لگا۔

"کیا بات ہے، آج کل تم اس کی بہت حمایت کرنے لگے ہو۔ ہر بات میں اس کی تعریف......اور کہتے ہو میں اس سے دور ہوں اور صرف تمہارا ہوں۔"

"ہاں ماہا! یہ جھوٹ نہیں ہے۔ ہم میاں بیوی ہوتے ہوئے بھی دور ہیں حالانکہ......" وہ کہتے کہتے رکا۔

"حالانکہ اس نے اپنے رویے سے مجھے جیت لیا ہے۔"

ماہا کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھٹ گئیں۔

یہ اسفند تھا جو اس کے سامنے نازش کی محبت کا اقرار کر رہا تھا۔ وہ تو اس شادی کے لیے زبردستی تیار ہوا تھا پھر اس نازش میں ایسا کیا تھا جو اسفند جیسے شاندار مرد کا دل جیت سکے۔

"مجھے معلوم ہے ماہا کہ یہ سن کر تمہیں دکھ ہوا ہوگا لیکن میں چاہنے کے باوجود خود کو روک نہیں سکا۔"

مزید حیرت کی بات یہ تھی کہ یہ سب بتاتے ہوئے وہ شرمندہ نہیں تھا بلکہ ایک جذب کی سی کیفیت اس کے چہرے پر تھی۔ نازش کی محبت اس کی آنکھوں میں پھیل رہی تھی۔

پہلی بار ماہا کو احساس ہوا کہ آج اس نے اسفند کو مکمل طور پر کھو دیا ہے حالانکہ ہو تو ایسا بہت پہلے چکا تھا جس روز وہ معذور ہوئی تھی، اسی روز سے وہ اسفند کو کھو چکی تھی۔ اب وہ صرف ایک چھت کے نیچے ہمراہ رہ رہے تھے ورنہ قدرت نے تو انہیں علیحدہ کر ہی دیا تھا۔ اسفند ایک مکمل اور صحت مند شخص تھا۔ بیوی اس کی ضرورت تھی۔ کوئی اور عورت ہوتی تو شاید...... بیوی تو ہوتی لیکن محبت نہ بن پاتی۔

اسے پہلے یہ خیال کیوں نہ آیا کہ اس نازش میں دلوں کو جیت لینے کے کئی وصف تھے۔ وہ اپنے رویے سے دوسروں کو اپنا بنا لیتی تھی اور اب بھی اس نے یہی کیا تھا۔

وہ یہی سمجھتی رہی کہ نازش اسفند کے مقابلے میں بہت عام سی لڑکی ہے۔ اس کا ایسے حسین شخص کے ساتھ کوئی جوڑ نہیں جس کی پہلی بیوی ایسی حسین و جمیل رہی ہو وہ دوسری بیوی کو اس کی عام سی شخصیت کی وجہ سے اپنے ساتھ باہر لے جانے میں کیسا جھجکے گا، شرمندہ ہوگا۔

لیکن یہاں تو سب الٹ ہو گیا تھا۔

"کیا تمہیں اس سے محبت ہو گئی ہے، اس عام سی نازش سے، جسے اس کے شوہر نے بنا ملے اور بنا دیکھے چھوڑ دیا تھا؟" وہ یقین نہ کرنے والے انداز میں پوچھ رہی تھی۔

"بہت بدنصیب تھا وہ شخص، جس نے اتنی اچھی لڑکی کو کھو دیا۔"

"اوہ، تبھی وہ بار بار اسے فون کر رہا ہے۔ اسے دوبارہ اپنانا چاہتا ہے" ماہا نے موقع دیکھ کر تیر چلایا۔ وہ بُری طرح چونکا۔

"کون...... کس کی بات کر رہی ہو تم؟"

"سجاد کی، نازش کے پہلے شوہر کی۔ وہ اپنی امریکن بیوی کو طلاق دے کر پاکستان آ گیا ہے، اور اب فون پر نازش سے اس کی روز بات ہوتی ہے۔ وہ اسے دوبارہ اپنانا چاہتا ہے اور ہو سکتا ہے کچھ......" اسفند اس کا نہیں ہو سکتا تھا تو نازش کا بھی کیوں ہو۔

اسفند بے قراری سے کھڑا ہو گیا۔ نازش اسے چھوڑ کر چلی جائے گی، یہ خیال ہی کس قدر روح فرسا تھا۔

ماہا نے اس کی اس حرکت کو بغور دیکھا تو اس کے اندر تک نفرت اور دکھ کی ایک تیز لہر اتر گئی۔

یعنی نازش اسفند کے لیے اتنی ناگزیر ہو چکی تھی کہ وہ اس خبر سے ہی اس قدر بے چین ہو چلا تھا۔

''اچھا میں چلتا ہوں، مجھے آفس کو دیر ہو رہی ہے۔''

وہ تیزی سے اٹھ کر باہر چلا آیا۔ نازش شاید اپنے کمرے میں تھی۔ وہ اس سے کچھ پوچھنا نہیں چاہتا تھا، اس طرح وہ اپنی نظروں میں گر جاتا۔

لیکن نازش کو خود ہی اسے سب کچھ بتانا چاہیے تھا۔ کیا وہ اس پر اعتبار نہیں کرتی تھی، کیا وہ ڈرتی تھی کہ وہ اس سے خفا ہو جائے گا اور کیا وہ واپس سجاد سے کوئی تعلق جوڑنا چاہتی تھی؟''

لیکن اس کی آنکھوں میں اپنے لیے اترتی محبت اس نے بار بار دیکھی تھی۔

اس کے چہرے پر اپنا نام لکھا ہوا کئی بار پڑھا تھا۔

اس کی ایک ایک ادا، ایک ایک حرکت اور ایک ایک انداز اس بات کی گواہی دیتا تھا کہ وہ اس سے محبت کرتی ہے، اس کی اسیر ہے، اس کی ہو چکی ہے۔

وہ وہیں صوفے پر بیٹھ کر بے چینی سے اپنے بالوں میں انگلیاں پھیرتا رہا۔ اسے خود پر حیرت ہو رہی تھی۔ نازش اس کے لیے کتنی اہم ہو چکی تھی، یہ اسے آج پتا چلا تھا۔

اس کے چھن جانے کے احساس سے ہی دنیا کتنی ویران لگ رہی تھی اور جو اگر وہ چھن جاتی تو......اس نے بے چینی سے دونوں ہاتھ ملے۔

آہٹ پر نظریں اٹھائیں تو وہ سامنے ہی کھڑی تھی۔ لیمن کلر کا سادہ سا جارجٹ کا سوٹ۔ دُھلا ہوا صاف ستھرا چہرہ اور اس پر الجھن کے آثار۔

''کیا ہوا......آپ ابھی تک آفس نہیں گئے اسفند!''

وہ پریشانی سے آگے بڑھی۔

''ہاں یونہی، بس جا رہا تھا۔ ماہا کے کمرے میں تھا''

اس نے خود کو سنبھالا۔

''ماہا تو خیریت سے ہے؟''

"ہاں، وہ ٹھیک ہے۔ اچھا میں چلتا ہوں" وہ ایک دم اٹھ گیا۔
"مجھے آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی۔"
"نہیں میں ٹھیک ہوں۔ تم پریشان مت ہو۔ مجھے شام میں دیر ہو جائے گی۔ ماہا کے ڈاکٹر سے میٹنگ ہے میری" وہ بنا اس کی طرف دیکھے تیزی سے باہر نکل گیا۔

اور وہ اس کے اس مبہم سے رویے پر کچھ پریشان سی کافی دیر تک وہاں کھڑی رہی۔ عجیب ہی تھا یہ شخص، کبھی ایک دم محبتیں جتانے لگتا تھا اور کبھی ایک لخت اجنبی بن جاتا تھا۔ زندگی کی الجھنوں نے اسے بھی الجھا کر رکھ دیا تھا۔ کبھی کبھی تو وہ خود سمجھ نہیں پاتا تھا کہ وہ کیا چاہتا ہے۔

اسے ماہا بھی عزیز تھی، وہ نازش کو بھی چاہنے لگا تھا۔ ایک وقت میں دو محبتیں، پتا نہیں یہ سب عجب تھا یا نہیں لیکن وہ الجھ کر رہ گیا تھا۔

پھر اسی دوپہر سجاد کا فون پھر آ گیا۔ ملازمہ نے جب اسے بتایا تو وہ چڑ سی گئی۔ وہ جتنا اس شخص سے بھاگ رہی تھی، وہ اس کے قریب آئے جا رہا تھا۔

"سجاد صاحب، میں آپ کو کس زبان میں سمجھاؤں۔ آپ کا یہاں فون کرنا مناسب نہیں ہے۔ میں شادی شدہ ہوں۔ آپ کبھی میرا ماضی تھے لیکن اب کچھ نہیں پھر آپ مجھے بار بار فون کر کے کیوں پریشان کر رہے ہیں؟" اس کا لہجہ کافی تلخ تھا۔ اس کی کڑواہٹ سجاد نے اپنے حلق تک میں اترتی محسوس کی لیکن وہ اتنی آسانی سے ہار نہیں ماننا چاہتا تھا۔

"کیوں خود کو دھوکا دے رہی ہیں نازش۔ آپ شادی شدہ ضرور ہیں لیکن صرف نام کی۔ اسفندیار آج تک آپ کو اون نہیں کر سکے۔ انہیں اپنی پہلی بیوی سے محبت ہے، وہ اسے لے کر امریکا جا رہے ہیں۔ آپ ساتھ نہیں جا رہیں تو کیا آپ ان کے بچوں کی آیا ہیں یا ان کے گھر کی نگہبان۔ کیوں زبردستی مسلط کر رکھا ہے آپ نے خود کو ان پر۔ سوچئے، ماہا ٹھیک ہو گئیں تو اس گھر میں آپ کی کیا گنجائش ہو گی۔"

اس کی معلومات پر نازش کا دماغ بھک سے اڑ گیا تھا۔

وہ انتہائی ٹھنڈے مزاج کی لڑکی تھی لیکن آج اسے شدت سے غصہ آیا تھا "آپ کو جس نے بھی یہ معلومات فراہم کی ہیں، اس کو جا کر بتا دیجئے کہ اس کی معلومات انتہائی ناقص ہیں اور ان میں سے ایک بات بھی درست نہیں اور اگر ہو بھی تب بھی یہ میرا ذاتی معاملہ ہے۔ خدا کے لیے میرا پیچھا چھوڑ دیجئے۔" وہ انتہائی غصے میں ریسیور پٹخنے کو تھی کہ وہ جلدی سے بول پڑا۔

"پلیز نازش، فون مت بند کیجئے گا۔ آپ اس وقت جذباتی ہو رہی ہیں۔ میری پیشکش

پر ٹھنڈے دل سے غور کیجئے گا۔ جس راستے کی کوئی منزل نہ ہو، اس پر چلنا سوائے حماقت کے کچھ نہیں اور آپ ایسا ہی کر رہی ہیں جبکہ ایک اور شاندار منزل آپ کا انتظار کر رہی ہے۔ آپ پہلے بھی اپنا بہت وقت ضائع کر چکی ہیں۔ خدا کے لیے اور مت کریں۔"

جواباً نازش نے کوئی جواب دیے بغیر آہستگی سے فون رکھ دیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس موقع پر اسے کیا کرنا چاہیے۔ وہ کس طرح اس شخص سے اپنا پیچھا چھڑائے۔ اسفند کے مزاج کو وہ ابھی ٹھیک سے سمجھ نہیں پائی تھی، پتا نہیں وہ کیا سمجھتا۔

امی سے اس سلسلے میں بات کرنا اور مشکل تھا۔ وہ بہت جلد پریشان ہونے والوں میں سے تھیں۔

لیکن جب دوسرے ہی روز وہ اس کے پاس آئیں تو وہ ان سے کچھ نہ چھپا سکی۔

"میں جانتی ہوں، سجاد کا فون میرے پاس بھی آیا تھا۔ اس کی امی بھی آئی تھیں کل......"

"لیکن کیوں امی؟" وہ حیرت زدہ رہ گئی۔

"کسی نے انہیں فون کر کے بتایا تھا کہ اسفند تمہیں چھوڑ کر اپنی پہلی بیوی کو امریکا علاج کی غرض سے لے جا رہا ہے اور اب وہ وہیں رہے گا۔ تم اس سے طلاق لے رہی ہو اور اگر تم چاہو تو وہ لوگ تمہیں دوبارہ اپنا سکتے ہیں۔" امی کا لہجہ انتہائی سنجیدہ تھا۔ شاید وہ یہ سمجھ رہی تھیں کہ نازش ان سے اتنی بڑی بڑی باتیں چھپاتی رہی ہے۔

"امی!" دکھ اور غصے کی شدت سے وہ کچھ بول بھی نہ سکی۔

"اسفند ماہا کو لے کر تنہا جا رہا ہے۔ تم یہیں رہو گی، تم نے مجھے کچھ نہیں بتایا، سب چھپاتی رہیں۔ کیا اتنی فالتو ہے تمہاری ذات۔ کل کو ماہا ٹھیک ہو گئی تو اس گھر میں تمہاری کیا حیثیت ہو گی؟ اسفند تمہیں چھوڑ دے گا پھر کہاں جاؤ گی تم؟ اس کی زندگی میں تمہاری کتنی گنجائش ہے؟" امی کا لہجہ انتہائی تیکھا تھا۔

"کس نے کہا یہ سب آپ سے؟ ماہا ٹھیک ہو یا نہیں، اسفند مجھے رکھیں یا چھوڑ دیں یہ میرا ذاتی مسئلہ ہے۔ سب کیوں پریشان کر رہے ہیں مجھے۔ نقصان ہو گا تو میرا" زندگی میں شاید پہلی بار اس نے ضبط کا دامن اپنے ہاتھ سے چھوڑا تھا۔ امی ششدر رہ گئیں۔

"یہی غلطی کر رہی ہو تم۔ پہلے بھی جب سجاد نے تمہیں بیچ میں لٹکا رکھا تھا تو میں چیختی رہتی تھی لیکن تم باپ بیٹی کے کان پر جوں نہیں رینگتی تھی، نقصان اٹھایا کہ نہیں، عمر کے اتنے قیمتی سال ضائع ہو گئے۔ آج بھی تم اسی جگہ ہو، کوئی فیصلہ کیوں نہیں کرتیں تم۔ اس طرح کیسے ساری

زندگی گزار دو گی؟'' وہ ماں تھیں اس لیے کھل کر کچھ نہ کہہ سکیں اور وہ بھی شرمندگی سے ان سے نظریں نہ ملا سکی۔
وہ یقیناً ماہا تھی جو سب کو اس کی زندگی کی الجھنوں کے بارے میں بتا رہی تھی۔
''ایسا کچھ نہیں ہے امی، اسفند مجھے کبھی نہیں چھوڑیں گے۔ وہ ماہا کے علاج کے لیے امریکا جا رہے ہیں۔ میں وہاں کس طرح جا سکتی ہوں۔ مستقل جانا ہوتا تو اور بات تھی لیکن پتا نہیں کتنا وقت لگے۔ شاید کچھ مہینے، پھر وہ واپس آ جائیں گے۔ بچوں کی ایجوکیشن ڈسٹرب نہ ہو اس لیے وہ یہیں میرے پاس رہیں گے۔ وہ خود بھی نہیں جانا چاہتے، میرے پاس رہنا چاہتے ہیں۔''
''اور ماہا ٹھیک ہو گئی تو آ کر سب سے پہلے تمہیں گھر سے نکالے گی۔ یہ گھر بھی اسی کے نام ہے۔'' امی نے چبھتے ہوئے لہجے میں کہا۔
''گھر اتنے اہم نہیں ہوتے امی جتنے کہ رشتے۔ اسفند اور ان کے بچے مجھے اہمیت دیتے ہیں، آپ پریشان نہ ہوں۔''
جواباً امی چپ چاپ اسے دیکھتی رہیں۔ پتا نہیں اسے یقین کیوں تھا۔
''سجاد کی امی کیوں آئی تھیں؟''
''وہ چاہتی ہیں کہ اگر تم اسفند سے علیحدہ ہو جاؤ تو سجاد تمہیں پھر سے اپنا لے گا۔ وہ تمہیں بہت پسند کرتی ہیں۔ سجاد کی بیوی اپنے بچے کو چھوڑ کر جا چکی ہے۔ سجاد بھی ہمیشہ کے لیے پاکستان آ چکا ہے۔''
''خدا کے لیے امی! انہیں سمجھائیں، میرا سکون برباد نہ کریں۔ میں یہاں خوش ہوں۔ اسفند مجھے کبھی نہیں چھوڑیں گے، آپ اطمینان رکھیں اور اگر میری قسمت میں اسفند کا مزید ساتھ نہیں لکھا تب بھی میں...... پلیز امی! میں کب تک لوگوں کے ہاتھوں کھلونا بنتی رہوں گی۔ کیا میری اپنی کوئی سوچ نہیں۔ کیا میں اپنی زندگی کے فیصلے کبھی خود نہیں کر سکتی۔''
انتہائی ضبط کے باوجود اس کے آنسو گالوں پر اتر آئے اور پھر وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ امی تڑپ کر رہ گئیں۔
''بیٹا، مت روؤ اس طرح۔ تم جو چاہو گی وہی ہو گا۔ میں جانتی ہوں، زندگی نے تمہیں کبھی کچھ نہیں دیا۔ لوگوں نے بھی تم سے صرف وصول کیا ہے۔ ماں باپ، شوہر کسی نے تمہاری ذات کو کبھی تسلیم نہیں کیا کہ تم بھی کچھ سوچ سکتی ہو، تمہاری اپنی بھی کوئی پسند ہو سکتی ہے۔ کیا تم صرف قربانیاں دینے کے لیے پیدا ہوئی ہو۔ نہیں بیٹا، اب جو تم چاہو گی وہی ہو گا اور اللہ بہتر

کرے گا۔ اللہ کسی کو بھی اس کے حوصلے سے زیادہ نہیں آزماتا۔"

وہ اسے سینے سے لگائے سمجھاتی رہیں۔ خود ان کی آنکھوں سے آنسو تواتر سے بہہ رہے تھے۔ پتا نہیں ان کی یہ بیٹی کیسا نصیب لے کر آئی تھی کہ امتحان مستقل اس کی زندگی کا حصہ بن گیا تھا حالانکہ وہ کبھی کسی کا برا نہ چاہنے والوں میں سے تھی لیکن جواباً اسے ہمیشہ دوسروں کی بے اعتنائیاں ہی ملتی رہی تھیں۔

"امی، میری ذات سے ہمیشہ آپ کو دکھ ہی ملتے رہے ہیں، میری طرف سے کبھی آپ پُرسکون نہیں رہیں، مجھے معاف کر دیجئے" رونے سے دل ہلکا ہوا تو کچھ دیر بعد وہ خود کو سنبھالتے ہوئے بولی۔

"نہیں بیٹا، اس میں تمہارا تو کوئی قصور نہیں۔ تم نے تو اپنی طرف سے کبھی مجھے پریشان نہیں کیا اور دوسروں کی وجہ سے ہمیں جو دکھ ملتے ہیں، ان میں تمہارا کیا قصور لیکن امید ہے انشاء اللہ یہ مسائل بھی حل ہو جائیں گے اگر تمہیں اسفند پر یقین ہے تو کوئی پریشانی، پریشانی نہیں رہے گی۔"

ان کے لہجے کا یقین، ان کے دل کی دعا اور ان کے لفظوں میں موجود امید نے نازش کو بھی مطمئن سا کر دیا۔

ماں کی دعا خوش نصیبوں کو ملا کرتی ہے اور وہ خوش نصیب تھی کہ ان دعاؤں کا سایہ ابھی اس کے سر پر سائبان کی طرح موجود تھا۔

رات میں جب کھانے سے فارغ ہو کر وہ اپنے کمرے کی طرف جا رہی تھی کہ اسفند نے اسے روک لیا۔

"تمہیں سونے کی جلدی تو نہیں ہے نا نازش؟ آؤ کچھ دیر لان میں ٹہلتے ہیں۔"

"چلئے۔ میں اتنی جلدی سونے کی عادی نہیں ہوں" وہ اس کے ساتھ لان میں چلی آئی۔ اسفند خلاف معمول تھوڑا خاموش سا تھا۔ نازش نے فوراً ہی محسوس کر لیا۔

"آپ کچھ خاموش سے ہیں، کوئی الجھن ہے؟"

"ہاں...... نہیں بس یونہی۔ میں پریشان ہوں تھوڑا سا، اس سلسلے میں کہ میرے جانے کے بعد تم بچوں کے ساتھ تنہا کیسے رہو گی۔ ہمیں وہاں شاید کچھ وقت لگ جائے" اسفند نے بہانہ بنایا۔

"آپ بالکل بے فکر ہو جائیں، اعتبار کریں...... پھر یہاں امی ابو ہیں، ماما کے گھر والے ہیں۔ خدانخواستہ کوئی مسئلہ ہوا تو میں انہیں بلا لوں گی۔"

''یوں......!'' وہ جواباً کہہ کر خاموش ہو گیا۔

''اور اب دوسری الجھن؟'' نازش نے مسکرا کر پوچھا تو وہ اس کی عقلمندی کو دل ہی دل میں داد دیتے ہوئے جواباً مسکرایا۔

''اور کوئی الجھن نہیں۔ میں جانے سے پہلے بہت سا وقت تمہارے ساتھ گزارنا چاہتا ہوں لیکن مصروفیات اس قدر ہیں کہ......''

''اس وقت جو وقت کی ضرورت ہے وہ کریں۔ ہم انشاء اللہ بہت سا وقت ساتھ گزاریں گے۔ اللہ نے چاہا تو پوری زندگی'' نازش کے لہجے میں محبت اور یقین تھا۔

وہ بغور اسے دیکھنے لگا۔ اس لڑکی نے اسے کیسے ایک نئے احساس سے دوچار کر دیا تھا۔ کبھی کبھی وہ اس کے صبر و شکر اور توکل پر حیران رہ جاتا تھا۔

کہتے ہیں عورت بڑی بے صبری ہوتی ہے لیکن اگر صبر پر آ جائے تو چٹان سے زیادہ مضبوط بن جاتی ہے اور اس کا واسطہ دونوں قسموں کی عورتوں سے پڑ گیا تھا۔

اور اس نے یہ جانا تھا کہ عورت چاہے تو اپنے صبر و شکر سے سب کو اور سب کچھ جیت سکتی ہے۔

''انشاء اللہ!'' اسفند نے زیر لب کہا۔

اسے اپنی سارے دن کی سوچوں پر شرمندگی سی ہو رہی تھی۔ ماہا نے جب سے اسے سجاد کے متعلق بتایا تھا تب سے وہ کتنا الٹا سیدھا سوچے جا رہا تھا۔

نازش کو اس نے آخر اب تک کیا دیا تھا جو وہ اس کی پابند رہتی۔ ہر ایک کو اپنے لیے بہتر سوچنے کا حق ہوتا ہے اور اسے بھی اگر اسفند سے بہتر مل رہا تھا تو وہ حق بجانب تھی۔ سوائے لفظوں سے یقین دلانے کے وہ اس کے لیے کیا کر سکا تھا۔ گمان تو یہ بھی ہو سکتا تھا کہ ماہا کے ٹھیک ہو جانے پر وہ بدل جاتا پھر وہ کیا کرتی؟ لیکن وہ تو آنکھیں بند کر کے اس پر ایمان لا چکی تھی۔

''نازش، اگر جو میں بعد میں بدل جاؤں؟'' پتا نہیں کس جذبے کے تحت وہ اس سے یونہی پوچھ بیٹھا۔

لیکن اتنی بڑی بات سن کر بھی وہ یونہی نارمل رہی ''اول تو ایسا ممکن نہیں ہے۔ میرا اپنے اللہ کی ذات پر جس طرح یقین ہے، اسی طرح آپ پر بھی ہے۔ ہاں، کچھ عرصہ پہلے میں بے یقینی کے گہرے سمندر میں سفر کر رہی تھی لیکن آج یقین کے ساحل پر جا اتری ہوں اور میرا یقین جھوٹا نہیں ہے۔ مجھے لہجے اور آنکھیں پڑھنی آتی ہیں۔ جانتے ہیں اسفند، یہ یقین کس طرح

حاصل ہوتا ہے؟''

اس نے سوالیہ نظروں سے ایک لمحہ اسے دیکھا پھر خود ہی جواب دینے لگی ''جب دل کو ایک سکون اور اطمینان حاصل ہو جائے جب آپ کو کسی ہستی کے ہمراہ تحفظ کا احساس رہنے لگے۔ پہلے آپ کا ساتھ مجھے شرمندگی اور احساس کمتری میں مبتلا کر دیتا تھا۔ میں آپ کی سنگت میں گھبراہٹ محسوس کرتی تھی۔ لوگ کیا سوچ رہے ہیں، کیا بول رہے ہیں بس یہی خیال رہتا تھا لیکن اب...... اب جب آپ ساتھ ہوتے ہیں تو یہی خیال ہر بات پر حاوی ہو جاتا ہے کہ آپ میرے ساتھ ہیں اور میں بہت خوش ہوں۔ مطمئن، آسودہ اور پرسکون۔ ایک طمانیت کا گہرا احساس میرے اردگرد پھیل جاتا ہے اور یہی میرا یقین ہے۔''

اسفند لاجواب سا ہو گیا۔ پتا نہیں اس نے یہ سوال کیوں پوچھا تھا؟ یونہی یا پھر اس کی کیفیات جاننے کے لیے۔

لیکن اس کے یقین نے اسے شرمندہ کر دیا تھا۔

''امریکا سے واپسی کے بعد صورتحال جو بھی ہو لیکن تب ہم اب سے بالکل مختلف زندگی گزاریں گے، انشاء اللہ! یہ میرا تم سے وعدہ ہے اور میرے اس وعدے کا گواہ میرا اللہ ہے۔ چلو اندر چلیں، اوس گرنے لگی ہے'' اسفند نے اس کے ہاتھوں کو مضبوطی سے دبایا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

علی اور ایمن ماں باپ کے جانے سے کچھ افسردہ تھے لیکن اپنی پڑھائی کی وجہ سے مجبور تھے اگر وہ انکے ہمراہ جاتے تو یقیناً ان کا سال ضائع ہو جاتا کہ دو مہینے بعد ان کے اینول ایگزامز تھے۔ نازش سے ان کی اب تک کافی انڈراسٹینڈنگ ہو چکی تھی لیکن اس کے باوجود ان کے چہروں نے مرجھانا شروع کر دیا تھا۔ نازش یہ بات بہت شدت سے محسوس کر رہی تھی اسی لیے وہ اکثر موقع دیکھ کر انہیں بہت نرمی اور طریقے سے سمجھاتی رہتی تھی۔

لیکن اس روز جب وہ ان کے بیڈ روم میں آئی تو دونوں کو روتے دیکھ کر بے قرار ہو گئی۔

''علی...... ایمن! کیا ہوا بیٹا! آپ لوگ کیوں رو رہے ہیں۔ کسی نے کچھ کہا؟'' اس نے تیزی سے دونوں کے نزدیک بیٹھتے ہوئے پوچھا تو وہ صرف سر ہلا کر رہ گئے۔

''پھر کیا ہوا، مجھے بتاؤ؟''

''نازش آنٹی، ہم لوگ صرف یہی سوچ رہے ہیں کہ مما اور پاپا چلے جائیں گے اور ہم یہاں تنہا رہ جائیں گے'' ایمن نے گلوگیر لہجے میں جواب دیا۔

''لیکن بیٹا، مجبوری ہے نا۔ مما کا علاج بھی ضروری ہے اور آپ لوگوں کے امتحان بھی

پھر بھی اگر آپ یہاں تنہا نہیں رہنا چاہتے تو اگیزامز کا کوئی مسئلہ نہیں۔ پاپا تو آپ تینوں کو لے جانا چاہتے تھے۔ آپ کی مما بھی یہی چاہتی ہیں لیکن آپ دونوں نے ہی تو انہیں منع کر دیا تھا، اس پر وہ خفا بھی ہیں۔"

"ہاں، وہ تو ہے لیکن پھر آپ بھی تو یہاں تنہا رہ جائیں گی نا۔" علی نے انتہائی سنجیدگی سے جواب دیا تو وہ حیرت سے دونوں کو دیکھنے لگی۔

بچوں کی محبت کتنی بے ریا ہوتی ہے۔ کوئی غرض اور جھوٹ نہیں۔

"علی، ایمن! آپ دونوں سوچ نہیں سکتے، آپ لوگوں نے مجھے اس وقت کیا کچھ دیا ہے۔ مگر آپ میرے لیے ایسا نہ کریں۔ یہاں میرے امی ابو ہیں، میں ان کے پاس چلی جاؤں گی۔" اس کی اپنی آنکھوں میں آنسو امڈے چلے آ رہے تھے۔

"آنٹی، آپ رو رہی ہیں؟" ایمن نے اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ لیے تھے۔

"نہیں بیٹا، میں تو بس یونہی...... بہر حال، میں آپ کے پاپا سے آج بات کروں گی۔ وہ آپ دونوں کو ساتھ لے جائیں گے، نہیں تو کچھ دنوں بعد بلوا لیں گے۔"

"نہیں نازش آنٹی، ہم یہیں رہیں گے آپ کے پاس۔ ہم یہاں مل کر مما کے لیے دعائیں مانگیں گے۔ وہ ٹھیک ہو کر لوٹیں گی پھر ہم مما کو سمجھائیں گے، وہ آپ سے دوستی کر لیں گی۔" علی نے قطعی لہجے میں کہا۔ "ہمیں معلوم ہے ہمارے وہاں ہونے سے مما اور پاپا ڈسٹرب ہوں گے۔ پاپا کو ہماری فکر رہے گی تو وہ مما کی دیکھ بھال ٹھیک سے نہیں کر سکیں گے۔"

نازش کو ان معصوم کم عمر بچوں سے اتنی سمجھداری کی توقع نہیں تھی۔ اسے بہت خوشی ہوئی۔

"ٹھیک ہے، ہم یہاں مزے سے رہیں گے۔ آپ کی مما کے لیے دعائیں کریں گے اور انتظار کریں گے کہ آپ کی مما جلد صحت یاب ہو کر لوٹیں۔ آپ کا وعدہ ہے نا کہ آپ ہماری دوستی پہلے کی طرح کرا دیں گے۔"

"پکا وعدہ......" دونوں نے نازش کے پھیلے ہوئے ہاتھ پر اپنے ہاتھ رکھ دیے۔

لیکن ماہا پتا نہیں کیا چاہتی تھی۔ شاید اب اس سے نازش کا وجود بالکل برداشت نہیں ہو رہا تھا تبھی تو اسی شام کو آمنہ اسے سمجھانے چلی آئی۔

وہ تو اسے اتنے دنوں بعد اپنے سامنے پا کر بہت خوش ہوئی تھی لیکن جب وہ ماہا ہی کی زبان بولنے لگی تو اس کا سارا جوش جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔

"تم میرے پاس آئی ہو آمنہ یا ماہا کے بلانے پر، اس کی سفیر بن کر۔"

''ایسا نہیں ہے نازش، ماہا مجھے تم سے زیادہ عزیز نہیں ہے۔ تم دونوں ہی میری بہترین سہیلیاں ہو بلکہ تم اپنی اچھی عادتوں کی وجہ سے مجھے زیادہ عزیز ہو لیکن نازش میں تمہیں مزید خسارے میں جاتے نہیں دیکھ سکتی۔ اسفند بھائی نے تمہیں آج تک نہیں اپنایا پھر تم کیوں رو رہی ہو یہاں۔ ان کی زندگی میں اب بھی صرف ماہا ہی ہے۔ میں نے تمہیں شادی سے پہلے بھی یہ بات سمجھائی تھی لیکن تم نہیں مانیں۔ کچھ فیصلے وقت کے مطابق خود بھی کرنے پڑتے ہیں۔ اگر وقت گزر جائے تو محض پچھتاوے باقی رہ جاتے ہیں۔''

آمنہ کے لہجے میں بے شک اس کے لیے طنز نہیں تھا۔ وہ واقعی اسے سمجھانا چاہتی تھی۔

نازش خاموشی سے اس کی تقریر سنتی رہی پھر سنجیدگی سے بولی۔ ''انشاء اللہ ایسا نہیں ہوگا آمنہ، پہلے جب یقین جیسی دولت میرے پاس نہیں تھی تب بھی میں اپنے رب سے کبھی مایوس نہیں ہوئی۔ اب تو میری مٹھی میں کئی لمحے ایسے ہیں جنہوں نے مجھے یقین بخشا ہے۔''

''ہو سکتا ہے تم ٹھیک سمجھ رہی ہو لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے نازش کہ بعد میں جب صورتحال بدل جائے تو یقین کی وہ کیفیت بھی بدل جائے۔''

''نہیں، ایسا نہیں ہوگا اور اگر ایک فیصد اس کی کوئی گنجائش ہے بھی تو میری قسمت...... ہم تقدیر سے نہیں لڑ سکتے۔''

''کیا تم سجاد کے ساتھ زیادہ بہتر نہیں رہو گی۔ ماہا زندگی بھر تمہاری خوشیوں کی راہ میں رکاوٹ بنی رہے گی۔ میں اسے اچھی طرح جانتی ہوں اور سکون زندگی کا سب سے اہم سرمایہ ہوتا ہے۔ وہی نہ ہو تو ہر بات ثانوی حیثیت اختیار کر جاتی ہے۔'' آمنہ اب بھی بضد تھی۔

''شادی ایک جوا ہوتا ہے آمنہ! لیکن مجھ میں اب بار بار اسے کھیلنے کی ہمت نہیں اور رہا سجاد...... تو وہ چیپٹر اب کلوز ہو چکا ہے۔ مجھے خود غرض لوگوں کے ساتھ زندگی بتانا زیادہ مشکل کام لگتا ہے آمنہ۔ اسفند کم از کم خود غرض نہیں ہیں، بس حالات نے انکے ہاتھ باندھ رکھے ہیں۔ کوئی اور شخص ہوتا تو ماہا کو کب کا چھوڑ چکا ہوتا۔ اس کی معذوری کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کے رویے اور زبان سے گھبرا کر لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ وہ اس سے نبھا رہے ہیں، اس سے اب بھی محبت کرتے ہیں۔ وہ کھرے اور خالص آدمی ہیں جبکہ میں سجاد اور ان کی امی کی خود غرضیاں دیکھ چکی ہوں۔ ان کی امی صرف اپنے بھلے کی سوچ کر خاموش رہیں اور سجاد اپنی بے حسی کے ہاتھوں۔ وہ چاہتے تو جانے سے پہلے ساری صورتحال سے آگاہ کر سکتے تھے۔ مجھے طلاق دے سکتے تھے لیکن وہ اتنے سالوں یہ سوچے بنا خاموش رہے کہ ان کی یہ

خاموشی کسی دوسرے کے لیے آزار بن جائے گی۔ آج جب ان کی اپنی بیوی نے انہیں چھوڑ دیا تو وہ چلے آئے۔ انہیں یہ حوصلہ افزائی بخشنے والا کون ہے، یہ میں اچھی طرح جان گئی ہوں۔ آمنہ مجھ میں بہت برداشت اور حوصلہ ہے لیکن صبر اور برداشت کی حدیں بھی ایک جگہ جا کر ختم ہو جاتی ہیں اور میں نہیں چاہتی کہ یہ حدیں ختم ہوں۔ پلیز، جس طرح تم مجھے سمجھانے یہاں چلی آئی ہو، اسی طرح دوسرے فریق کو بھی سمجھانا۔''

آمنہ سمجھ گئی کہ اب اسے مزید سمجھانا بے کار ہے اور یہ سچائی تھی کہ وہ جانے کب سے سب کچھ سہتی چلی آ رہی تھی اور منہ سے شکوے کا ایک لفظ نہیں نکالتی تھی لیکن آخر کب تک، وہ بھی انسان تھی۔

''اوکے! ہو سکتا ہے تم صحیح سوچ رہی ہو بلکہ میری تو دعا ہے کہ اللہ کرے تم ٹھیک ہی سوچ رہی ہو اور تمہیں زندگی میں مزید مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے'' آمنہ نے خلوص سے اس کے ہاتھ تھامے اور پھر دوسری باتیں کرنے لگی۔

نازش کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ماہا اس طرح کیوں کر رہی ہے۔ اس نے خود ضد کر کے اسے اسفند سے شادی کرنے پر راضی کیا تھا لیکن وہ تو ایک رات بھی اسے برداشت نہیں کر پائی تھی۔ شادی والی رات ہی اس نے کس قدر واویلا کیا تھا اور اسفند کو اس کے پاس آنے تک نہیں دیا تھا۔ بے شک ان دونوں کا رشتہ اب اس طرح کا بن گیا تھا کہ اس میں دوستی اور محبت کی گنجائش بہت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر رہ گئی تھی لیکن اس کے باوجود وہ یہ کیوں بھول گئی تھی کہ اس نے اسفند کی شادی اپنی معذوری سے گھبرا کر کرائی تھی تا کہ وہ کسی اور لڑکی کے جال میں نہ پھنس جائے لیکن پھر اس نے نازش کو قبول کیوں نہیں کیا تھا۔ شاید اس کی وجہ سے تھی کہ نازش فطرتاً پُرخلوص، صابر اور ہمدرد لڑکی تھی۔ اس کی سب باتوں کو اور حالات کو برداشت کر رہی تھی۔ اگر اس کی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو یا تو ان حالات پر روتی دھوتی، شکوے کرتی یا پھر گھبرا کر سب کچھ چھوڑ دیتی لیکن نازش نے ہمیشہ ہی بہت صبر سے کام لیا تھا اور اس کے اس صبر پر بعض مرتبہ سب کو حیرت بھی ہوتی تھی۔

اسی شام وہ اپنے کمرے سے نکل کر کسی کام سے کچن کی جانب جا رہی تھی کہ ماہا کے کمرے سے تیز آوازیں آنے لگیں۔ وہ بچوں پر خفا ہو رہی تھی۔ انہیں بُری طرح لتاڑ رہی تھی۔

''لگتا نہیں ہے، تم لوگ میری اولادیں ہو۔ ایک غیر عورت کے لیے میرے ساتھ نہیں جانا چاہتے۔ پتا نہیں کیا گھول کے پلا دیا ہے اس نے تم کو، میں تمہیں ہرگز یہاں تنہا نہیں

چھوڑدوں گی بچے ساتھ لے کر جاؤں گی۔"

"پیا! آپ ایسا کیوں سوچ رہی ہیں۔ نازش آنٹی ایسی نہیں ہیں۔ وہ بہت لونگ ہیں، سب کا خیال رکھتی ہیں آپ کی تو وہ بچپن کی دوست ہیں۔ آپ تو انہیں اچھی طرح جانتی ہوں گی۔ وہ ہمارا اچھی طرح خیال رکھیں گی۔ دوسرے ہمارے جانے سے پاپا ڈسٹرب ہوں گے، ہماری پڑھائی ڈسٹرب ہوگی۔ ہم یہاں ٹھیک رہیں گے، آپ فکر نہ کریں" یہ ایمن تھی جو ماں کو بہت طریقے سے سمجھا رہی تھی۔

"اور ہم یہاں رُک کر آپ کے لیے دعائیں کریں گے۔ نازش آنٹی کہتی ہیں......"

"خبردار جواب تم لوگوں نے اس کا نام لیا تو......" ماہا نے غصے سے علی کی بات کاٹ دی۔ "دماغ خراب ہوگیا ہے تم لوگوں کا اور کان پک گئے ہیں میرے اس کا نام سن کر۔ جادو کر دیا ہے اس نے تم لوگوں پر۔ باپ الگ گن گاتا پھرتا ہے اور تم لوگوں کو بھی اور کوئی کام نہیں سوائے اس کی تعریفیں کرنے کے۔ میں معذور کیا ہوگئی، ہر شخص مجھ سے اکتا گیا ہے۔ بھاگتا ہے مجھ سے کیا میں اتنی بری ہوگئی ہوں" ماہا یقیناً رونے لگی تھی۔

نازش کا دل کٹنے لگا تو وہ دل کے منع کرنے کے باوجود کمرے میں چلی آئی۔ ایمن ماہا کا ماتھا چوم رہی تھی جبکہ علی اس کے دونوں ہاتھوں کو تھامے بیٹھا تھا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے۔

"نہیں مما، آپ نے ایسا سوچا بھی تو کیسے؟ آپ ہماری ماں ہیں، ہم آپ سے نہیں اکتا سکتے۔ آپ ہمیں ہر شے سے اپنی جان سے بھی پیاری ہیں لیکن نازش آنٹی بھی بُری نہیں ہیں۔ آپ نہیں چاہیں گی تو ہم آپ کے سامنے ان کا نام نہیں لیں گے لیکن وہ واقعی دوسروں سے پیار کرتی ہیں۔ ہر ایک سے......" ایمن نہ چاہتے ہوئے بھی پھر سے وہی کام کرنے لگی تھی جس سے اس کی ماں چڑ رہی تھی لیکن اس سے پہلے کہ ماہا پھر سے خفا ہوتی نازش تیزی سے آگے بڑھی اور ان کے قریب آگئی۔

"میں کچھ بھی کرلوں ماہا، کتنی بھی اچھی بن جاؤں، ان بچوں کی ماں تم ہی رہو گی۔ کوئی دوسری عورت تم سے یہ حق نہیں چھین سکتی۔ تم بدگمان مت ہو، یہ بچے تمہارے ہیں۔ جیسا تم چاہو گی ویسا ہی کریں گے۔ تم اگر انہیں یہاں چھوڑ کر نہیں جانا چاہتیں تو نہ سہی۔ یہ ضرور تمہارے ساتھ جائیں گے" وہ اسے سمجھانے لگی۔

ماہا نے طنزیہ نظروں سے نازش کو دیکھا پھر زہرخند لہجے میں بولی "ہاں تم چاہو گی تو۔ یہ

پی بھی تو تم ہی نے اسفند کو پڑھائی ہوگی۔ میرے بچوں کو بھی تم ہی ورغلاتی رہتی ہو۔ پتا نہیں کیا چاہتی ہوتم...... سب کچھ تو مل گیا تمہیں۔ تمہاری حیثیت اور اوقات سے بڑھ کر لیکن یہ مت بھولو کہ یہ گھر میرا ہے۔ میں جب چاہوں تمہیں یہاں سے نکال سکتی ہوں۔ یہ تو میرا ظرف ہے کہ تمہیں ابھی تک یہاں ٹکنے دیا ہے ورنہ میں تمہیں کب کی اس گھر سے دھکے دلوا چکی ہوتی۔"

"گھروں سے کچھ نہیں ہوتا ماما، میں نے ایک بار تمہیں پہلے بھی سمجھایا تھا۔ یہ گھر لوگوں سے قائم ہے۔ میں یہاں سے چلی بھی گئی تو کوئی اور چھت مل جائیگی مجھے۔ اللہ بے آسرا نہیں رکھتا لیکن میں چاہتی ہوں یہ گھر سلامت رہے۔ دو مکانوں میں نہ بٹے۔ دنیا کو ہنسنے کا موقع نہ ملے۔ لوگ مجھ پر، اسفند پر اور تم پر انگلیاں نہ اٹھائیں۔ ہم لوگوں کو بولنے سے نہیں روک سکتے اور لوگ بولنے کا موقع ڈھونڈتے ہیں" نازش نے رسانیت سے کہا۔ وہ کسی بھی حال میں صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑنے والوں میں سے نہیں تھی۔

"لوگ تو اب بھی کون سا چپ ہیں۔ ابھی بھی بول رہے ہیں۔ اسفند کی دو شادیاں لوگوں کا موضوع ہیں۔ انہوں نے میرے کہنے پر تم سے شادی تو کرلی لیکن اب شرمندہ ہوتے ہیں۔ لوگ ان سے پوچھتے ہیں کہ انہوں نے تم میں ایسا کیا دیکھا۔ تم ان کے ساتھ چلتی کس قدر بے جوڑ لگتی ہو۔ ان کی شاندار شخصیت کے ساتھ تمہاری بودی شخصیت لیکن تمہیں اس کا احساس بھی نہیں ہے۔ تم تو اس بات پر خوش ہو کہ تمہیں ایک مکمل شوہر مل گیا ہے، چاہے تم اس کے قابل ہو بھی یا نہیں۔" وہ اپنے مخصوص انداز میں کہے جارہی تھی۔ یہ سوچے بغیر کہ اس کے لفظوں کے خنجر کسی دل کے آرپار ہورہے ہیں۔

علی اور ایمن حیرت اور افسوس سے ماں کی یہ گفتگو سن رہے تھے۔ بے شک نازش ان کی ماں کی طرح حسین و جمیل نہیں تھی لیکن اس نے ان چند دنوں میں انہیں اس قدر محبت اور توجہ دی تھی کہ وہ انہیں بہت پیاری نظر آتی تھی۔

"مما پلیز!" ایمن نے ہمت کر کے احتجاج کیا۔ وہ فطرتاً باپ کے مزاج کی تھی۔ شروع شروع میں وہ نازش سے خفا اور ناراض ضرور تھی لیکن جونہی اس نے نازش کے رویے اور سلوک میں خلوص اور محبت کو پایا تھا وہ خود بخود اس کی جانب جھک گئی تھی اور اسے پسند کرنے لگی تھی۔

"کیا پلیز!" بیٹی کا جھکاؤ اور حمایت نازش کی جانب پا کر اسے سخت غصہ آ گیا۔ "چلے جاؤ تم سب میرے کمرے سے، جاؤ" اب کی بار وہ چیخی تو دونوں بچے گھبرا کر باہر نکل گئے۔

نازش نے گہری سانس لے کر ماہا کو دیکھا پھر اپنے مخصوص انداز میں کہا ''تم اس طرح ٹھیک نہیں کر رہی ہو ماہا، تمہیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس نے تمہیں اتنے پیارے بچے دیے ہیں، اتنی محبت کرنے والا شوہر دیا ہے۔ وہ سب تمہارے ایک اشارے پر کھڑے ہو جاتے ہیں، تم پر جان چھڑکتے ہیں اور محبتوں کی قدر نہ کرنا اللہ کو بھی پسند نہیں ہے۔''

''تم مجھے ڈرا رہی ہو؟'' اس کا انداز غضب ناک تھا۔

''نہیں، سمجھا رہی ہوں۔ اس رشتے سے جو ہمارے درمیان کبھی تھا۔ فی زمانہ سچی محبتیں بہت کم لوگوں کے نصیب میں آتی ہیں۔ قسمت سے مل جائیں تو ان کی قدر کرنا چاہیے ورنہ ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ ہمارے رویوں سے وہ محبتیں تھک ہار کر بیٹھ جاتی ہیں۔ اسفند پہلے تمہارے شوہر ہیں پھر تمہارے بچوں کے باپ ہیں۔ میں تو بہت بعد میں آخر میں کہیں ہوں۔ تم اپنے دل سے تمام وہموں کو نکال دو۔''

''وہم مجھے نہیں تمہیں ہے۔ یہ خیال ہے تمہارا کہ تم کہیں ہو، تم کہیں نہیں ہو۔ ہماری زندگی میں تمہاری کوئی گنجائش نہیں۔ تم تو میری جلد بازی اور غلطی ہو۔ میں اس وقت جذباتی ہو گئی تھی۔ پریشان تھی اس لیے بنا سوچے سمجھے اسفند کو مجبور کر دیا ورنہ تم وہیں ہوتیں اپنے گھر کے کسی کونے میں یا کسی عام سے شخص کے گھر میں، جو تمہاری اوقات کے مطابق ہوتا۔''

نازش کئی بار پہلے بھی اس کی ایسی ہی باتیں سن چکی تھی لیکن ہر بار ایک نئے دکھ کی انی اس کے سینے کے پار ہو جاتی تھی۔ اب بھی دکھ کے شدید احساس نے اسے گھیرے میں لے لیا لیکن اس نے مزید اسے سمجھانا فضول سمجھا۔ شاید وہ ان لوگوں میں سے تھی جو خود کو عقلِ کل سمجھتے ہیں یا پھر رقابت کی آگ نے اس کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کو جھلسا دیا تھا۔

''تم جو کچھ بھی کہو یا سمجھو ماہا، میں تمہارے لیے ہمیشہ دعا گو رہی ہوں اور رہوں گی،'' اس نے ماہا سے کہا اور کمرے سے باہر نکل آئی۔

اسی شب جب عشا کی نماز پڑھ کر وہ جانماز کو تہ کر رہی تھی کہ اسفند چلا آیا۔ چند لمحوں تک وہ خاموشی سے نازش کو دیکھتا رہا۔ جس کا چہرہ سفید دوپٹے میں کس قدر روشن لگ رہا تھا۔

نازش نے اس کی گہری نگاہوں کو اپنے چہرے پر محسوس کیا وہ پیٹھ موڑ کر جانماز ریک میں رکھنے لگی۔ اس طرح وہ اپنے دلی جذبات اس سے چھپانا چاہتی تھی۔

''نازش پلیز! ادھر آؤ میرے پاس، میری طرف دیکھو'' اسفند کی آواز میں جانے کیا تھا، وہ بھی اس کے لہجے کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگی۔

"شام میں تم ماہا کے پاس گئی تھیں؟"

نازش کا سر ہاں میں ہل گیا۔

"اور اس نے تمہیں بہت کچھ الٹا سیدھا کہا؟"

اسفند نے پوچھا۔

جواباً وہ خاموش کھڑی رہی۔

"مجھے ایمن نے بتایا ہے۔ ماہا نے پتا نہیں تمہیں کیا، کیا کہا لیکن تم...... مجھے تمہاری برداشت کی قوت پر حیرت ہوتی ہے۔ فی زمانہ ایسی عورتیں کہاں ہوتی ہیں لیکن ظلم کو حد سے زیادہ برداشت کرنا بھی خود اپنے آپ پر ظلم ہے۔ ماہا نہیں بدل سکتی۔ اس کا حل میں نے ڈھونڈ لیا ہے۔ امریکا سے واپسی پر تم الگ گھر میں رہو گی۔ میری ذات ضرور تقسیم ہو جائے گی لیکن تمہیں یہ برداشت کرنا ہوگا۔ یہاں بھی میں کون سا تمہارے ساتھ رہ پاتا ہوں، وہاں کم از کم جو وقت تمہارا ہوگا، وہ تمہارا ہی ہوگا۔"

"نہیں اسفند! پلیز، ایسا نہ کریں۔ میں ماہا سے اس کا شوہر اور آپ کے بچوں سے ان کے باپ کو چھیننے نہیں آئی تھی۔ میں تو اس بکھرے ہوئے گھر کو سمیٹنے آئی تھی۔ یہ گھر مزید بکھر جائے میں ایسا نہیں چاہتی۔"

"لیکن میں...... میں ایک کمزور شوہر کا کردار کب تک ادا کرتا رہوں" وہ بے بسی سے بولا۔

"یہ آپ کی کمزوری نہیں ہے اسفند، مروت ہے، انسانیت ہے، رواداری ہے۔ ماہا کو بھی سارا الزام نہ دیں۔ اس نے زندگی میں ہمیشہ پایا ہی پایا ہے، اس نے کبھی کوئی غم، ناکامی اور امتحان کا منہ نہیں دیکھا اس لیے وہ سہار نہیں سکی۔ وہ شوہر جو اس کا دم بھرتا تھا اچانک اس سے چھن گیا۔ اس کی توجہ، اس کی ذات، اس کی محبت بٹ گئی۔ یہ اس سے برداشت نہیں ہو سکا۔ شاید میں اس کی جگہ ہوتی تو اسی طرح ٹوٹ جاتی۔ ابھی میرا حوصلہ اور برداشت اس لیے ہے کہ مجھ سے کچھ چھنا نہیں۔ جو شے ملی ہی نہ ہو اس کے چھننے کا اتنا غم نہیں ہوتا لیکن ماہا سب کچھ پا کر سب کچھ لٹا بیٹھی، آپ یہ کیوں نہیں سمجھتے۔"

اسفند حیرت اور بے یقینی سے اس کی باتیں سن رہا تھا۔ اس کے خاموش ہونے پر بولا۔

"سب کچھ صحیح ہے مگر اب مجھے جلد کچھ فیصلے کرنے ہیں۔ ہماری سیٹیں کنفرم ہو گئی ہیں، ہم دونوں پرسوں رات کو جا رہے ہیں۔ بچے تمہارے پاس ہی رہیں گے۔ ہم جلد ہی لوٹیں گے۔ نتیجہ جو بھی ہو، میں تمہیں کبھی نہیں چھوڑ سکتا۔ چاہے ماہا مجھے اس کے لیے کتنا بھی مجبور کرے۔

حالات کچھ بھی ہو جائیں نازش، میرا یقین رکھنا۔"

اس نے نرمی سے نازش کو خود میں سمیٹ لیا اور پہلی بار اس نے خود سپردگی کے عالم میں اسفند کے سینے میں منہ چھپالیا۔

کتنا سکون، اطمینان اور طمانیت کی سی کیفیت تھی یہاں۔

ایک تحفظ اور چھاؤں کا سا احساس اور وہ کب سے اور کتنی محروم تھی۔

"تم رو رہی ہو نا نازش......" اسفند کو اپنے کندھے کے قریب آنسوؤں کی گرمی محسوس ہوئی۔

جواباً وہ اسی خاموشی سے روتی رہی۔ اسفند نے بھی اسے چپ نہیں کرایا بلکہ اپنی ٹھوڑی اس کے سیاہ بالوں میں چھپائے اس کے چپ ہونے کا انتظار کرتا رہا۔

اسے معلوم تھا، اس کے اندر کتنی گھٹن ہے جیسے بارش سے پہلے ہونے والا حبس اور پھر جب وہ خوب دل بھر کے رو چکی تو اس نے نازش کا چہرہ اوپر اٹھایا۔ گریہ سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور آنکھیں......

وہ چند لمحوں تک ان میں جھانکتا رہا "حسین آنکھوں والوں کو رونا نہیں چاہیے ورنہ وہ مزید قاتل ہو جاتی ہیں۔"

ماحول کو ہلکا پھلکا اور خوشگوار کرنے کے لیے وہ شگفتہ لہجے میں بولا تو نازش جھینپ سی گئی اور اس کے نزدیک سے ہٹنے لگی لیکن اسفند نے اسے دور نہیں ہونے دیا۔

"بڑی مشکل سے تو یہ ساعتیں آئی ہیں نازش، خدا کے لیے انہیں اپنے اصولوں اور بندشوں کی نذر مت کرو۔ تمہاری قربت مجھے سکون بخشتی ہے، ایک سرور کا سا احساس۔ میں چاہتا ہوں ہمارا یہ تعلق مضبوط ہو جائے۔"

"ہمارا تعلق مضبوط ہی ہے اسفند!" نازش کی آواز میں مضبوطی تھی۔

اور اس کے لہجے کی یہ پختگی اسفند کے دل میں اطمینان بن کر اتر گئی۔

"تم ایک کمزور مرد کے ساتھ خوش رہو گی جو تمہیں تمہارے اصل حقوق تک نہیں دے سکا۔"

میں نے آپ کو بتایا ہے نا اسفند کہ یہ آپ کی کمزوری نہیں ہے۔ کوئی اور مرد ہوتا تو شاید وہ اپنی معذور بیوی کے ساتھ گزاری ہوئی رفاقتیں بھلا کر دوسری بیوی کی جانب بھاگا آتا لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا اور آپ کی اسی ادا نے مجھے آپ کا اسیر بنا دیا۔ سکھ میں تو سب ساتھ

نبھاتے ہیں، دکھ میں نبھائیں تو بات ہے۔''

اسفند دنیا کی اس سب سے انوکھی بیوی کو دیکھتا رہا جو واقعی بہت عجیب تھی۔ دونوں اس وقت چونکے جب دروازے پر دستک ہوئی۔

نازش نے بڑھ کر دروازہ کھولا۔ سسٹر پروین تھی

''میڈم آپ دونوں کو بلا رہی ہیں۔''

''دونوں کو......؟'' نازش حیران رہ گئی۔ اتنے عرصے میں یہ پہلی مرتبہ تھا کہ ماہا نے اسے خود سے بلایا تھا۔

''ماہا ٹھیک تو ہے نا؟'' اس نے تشویش سے پوچھا۔

''جی، ذرا غصے میں اور ناراض لگ رہی ہیں'' وہ سنجیدگی سے کہنے لگی۔

''جیسا کہ عموماً ہوتی ہیں، کوئی نئی بات نہیں'' پیچھے سے اسفند نے کہا'' آپ چلیں، ہم آتے ہیں۔''

سسٹر پروین کے جاتے ہی وہ نازش کی جانب پلٹا ''ہو سکتا ہے، ہمیشہ کی طرح ماہا کا رویہ نامناسب ہو...... پتا نہیں وہ کیا کہنا چاہتی ہے۔''

''کوئی بات نہیں، آپ پریشان نہ ہوں۔ چلیں، پتا نہیں کیا بات ہے؟''

دونوں ماہا کے پاس چلے آئے۔ وہ ہمیشہ کی طرح غصب ناک موڈ میں تھی۔ دونوں کو ہمراہ آتے دیکھ کر اس میں مزید شدت آگئی۔

''اسفند! آج فیصلہ ہو جانا چاہیے...... یا تو یہ یا...... میں......؟''

''ماہا پلیز! اس جھگڑے کو اب ختم کرو، میں اس مسئلے کو اب ڈسکس کرنا نہیں چاہتا۔'' پہلی بار اسفند نے سختی اور ناراضی سے اسے جواب دیا۔

نازش کے سامنے اس کا یہ لہجہ ماہا کو مزید تپا گیا۔

''لیکن اس کا فیصلہ ابھی ہونا ہے۔ میرے سر پر یہ تلوار ہمیشہ لٹکتی نہیں رہ سکتی۔ میں نے ڈاکٹرز سے خود بات کی ہے۔ وہ کہتے ہیں، میں ٹھیک ہو جاؤں گی پھر کیوں...... کیوں تم نے اس سے تعلق باندھ رکھا ہے؟''

''یہ تم سے کس نے کہا کہ یہ تعلق تمہاری صحت مندی یا معذوری کا پابند ہے؟'' اسفند کے سوال نے لمحے بھر کو ماہا کو گنگ کر دیا لیکن اگلے ہی لمحے وہ سنبھل گئی۔

''پھر اب تک تم نے اسے قبول کیوں نہیں کیا؟''

ماہا کا لہجہ سوالیہ سے زیادہ طنزیہ تھا۔
"یہ تم اس بے وقوف لڑکی سے خود پوچھو" وہ جھنجلا گیا۔
"میں کیا پوچھوں، میں دیکھ جو رہی ہوں۔ بہر حال ہمارے جانے سے پہلے تمہیں ایک فیصلہ کرنا ہے۔ تم اسے چھوڑ رہے ہو یا نہیں؟" اس کا لہجہ قطعی تھا۔
"قطعی نہیں" اسفند نے مضبوط لہجے میں کہا اور ایک نظر نازش کے خاموش وجود پر ڈالی جو ساکت کھڑی دونوں کے ڈائیلاگ سن رہی تھی۔
"کیوں، آخر کیوں؟ تم اسے طلاق کیوں نہیں دیتے؟ میں ٹھیک ہو جاؤں گی تو اس کی کیا ضرورت ہے۔ تم نے اسے میرے کہنے پر ہی اپنایا تھا تو اب میرے کہنے پر کیوں نہیں چھوڑ رہے؟" وہ بے بسی سے چلا رہی تھی۔
"ماہا......" اسفند نے ہاتھ اٹھایا اور اسے چپ ہونے کا اشارہ کیا۔ "بہت کر چکیں تم زندگی بھر اپنی من مانی۔ جو تم نے چاہا وہ کیا اور دوسرے بھی وہی کرتے رہے۔ صرف اس خیال سے کہ تمہیں دکھ نہ پہنچے لیکن اب تم حد سے گزر رہی ہو۔ ہم سب کٹھ پتلیاں نہیں ہیں جنہیں تم اپنے اشاروں پر چلا رہی ہو۔ ہم سب تمہارے ساتھ مخلص ہیں، خلوص کی قدر کرو......"
"کون میرے ساتھ کتنا مخلص ہے میں خوب جانتی ہوں۔ تم، جو زندگی بھر میرے رہے، مجھے کبھی ایک لفظ نہیں کہا، میری ہر خوشی تمہارے لیے مقدم تھی، میری ہر بات تمہارے لیے اولیت رکھتی تھی لیکن آج اس کے کہنے پر......" وہ نفرت سے نازش کو دیکھتے ہوئے بولی۔
"کسی کے کہنے پر نہیں ماہا! خود میرے اپنے دل نے اسے قبول کیا ہے پھر نکاح کا مطلب یہ نہیں کہ اسے کھیل سمجھ لیا جائے۔ جب ضرورت ہو دو بول پڑھوا لیے، ضرورت نکل گئی تو تین بول، بول دیے۔ نکاح ایک مقدس فریضہ ہے اور اسے اسی کے مقام پر رکھنا چاہیے، مذاق نہیں بنانا چاہیے" اسفند نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔
"مجھے نہیں معلوم تھا کہ اتنی جلد، اتنی جلد تم بدل جاؤ گے۔ میں تو سمجھتی تھی کہ میری جگہ کوئی نہیں لے سکتا لیکن تم بھی عام سے ہی مرد نکلے۔ میری معذوری سے گھبرا کر تم اسے نہیں چھوڑ رہے۔ سوچو، میری جگہ پر تم ہوتے تو کیا کرتے، کیا میں تمہیں یوں بے آسرا چھوڑ جاتی؟" اب کی بار اس نے پینترا بدلا۔
"تم غلط سوچ رہی ہو ماہا! میں نے کبھی تمہیں بے آسرا نہیں چھوڑا۔ میں پہلے بھی تمہارے ساتھ تھا، اب بھی ہوں اور ہمیشہ رہوں گا۔ یہ سارے فیصلے تمہارے تھے۔ میں نے

تمہیں خوش اور مطمئن رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی ہے لیکن تم نے کبھی دوسرے کے خلوص کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ ہمیشہ دوسروں کی نیت پر شک کرنا اچھا نہیں ہوتا ماہا! اب بھی وقت ہے، سمجھنے کی کوشش کرو۔ نازش تمہاری ہمدرد ہے، اس گھر اور تمہارے بچوں کی ہمدرد ہے۔ اس سارے معاملے میں اس کا کوئی قصور نہیں۔ تم، میں، سجاد اور باقی سب کب تک اپنے فائدے کے لیے اسے استعمال کرتے رہیں گے۔ اگر یہ خاموش ہے تو یہ اس کا ظرف ہے لیکن امتحان لینا اور کسی کی زندگی کو پورے کا پورا امتحان بنا دینا کہاں کا انصاف ہے؟''

اسفند کا نازش کی حمایت میں کہا گیا ایک ایک لفظ ماہا کی سماعت پر ہتھوڑے کی طرح برس رہا تھا۔ تو بات یہاں تک پہنچ گئی تھی۔

''تو تم اسے نہیں چھوڑو گے؟'' وہ عجیب سے لہجے میں پوچھ رہی تھی۔

''ہرگز نہیں، شادی بیاہ مذاق نہیں ہوتا'' اسفند کا لہجہ انتہائی مضبوط تھا۔

''تو پھر...... اس سے کہہ دو کہ یہاں سے چلی جائے،

''ماہا، تم ہوش میں نہیں ہو۔ یہ گھر جتنا تمہارا ہے اتنا ہی نازش کا بھی ہے'' اسفند اس کے اس طرح کہنے پر چراغ پا ہو گیا۔

خود نازش کچھ دیر کو سن کھڑی رہ گئی تھی۔

یہ وہی گھر تھا جسے سنوارنے کا عہد کیے وہ اس گھر میں آئی تھی۔ کچن، لان، دالان، گھر کا کونا کونا اس کی نفاست پسند طبیعت سے جگمگا رہا تھا۔ اس نے اس گھر میں اپنی بھرپور توجہ دیتے ہوئے ایک بار بھی یہ نہیں سوچا تھا کہ یہ گھر ماہا کا ہے لیکن آج اس نے کتنی آسانی سے اسے جتا دیا تھا۔

''غلط کہہ رہے ہو تم۔ یہ گھر میرے نام ہے تو میرا ہے، میں کسی بھی فالتو شخص کو ایک منٹ کے لیے یہاں برداشت نہیں کر سکتی۔'' یہ چاہے اپنی ماں کے گھر واپس جائے، کہیں اور جا کر رہے یا فٹ پاتھ پر سوئے میری بلا سے لیکن اس گھر میں نہیں، قطعی نہیں۔''

غصے، مایوسی اور بے بسی کی شدت سے شاید اس کا دماغ الٹ گیا تھا۔ نازش اسفند کی بیوی تھی۔ یہاں نہ رہتی تو کیا اسفند اسے اسی طرح کے کسی اور گھر میں نہیں رکھ سکتا تھا۔ وہ شاید یہ بات بھول گئی تھی۔

''ماہا، نازش میری بیوی ہے جو حقوق تمہیں حاصل ہیں وہی اس کے پاس بھی ہیں۔ میں تو پہلے بھی اسے دوسرے گھر میں رکھنا چاہتا تھا لیکن یہ تم سب کو اس گھر میں چھوڑ کر نہیں جانا

چاہتی'' اسفند نے تاسف سے ماما کو دیکھا۔

''ڈراما کرتی ہے یہ...... تم بے وقوف بن سکتے ہو، میں ہرگز نہیں۔ اس سے کہو یہ گھر ہمیشہ کے لیے چھوڑ دے۔ نہیں تو میں نوکروں کو بلوا کر اسے دھکے دے کر یہاں سے نکلوادوں گی۔ یہ گھر میرا ہے، یہاں میری راجدھانی چلے گی۔ کوئی دوسرا اس میں دخل نہیں دے سکتا۔ میں معذور سہی لیکن زندہ ہوں...... ابھی مری نہیں ہوں۔''

''تم اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھی ہو ماما!'' اسفند بھی غصے میں آ گیا تھا۔

''ہاں، میں اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھی ہوں۔ مجھے سخت نفرت ہے اس سے، میں صبح اٹھ کر اپنے گھر میں اس کا چہرہ نہیں دیکھنا چاہتی۔ اس سے کہو یہاں سے چلی جائے'' غصے کی انتہا سے اس کے ماتھے اور کن پٹیوں کی رگیں پھولنے لگی تھیں۔

نازش کو ایک دم احساس ہوا کہ یہ اس کے لیے غلط ہے۔ نقصان دہ ہے تو وہ آگے بڑھ کر بولی ''پلیز ماما! تم اتنا غصہ مت کرو، میں چلی جاؤں گی۔ تم کہو تو ابھی...... اسی وقت لیکن پلیز، تم پُرسکون رہو'' اس نے ماما کا ہاتھ تھامنا چاہا جسے اس نے زور سے جھٹک دیا۔

''خبردار! جو مجھے ہاتھ لگایا۔ میں جتنا تم سے دور جانا چاہتی ہوں تم میرے پاس گھستی ہو لیکن اب بہت ہو چکا۔ یہ میرا گھر ہے، میں نے یہاں بہت برداشت کر لیا تمہیں لیکن اب نہیں، میں صبح اٹھ کر تمہاری شکل نہیں دیکھنا چاہتی'' اس نے وہی بات دہرائی۔

''ٹھیک ہے، میں صبح چلی جاؤں گی۔ اس وقت میں اپنے امی ابو کو پریشان نہیں کرنا چاہتی۔ تم صبح تک تو میرا وجود برداشت کر سکتی ہو نا پھر آج کے بعد تمہیں میری صورت بھی نظر نہیں آئے گی......''

نازش نے انتہائی برداشت اور ضبط سے کام لیتے ہوئے جواب دیا اور کمرے سے نکل گئی۔

''تم انتہائی خود غرض اور ظالم عورت ہو ماما، میں تو خود اسے دوسرا گھر لے کر دینا چاہتا تھا لیکن تمہارے اور تمہارے بچوں کی وجہ سے اس نے ہمیشہ منع کر دیا لیکن آج، کوئی یوں اس طرح کسی کے ساتھ نہیں کرتا لیکن تم کبھی نہ سمجھی ہو نہ سمجھو گی۔ تم مجھے اور میرے خلوص کو ہی نہ سمجھ سکیں تو وہ تو پھر تمہاری سوکن ہے......''

اسفند کو ماما کا یہ انداز از حد رنجیدہ سخت غصے میں مبتلا کر رہا تھا۔

''تمہیں اگر اس کا اتنا ہی دکھ ہے تو چلے جاؤ تم بھی اس کے ساتھ۔ مجھے کہیں نہیں

جانا علاج کے لیے۔ میں یونہی ٹھیک ہوں لیکن اب کچھ ہو جائے، وہ یہاں نہیں رہے گی۔ اس گھر میں اس کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔'' اسے اب بھی کوئی شرمندگی نہیں تھی۔ اس کی ہٹ دھرمی بدستور تھی۔

اسفند نے ایک نظر اس خوبصورت چہرے پر ڈالی جو اندر سے انتہائی بدصورت تھا پھر مزید کچھ کہے بنا وہاں سے باہر نکل آیا۔

صبح خود بخود جلد ہی اس کی آنکھ کھل گئی تھی۔ آنکھ کھلتے ہی پہلا خیال اسے نازش کا آیا۔ وہ تیزی سے بستر سے اٹھا اور نازش کے کمرے کی طرف دوڑا۔

رات چاہنے کے باوجود وہ نازش کے پاس نہیں جا سکا تھا۔ اس کا ذہن اتنا الجھا ہوا تھا کہ وہ مزید کسی کا سامنا کرنے کو ذہنی طور پر تیار نہیں تھا لیکن اس وقت اسے صرف نازش کی فکر تھی۔

پتا نہیں وہ رات بھر سوئی بھی تھی یا نہیں کیونکہ اتنی صبح وہ ایک چھوٹے سے بیگ کے ساتھ باہر جانے کو تیار تھی۔

''نازش! یہ کیا حماقت ہے۔ ماما اگر غلطی پر ہے تو کم از کم تم تو......'' اس نے آگے بڑھ کر اسے روکا۔

''نہیں اسفند! اس وقت اس سے بحث کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ وہ اگر نہیں چاہتی تو نہ سہی۔ آپ ہر بات بھلا کر اسے علاج کے لیے لے جائیں۔ بچوں کو ان کی نانی کے ہاں چھوڑ دیں یا پھر انہیں کچھ دنوں کے لیے یہاں بلا لیں لیکن میرا اب مزید یہاں رکنا مناسب نہیں ہے۔ ہاں جب آپ لوٹ آئیں گے تو ایک چھوٹا سا گھر میرے لیے کافی ہوگا۔ میں تو بہت کچھ اور چاہتی تھی لیکن شاید......'' اس کی آواز کپکپائی ''لیکن میں ہار مان چکی ہوں، میں ماما کو نہیں جیت سکی۔''

''نہیں، یہ تمہاری شکست نہیں ہے۔ تمہاری جیتوں سے گھبرا کر وہ تمہیں یہاں سے نکالنا چاہتی ہے۔ اس نے اپنے بچوں کے بعد اپنے شوہر کی آنکھوں میں بھی تمہارے لیے وہ محبت دیکھ لی ہے جو شاید کبھی اسے بھی نہیں ملی۔'' اسفند نے اسے تھام کر وہیں صوفے پر بٹھا لیا ''لیکن تم اتنی جلدی گھبرا گئیں۔ تم نے تو کہا تھا کہ تم آخری سانس تک میرا ساتھ دو گی، مجھے نہیں چھوڑو گی۔''

''میں آپ کو نہیں چھوڑ رہی۔ میں آپ کو چھوڑ بھی کیسے سکتی ہوں'' اس کے چہرے پر

پھیکی سی مسکراہٹ پھیل گئی "میں آپ کے ساتھ ہوں، چاہے آپ کہیں بھی ہوں۔ آپ ماہا کو لے کر واپس آئیں گے تو جیسا آپ کہیں گے ویسا ہی ہوگا لیکن اب اس گھر میں……" اس نے نظریں اٹھا کر کمرے پر ڈالیں "لیکن اب اس گھر میں میرا دم گھٹتا ہے۔ پلیز اسفند!" اسفند آگے کچھ نہ کہہ سکا۔ ماہا نے اسے کچھ کہنے کے قابل ہی کہاں چھوڑا تھا۔

"ٹھیک ہے، تم جیسا کہو" اسفند نے ٹھنڈی سی سانس بھری۔

"سر! پلیز، جلدی آئیے، جلدی آئیے" یہ سسٹر پروین کی آواز تھی، بے حد گھبرائی ہوئی۔ وہ زور زور سے چیخ رہی تھی۔

وہ دونوں تیزی سے باہر نکلے۔ سسٹر پروین کا چہرہ فق تھا۔ وہ بے حد پریشان لگ رہی تھی۔ "سر وہ ماہا میڈم" اس کی آواز ٹھیک سے نہیں نکل رہی تھی۔

"کیا ہوا ماہا کو؟" اسفند اور نازش دونوں ماہا کے کمرے کی جانب دوڑے تھے۔

لیکن وہاں اب کچھ نہیں تھا۔ پتا نہیں رات کے کس پہر اس کے دماغ کی رگ پھٹ چکی تھی۔ خون کی باریک سی دھار اس کی ناک سے نکل کر اس کے چہرے کو رنگ چکی تھی۔

شاید اس کی وجہ غصے اور صدمے کی شدت رہی ہو یا ہائی بلڈ پریشر یا کچھ اور۔

وہ جو ماہا کا وجود صبح اٹھ کر اس گھر میں نہیں دیکھنا چاہتی تھی، اس وقت خود صبح کا سورج اس گھر میں نہیں دیکھ سکی تھی۔

اور آج جب وہ اپنے آخری سفر پر روانہ ہو رہی تھی تو نازش خدا سے دعا گو تھی۔

"اے میرے مالک! اس کے آخری سفر کو آرام دہ بنا دینا۔ اس نے دنیا میں بہت تکلیفیں اٹھا لیں۔ تو نے ایک بہت بڑی ذمے داری مجھ پر ڈال دی ہے، مجھے اس میں سرخرو کرنا۔"

اس نے روتے بلکتے تینوں بچوں کو اپنے اندر سمیٹ لیا۔